2/4
صفحہ 196 سے 375



تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى

اصطفیٰ

# ترجمہ اردو

# حیات القلوب
## جلد اوّل

مؤلفہ :- علامہ مجلسی علیہ الرحمہ

مترجمہ :- مولوی سید بشارت حسین صاحب کامل مرزاپوری
کربلائی مشہدی

جس میں

حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیا و مرسلین
کے مکمل و مفصل حالات درج ہیں

ناشران

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

# علّامہ محمّد باقر مجلسی علیہ الرحمہ کے مختصر حالات!

**اسمِ گرامی** آخوند ملّا محمد باقر ابن ملّا محمد تقی ابن مقصود علی مجلسی (علیہ الرحمہ)

**مجلسی کی وجہِ تسمیہ** مجلسی اصفہان کی جانب منسوب ایک قریہ ہے جہاں آپ کی ولادت ہوئی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ مجلسی کی وجہ تسمیہ اس سبب سے ہے کہ آخوند ملا محمد تقی کا قنداقہ (وہ کپڑا جس میں نومولود بچّہ کو لپیٹتے ہیں) مجلس امام عصر علیہ السلام میں حاضر کیا گیا تھا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ آپ کے دادا مقصود علی ایک بلند مرتبہ شاعر تھے اور اپنا تخلص مجلسی کرتے تھے اس سبب سے مجلسی مشہور ہوگئے۔

آپ معقول و منقول و ریاضی وغیرہ میں صاحب فن تھے اور اکابر علماء و محدّثین اور ثقاتِ فقہاءُ و مجتہدین میں بلند پایۂ بزرگ تھے۔

**ولادت** آپ ۱۰۳۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تاریخ ولادت بحساب ابجد "جامعِ کتاب بحارالانوار" سے نکلتی ہے۔

آپ نے احادیث اہلبیت رسالت کو جمع فرما کر رواج دیا۔ اور حدیثوں کو عربی زبان سے سلیس فارسی میں ترجمہ کرکے افادۂ مومنین کے لئے مشتہر فرمایا۔ آپ کو مدارج اجتہاد اور مراتبِ احتیاط و علوم و تقوٰی میں اپنے تمام معاصرین عجم بلکہ عرب پر بھی فوقیت حاصل تھی۔ جیسا کہ علماء کا بیان ہے کہ کوئی شخص ان سے قبل یا ان کے زمانہ میں یا اُن کے بعد دین کی ترویج اور سنّتِ حضرت سیّدالانبیاءؐ کی احیا میں ان کا عدیل و نظیر نہیں پایا گیا۔

**آپ کی تالیفات و تصنیفات** آپ کی تصانیف و تالیف سے ۶۰ کتابیں مشہور ہیں جبکہ بحارالانوار کی ۲۵ جلدیں ایک، اور حیات القلوب کی تین جلدیں ایک شمار کی جاتی ہیں۔

یومِ ولادت سے وقتِ وفات تک آپ کی تالیف و تصنیف میں ایک ہزار صفحات روزانہ کا اوسط ہوتا ہے۔ اگر ایّام طفولیت وحصولِ تعلیم و تربیت۔ درس و تدریس اور عبادت وغیرہ کا زمانہ نکال دیا جائے تو دو ہزار صفحات روزانہ کا اوسط ہوتا ہے جو کسی طرح معجزہ سے کم نہیں ہے۔

علّامہ حلّی کے بعد ایسے کثیر التالیف والتصنیف کوئی بزرگ نہیں گزرے۔



ایک مرتبہ آپ کے سامنے اس کا ذکر ہُوا کہ علّامہ حلّی کی تصنیفات میں ان کی ولادت سے تا روزِ وفات ایک ہزار صفحات روزانہ کا اوسط ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میری تالیفات بھی اُن سے کم نہیں ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں سے ایک صاحب نے عرض کی کہ آپ کا فرمانا صحیح ہے لیکن علّامہ حلّی کی تمام تالیفات خود اُن کی تصنیف ہے جو اُن کے غور و فکر اور تحقیق کا نتیجہ ہے۔ مگر آپ کی تالیفات تمام تالیف ہے اور تصنیف بہت کم ہے۔ آپ نے حدیثیں جمع کر دی ہیں اُن کا ترجمہ کیا ہے اور اُن کی تفسیر فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ درُست ہے۔

(قصص العلماء صفحہ ۲۰۶ مطبوعہ طہران۔)

بہرحال آپ کی تالیف سہی مگر ان کے جمع کرنے میں اور اُن کی تاویل میں بھی غور و خوض کی ضرورت ہوتی ہے اور وقت صرف ہوتا ہے۔ لہٰذا میرے خیال میں تصنیف و تالیف میں وقت صرف ہونے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔

**آپ کے حق میں پیغمبرؐ خدا اور آئمہ اطہار کی دُعائیں** صاحب قصص العلماء تحریر فرماتے ہیں کہ آقا سیّد محمد بن آقا سیّد علی طبا طبائی صاحب کتاب مفاتیح الاصول نے ایک رسالہ میں جو اغلاطِ مشہورہ کی تردید میں لکھا ہے رقمطراز ہیں کہ:۔

ایک عالم خراسانی کے علّامہ محمّد باقر کے والد بزرگوار علّامہ محمد تقی سے دوستانہ تعلقات تھے وُہ عالم بزرگ زیارات عتبات عالیات سے مشرّف ہوکر واپس آرہے تھے۔ اثنائے راہ میں خواب دیکھا کہ وُہ ایک مکان میں داخل ہوئے جس میں جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم اور دوازدہ امام علیہم السّلام ترتیب وار جلوہ افروز ہیں اور سب کے آخر میں حضرت صاحب الامر عجّل اللّٰہ فرجہ تشریف فرما ہیں۔ اسی اثناء میں جب وُہ خراسانی عالم داخل ہوئے تو اُن کو حضرت صاحب الامر عجّل اللّٰہ فرجہ کے بعد بیٹھنے کی جگہ دی گئی۔ ناگاہ وُہ دیکھتے ہیں کہ ملّا محمّد تقی ایک شیشہ کے برتن میں گلاب لائے۔ پیغمبرؐ خدا اور ائمۂ اطہار علیہم السّلام نے اُس گلاب سے اپنے آپ کو معطّر کیا اور اُن عالم خراسانی کو دیا۔ اُنہوں نے بھی اپنے تئیں معطّر کیا۔ پھر ملّا محمّد تقی ایک قنداقہ لائے اور جناب رسولؐ خدا سے عرض کی کہ اس بچّہ کے لئے دُعا فرمائیے کہ خداوندِ عالم اس کو مروّجِ دین قرار دے۔ حضرت رسالتمآبؐ نے قنداقہ اپنے دستِ مبارک میں لے کر بچّہ کے حق میں دُعا فرمائی۔ اور حضرت امیرالمومنینؑ کو دے کر فرمایا کہ تم بھی اس کے لئے دُعا کرو۔ اُن حضرتؑ نے بھی قنداقہ اپنے دستِ اقدس میں لے کر

دُعا فرمائی۔ اور امام حسنؑ کو دے دیا۔ اسی طرح دست بدست تمام اماموں نے لیا اور دُعا کی۔
آخر میں حضرت صاحب الامر عجّل اللہ فرجہ نے لے کر دُعا کی اور اُس قنداقہ کو ان عالم
خراسانی کو دے کر فرمایا کہ تم بھی دُعا کرو۔ انہوں نے بھی دُعا کی۔ اور خواب سے بیدار
ہو گئے۔

جب اصفہان پہنچے تو ملّا محمد تقی کے یہاں قیام کیا۔ آخوند موصوف نے بعد دریافتِ حال و
خیریت گلاب کی ایک شیشی لاکر اخوند خراسانی کو دیا۔ انہوں نے اُس گلاب سے اپنے کو معطر کیا
پھر ملّا محمّد تقی اندر گئے اور ایک قنداقہ لائے اور اخوند خراسانی کو دے کر کہا کہ یہ بچّہ آج
ہی پیدا ہُوا ہے۔ آپ اس کے لئے دُعا کیجئے کہ خداوند عالم اس کو مروّجِ دین قرار دے۔
اُن خراسانی بزرگ نے قنداقہ لے لیا اور دُعا کی۔ پھر وُہ خواب بیان کیا جو اثنائے راہ میں
دیکھا تھا۔ (قصص العلماء صـ۲۰۶، ۲۰۷۔ مطبوعہ طہران)

ایسے جلیل المرتبت بزرگ کی علمی قابلیت و استعداد خداداد کا کیا کہنا جس کے حق میں
پیغمبرؐ خدا اور آئمۂ اطہار علیہم السّلام نے دُعائیں کی ہوں۔ اور یہ خواب یقیناً رویائے صادقہ
میں سے ماننا پڑے گا۔ کیونکہ خود جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس
نے خواب میں مجھے دیکھا۔ اُس نے درحقیقت مجھ کو ہی دیکھا۔ اس لئے کہ میری صورت
شیطان ملعون نہیں اختیار کر سکتا۔

# علّامہ مجلسی کی ایک دُعا

استفادۂ مومنین کے لئے علّامہ موصوف کے بیاض کی ایک دُعا کا ذکر کر دینا بھی ضروری معلوم
ہوتا ہے۔ جس کے متعلق خود علّامہ موصوف کا بیان ہے جس کو علّامہ تنکابنی اپنی تالیف کتاب
قصص العلماء کے صـ۲۰۸ پر لکھتے ہیں کہ:-

میرے والد ماجد نے لکھا ہے کہ علّامہ باقرؒ کے ایک خط میں یہ تحریر تھا کہ یہ بندہ محمد باقر ابنِ
محمد تقی ایک شب جمعہ ان دُعاؤں میں سے جو میرے اوراد میں رہتی ہیں میری نظر اس دُعائے
قلیل اللفظ اور کثیر المعانی پر پڑی۔ میں نے اُس شب جمعہ اس کو پڑھا۔ پھر دُوسری شب
جمعہ کو جب اس دُعا کو پڑھنا چاہا تو سقف خانہ سے آواز آئی کہ اے فاضل کامل گزشتہ
شبِ جمعہ جو تم نے یہ دُعا پڑھی تھی اُس کا ثواب کراماً کاتبین لکھنے سے ابھی
[illegible] ہے اور اس شب تم پھر اس دُعا کو پڑھنا چاہتے ہو۔ (مطلب

غالبًا یہی ہو سکتا ہے کہ اس دُعا کے پڑھنے کا ثواب بے حد و بے حساب ہے) پھر لکھتے
ہیں کہ جاننا چاہیئے کہ شبِ جمعہ اور ان کے علاوہ ہر شب اس دُعا کا پڑھنا بہت ثواب
کا باعث ہے۔ وُہ دُعا یہ ہے:-

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مِنْ اَوَّلِ الدُّنْیَا اِلٰی فَنَآئِهَا وَمِنَ
الْاٰخِرَةِ اِلٰی بَقَآئِهَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ نِعْمَةٍ وَّاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ
کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ○

# اخلاق وعادات

ایسے صاحب علم ہستی کے اخلاق وعادات حسنہ کی بلندی و برتری کی کیا تعریف
ہو سکتی ہے جس نے اخلاقِ پیغمبرؐ خدا اور عادات ائمۂ طاہرینؑ کے نشر و اشاعت میں اپنی تمام
زندگی گزار دی ہو اور جس کو پڑھ کر عام لوگ خوش اخلاق بن جاتے ہوں۔ مختصراً چند حالات
کا تذکرہ کر دینا ہی آپ کے اخلاق حسنہ کی عظمت سمجھنے کے لیئے کافی ہو گا۔

### عمل میں احتیاط

ایک روز آپ ایک شخص کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھے
اثنائے کلام میں اُس نے ذکر کیا کہ فقہائے کربلا میں سے ایک
صاحب قائل ہیں کہ شراب پاک ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وُہ غلط کہتے ہیں شراب نجس
ہے۔ لیکن فوراً ہی وہاں سے اُٹھے اور اپنے مرکب پر سوار ہو کر کربلائے معلّٰی پہنچے اور
پہلے اُس فقیہہ کے مکان پر گئے اور اُس سے کہا کہ میں نے آپ کی غیبت کی ہے کیونکہ
آپ کے بارے میں سُنا کہ آپ قائل ہیں کہ شراب پاک ہے۔ اس لئے لوگ شراب
پینے اور اس کے اشتیاق سے پرہیز نہیں کرتے۔ لہٰذا آپ مجھے معاف کر دیجئے
جب اُس فقیہہ نے معاف کر دیا تو حضرت سیّد الشہداؑ کے روضۂ اقدس پر زیارت
کے لئے گئے۔ (صـ۲۰۸، قصص العلماء)

### بذلہ سنجی وظرافت

سیّد نعمت اللہ جزائری آپ کے شاگرد رشید
"انوار نعمانیہ" میں لکھتے ہیں کہ جب آپ کسی کو عاریتہً
کوئی کتاب دیتے تو پہلے اُس سے فرماتے کہ تمہارے پاس دستر خوان ہے یا نہیں۔
جس پر کھانا کھاتے ہو۔ اگر نہ ہو تو مجھ سے لیتے جاؤ تاکہ روٹیاں اُس پر رکھ کر کھاؤ۔
میری کتاب کو دستر خوان نہ بنانا کہ اُس پر روٹیاں رکھ کر کھاؤ۔ تم پر کتاب کی حفاظت اور

## آپ کے ایک عقیدت مند کا خواب

تیسرا خواب آپ کے ایک عقیدتمند کا ہے جو بحرین کے رہنے والے تھے اور آپ کی ملاقات کے شوق میں بحرین سے روانہ ہوئے تھے۔ جب اصفہان پہنچے اور لوگوں سے آخوند کا حال دریافت کیا تو معلوم ہُوا کہ آخوند نے دنیائے فانی سے رحلت کی۔ وُہ یہ سُن کر بہت مغموم و محزون ہوئے۔ رات کو جب سوئے تو خواب میں دیکھا کہ ایک مکان میں داخل ہوئے ہیں۔ وہاں ایک بہت بلند منبر نصب ہے جس کے عرشہ پر حضرت سرورِ کائناتؐ رونق افروز ہیں اور جناب امیر علیہ السّلام نیچے کے زینہ پر کھڑے ہیں۔ اور انبیا علیہم السّلام منبر کے سامنے ایک صف میں استادہ ہیں۔ اُن کے پیچھے بہت سی صفیں ہیں جن میں اور لوگ استادہ ہیں انہی میں سے ایک صف میں ملّا محمد باقر مجلسی بھی کھڑے ہیں۔ ناگاہ حضرت رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ آخوند ملّا محمّد باقرؒ آگے آؤ۔ وُہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آخوند ملا محمد باقرؒ ان صفوں سے نکل کر آگے بڑھے اور صف انبیاء تک پہنچ کر ٹھہر گئے۔ پیغمبرؐ نے پھر فرمایا کہ اور آگے آؤ۔ حکم پیغمبرؐ کی اطاعت میں اخوند صفِ انبیاء سے آگے بڑھ کر حضرت رسول خدا صلعم کے سامنے پہنچے۔ آپؐ نے فرمایا بیٹھو۔ اخوند ملا محمد باقرؒ نے عرض کی کہ حضورؐ مجھے پیغمبروں کے سامنے شرمسار نہ فرمائیں۔ اس لئے کہ یہ سب بزرگوار کھڑے ہیں۔ پیغمبرؐ نے انبیاء علیہم السّلام سے فرمایا کہ آپ حضرات بھی بیٹھ جائیے تاکہ علّامہ محمّد باقرؒ بھی بیٹھیں۔ یہ سُنکر انبیاء علیہم السّلام بیٹھ گئے تو علّامہ محمّد باقرؒ بھی آنحضرتؐ کے نزدیک بیٹھے۔

(قصص العلماء صفحہ ۲۰۸/۲۰۷ مطبوعہ طہران)



# فہرستِ مضامین

ضرورت ہو وہ لوگ جمع کریں۔ علاوہ ازیں اور لوگوں کے پاس جس قدر سونا چاندی ہو حاصل کرو۔ چنانچہ اس غرض کے لیئے بادشاہانِ مغرب و مشرق کو فرمان لکھے گئے اور لوگ دس سال تک جواہرات جمع کرتے رہے۔ پھر تین سو سال کی مدّت میں وُہ شہر تیار کیا گیا۔ شداد کی عمر نو سو سال کی تھی۔ لوگوں نے اس کو اطلاع دی کہ ہم بہشت کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو اُس نے کہا اُس کے گرد ایک حصار تیار کرو اور اس حصار کے چاروں طرف ہزار قصر بناؤ اور ہر قصر کے پاس ہزار ہزار علم نصب کرو کیونکہ ہر قصر میں میرا ایک وزیر ساکن ہوگا۔ یہ سُنکر وہ لوگ واپس گئے اور اس کی خواہش کے مطابق سب کچھ تیار کرکے اس کے پاس واپس آئے اور اطلاع دی کہ سب کچھ تعمیر کر چکے۔ تب اُس نے حکم دیا کہ لوگ ارم ذات العماد چلنے کی تیاری کریں تو لوگ دس سال تک سامانِ سفر تیار کرتے رہے پھر شداد اپنے لشکر اور رعایا کے ساتھ روانہ ہُوا۔ جب اس ارم کے قریب پہنچا اور ایک شب کی مسافت باقی رہ گئی حق تعالیٰ نے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر آسمان سے ایک آواز بھیجی جس کو سُنکر سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ نہ وہ خود ارم میں داخل ہو سکا اور نہ اس کے ساتھیوں میں سے کوئی جا سکا۔ (اے معاویہ) تیرے زمانہ میں مسلمانوں میں سے ایک شخص سُرخ رُو، سُرخ بالوں والا، کوتاہ قد جس کے ابرو اور گردن خالی ہوں گے اپنا اونٹ تلاش کرتا ہُوا اُس بہشت میں داخل ہوگا۔ وُہ شخص معاویہ کے پاس موجود تھا جب کعب نے اُس کو دیکھا کہا خدا کی قسم یہی مرد ہے۔ پھر آخر زمانہ میں دینِ حق کے پیرو اُس بہشت میں داخل ہوں گے۔

ابن بابویہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کتاب معمرین میں دیکھا ہے جس میں ہشام بن سعد سے منقول ہے۔ وُہ کہتا ہے کہ میں نے اسکندریہ میں ایک پتھر دیکھا جس میں لکھا تھا کہ میں شدّاد بن عاد ہوں جس نے ارم ذات العماد تعمیر کیا جس کے مانند کوئی شہر مخلوق نہیں ہُوا اور بہت سے لشکر تیار کیئے اور اپنے قوتِ بازو سے میدانوں کو ہموار کیا اور قصر ہائے ارم تیار کرائے جس وقت کہ پیری اور موت نہ تھی۔ اور پتھر نرمی میں پھُول کے مانند تھے۔ اور میں نے بہت سا خزانہ بارہ منزل تک دریا میں ڈال دیا جس کو کوئی نکال نہ سکے گا۔ لیکن محمّد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت اُس کو باہر لائے گی۔

---



# باب ششم

## حضرت صالح علیہ السّلام اور اُن کے ناقہ اور قوم کے حالات

واضح ہو کہ حق تعالےٰ نے اس قصّہ کو بھی قرآن میں بُہت جگہ غافلوں کی تنبیہ اور اُس اُمّت کے جاہلوں کی نصیحت کے لیئے بیان فرمایا ہے۔ پہلے ہم بعض آیتوں کا ظاہری ترجمہ بیان کرتے ہیں تاکہ معتبر حدیثیں اس کے مطابق بیان ہو سکیں۔ خدا نے سورۃ اعراف میں فرمایا ہے کہ ہم نے ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالحؑ کو بھیجا جو کہتے تھے کہ اے میری قوم کے لوگو خدا کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ بے شبہہ تمہاری طرف اس کی جانب سے ہدایت اور معجزہ آچکا ہے یہ ہے اونٹنی خدا کی بھیجی ہُوئی تمہارے واسطے آیت و نشانی ہے۔ اس کو چھوڑ دو تاکہ یہ خدا کی زمین میں گھوم پھر کر اپنا رزق کھائے اور اس کو تکلیف نہ پہنچاؤ ورنہ تم پر عذاب دردناک نازل ہو گا۔ اور اُس وقت کو یاد کرو جب کہ خدا نے تم کو عاد کے بعد خلیفہ بنایا اور زمین میں جگہ دی تاکہ نرم زمینوں میں محل بناؤ حالانکہ تم پہاڑوں میں مکانات بناتے ہو۔ تو خدا کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد نہ کرو۔ ان کے سر برآوردہ لوگوں نے جو حق قبول کرنے سے تکبّر کرتے تھے ان غریبوں سے جو حضرت صالحؑ پر ایمان لائے تھے اور جن کو ان لوگوں نے کمزور کر رکھا تھا کہا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ صالحؑ اپنے پروردگار کی جانب سے بھیجے گئے ہیں۔ ان مومنین نے جواب دیا کہ صالحؑ جن پیغامات کے ساتھ بھیجے گئے ہیں ہم اُن پر ایمان لا چکے ہیں۔ ان لوگوں نے جو مغرور تھے کہا کہ جس پر تم ایمان لائے ہو ہم لوگ تو اُس کو نہیں مانتے۔ پھر ان لوگوں نے ناقہ کے پَیر قطع کر دیئے اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی اور حضرت صالحؑ سے کہا کہ ہمارے لئے وُہ (عذاب) لاؤ جس کا وعدہ کرتے ہو اگر تم پیغمبر ہو۔ تو ان لوگوں کو زلزلہ نے گھیر لیا۔ بعض کہتے ہیں کہ وُہ صدائے مہیب تھی۔ بعض صاعقہ کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وُہ ایک ایسی آواز تھی جس کی شدت سے زمین کو زلزلہ ہُوا اور وُہ لوگ اپنے مکانوں میں مر کر سرد راکھ کے مانند ہو گئے۔ پھر صالحؑ نے ان کی طرف سے مُنہ پھیر کر کہا اے میری قوم میں نے اپنے پروردگار کی رسالت تم کو پہنچا دی اور تم کو نصیحت کی لیکن تم نصیحت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتے (سورۃ اعراف آیت ۷۳ تا ۷۹ پ ۸)

اور سُورۃ ہود میں فرمایا ہے کہ ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالحؑ کو بھیجا جو کہتے تھے

اے میری قوم کے لوگو خدا کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی نے تم کو زمین کی مٹی سے پیدا کیا اور تم کو بڑی بڑی عمریں دیں یا زمین کو تمہاری زندگی تک قائم رکھا تو خدا سے آمرزش طلب کرو اور توبہ کرو اس کی طرف رجوع کرو اس لئے کہ میرا پروردگار (توبہ کرنے والوں سے) نزدیک ہے اور دعا کا قبول کرنے والا اور مددگار ہے۔ اُن لوگوں نے کہا اے صالحؑ اس سے پہلے تم یقیناً ہمارے درمیان ہماری اُمیدوں کے محل تھے۔ کیا تم ہم کو اُسے پُوجنے سے منع کرتے ہو جس کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے تھے ہم یقیناً اس کے بارے میں شک میں ہیں جس کی طرف تم ہم کو بُلاتے ہو اور ہم تم کو اتہام کرنے والا سمجھتے ہیں۔ صالحؑ نے فرمایا اے قوم مجھے یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے پروردگار سے روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنی جانب سے بڑی رحمت (نبوّت) عطا کی ہو تو اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو مجھے عذاب سے کون بچائے گا۔ لہٰذا اگر بغیر کسی نقصان کے میں تمہاری بات مان لوں تو زیادتی نہ کرو۔ اور اے میری قوم کے لوگو یہ خدا کا ناقہ ہے یہ تمہارے لئے (میری نبوّت کا) معجزہ ہے۔ لہٰذا اس کو (اس کے حال پر) چھوڑ دو کہ یہ خدا کی زمین میں چل پھر کر کھائے۔ اور اس کو تکلیف نہ پہنچاؤ (ایسا نہ ہو) کہ تم کو جلد عذاب گھیر لے۔ ان لوگوں نے ناقہ کو پے کر دیا۔ تب صالحؑ نے کہا تین روز اپنے گھروں میں (زندگی سے) اور فائدہ اٹھا لو کیونکہ اس سے زیادہ تم کو مہلت نہیں ہے یہ خدا کا وعدہ ہے جو کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ جب ان کے لئے ہمارے عذاب کا حکم آ پہنچا تو صالحؑ کو اور اُن لوگوں کو جو ان پر ایمان لائے تھے ہم نے اپنی رحمت سے نجات دی اور اُس روز کی ذلت سے بچا لیا یقیناً تمہارا پروردگار ہر چیز پر قادر اور تمام امور پر غالب ہے۔ اور ان لوگوں کو صدائے عظیم نے گھیرا۔ جن لوگوں نے ظلم کیا تھا وہ لوگ اپنے گھروں میں مُردہ ہوگئے گویا کبھی اُن مکانوں میں تھے ہی نہیں۔ یقیناً ثمودؑ (کی قوم والے) اپنے پروردگار کے مُنکر ہوئے تو خدا کی رحمت اُن سے دُور ہوگئی۔ (آیت ۶۱ تا ۶۸ سورۃ ہود پ ۱۲)

اور سورۃ حجر میں فرمایا ہے کہ بے شک اصحابِ حجر نے پیغمبرانِ مرسل کی تکذیب کی (حجر شہر یا وادی کا نام ہے جس میں قومِ صالحؑ ساکن تھی) اور ہم نے اپنے معجزات و نشانیاں پیغمبروں کو عطا کیں۔ وہ قوم ان معجزوں سے رُوگردانی کرنے والی تھی۔ اور وہ لوگ جب کہ بلاؤں سے بے خوف تھے تو پہاڑوں کو کاٹ کر مکانات بناتے تھے تو ان لوگوں کو صبح ہوتے ہوتے صدائے مہیب نے لے ڈالا۔ پھر اُن کو اس سے کچھ فائدہ نہ ہُوا جو کچھ وہ کر چکے تھے۔ (آیت ۸۰ تا ۸۴ سورۃ حجر پ ۱۴)

پھر سورۃ شعراء میں فرمایا ہے کہ ثمود نے پیغمبروں کی تکذیب کی جس وقت کہ اُن سے صالحؑ



نے کہا کیا تم خدا کے عذاب سے خوف نہیں کرتے تحقیق کہ میں تمہارے لیے امین رسُول ہُوں لہٰذا خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تبلیغ رسالت کے عوض میں کوئی مزدوری نہیں چاہتا۔ میری اُجرت تو عالموں کے پروردگار کے ذمّہ ہے۔ کیا تم گمان کرتے ہو کہ تم ہمیشہ ان نعمتوں میں چھوڑ دیئے جاؤ گے جو تم کو حاصل ہیں اور اطمینان سے ان باغوں، چشموں، زراعتوں اور نخلستانوں میں جن کے میوے نرم اور لطیف ہیں موت یا عذاب سے بے خوف ہو کر رہو گے؟ اور نہایت کاریگری کے ساتھ پہاڑوں کو تراش کر مکانات بناتے ہو۔ لہٰذا عذابِ خدا سے پرہیز کرو اور میری اطاعت کرو اور زیادتی کرنے والوں کی پیروی نہ کرو جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور کسی امر کی اصلاح نہیں کرتے۔ ان لوگوں نے کہا کہ تم سوائے جادوگر کے کچھ نہیں ہو تم تو دیوانے ہوگئے ہو۔ تم ہماری طرح بس انسان ہو۔ تو اگر تم سچے ہو تو کوئی نشانی لاؤ۔ صالحؑ نے کہا کہ یہ اُونٹنی ہے جس کے لیئے ایک روز پانی کا پینا مقرر رہے اور ایک روز تمہارے لیئے۔ کیونکہ یہ مقرر ہُوا تھا کہ ایک روز وہ اُونٹنی اُن کی تمام وادی کا پانی پیئے اور اس قدر دُودھ دے کہ تمام شہر والوں کے لیئے کافی ہو اور ایک روز اہلِ شہر کے حیوانات پانی پئیں۔ اور اُونٹنی پانی کے قریب نہ جائے۔ صالحؑ نے کہا کہ اس ناقہ کو کوئی تکلیف نہ دینا ورنہ تم کو عذاب کا ایک سخت روز دیکھنا ہوگا۔ لیکن ان لوگوں نے ناقہ کو پے کر دیا اور ندامت کے ساتھ صبح کی اور عذاب نے ان کو گھیر لیا[۱]۔ (آیت ۱۴۱ تا ۱۵۸ سورۃ شعرا پ ۱۹)

قطب راوندی نے کہا ہے کہ صالحؑ ثمود کے بیٹے وہ عاثر کے، وہ ارم کے، وہ سام کے اور وہ نوحؑ کے فرزند تھے۔ اور مشہور یہ ہے کہ صالحؑ پسر عبید پسر عبید پسر آصف پسر ماسخ پسر عبید پسر حاور پسر ثمود پسر عاثر پسر ارم پسر سام پسر نوحؑ تھے۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت صادقؑ سے ان آیات کریمہ کی تفسیر دریافت کی جن کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ ثمودیوں نے ڈرانے والے پیغمبروں کو دروغ سے نسبت دی اور کہنے لگے کہ اپنے ایسے ایک انسان کی ہم لوگ کیا متابعت کریں۔ ہم تو گمراہی اور دیوانگی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ کیا خدا کی کتاب اور پیغمبری ہمارے درمیان اُسی پر نازل ہوئی ہے بلکہ وہ نہایت دروغ گو اور زیادتی کرنے والا ہے (آیت ۲۳ تا ۲۵ سورۃ القمر پ ۲۷) حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ باتیں اُس وقت ہوئیں جبکہ ان لوگوں نے صالحؑ کی تکذیب کی اور حق تعالیٰ نے کسی قوم کو ہلاک نہیں کیا مگر پہلے پیغمبروں کو اُن کے پاس بھیجا تاکہ وہ خدا کی حجت ان پر تمام کریں۔ غرض خدا نے صالحؑ کو اُن کی طرف بھیجا انہوں نے اُن کو خدا کی طرف بُلایا لیکن ان لوگوں نے قبول نہ کیا بلکہ نہایت سختی کے

[۱] مولف فرماتے ہیں کہ اکثر آیتوں کی تفسیر احادیث کے تذکرہ کے ساتھ بیان کی جائے گی۔ ۱۲

ساتھ سرکشی کی اور کہنے لگے کہ ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ ہمارے لیئے اس پتھر سے
شتر مادہ باہر نہ لاؤ گے جو دس مہینہ کا حمل رکھتی ہو۔ وہ لوگ اس پتھر کی تعظیم اور پرستش کرتے
تھے ہر سال اس کے لیئے قربانیاں کرتے تھے اور اس کے گرد جمع ہوتے تھے۔ پھر حضرت صالحؑ
سے ان لوگوں نے کہا کہ اگر تم پیغمبر اور رسول ہو جیسا کہ بیان کرتے ہو تو اپنے پروردگار سے دعا
کرو کہ ہمارے لیئے اس پتھر سے ایک شتر مادہ جو دس ماہ کا حمل رکھتی ہو باہر لا دے تو خدا نے اُن کی
خواہش کے مطابق ایک ناقہ اُس پتھر سے ظاہر کیا اور حضرت صالحؑ کو وحی کی کہ اُن لوگوں سے کہہ دو
کہ خدا نے پانی ایک روز ناقہ کے لیئے مخصوص کیا ہے اور ایک روز تم لوگوں کے لیئے۔ اُونٹنی اپنے
باری کے دن تمام پانی پی لیتی تھی۔ پھر لوگ اس کا دُودھ دوہتے اور تمام چھوٹے اور بڑے
اس روز اس کے دودھ سے سیراب ہو جاتے تھے اور دُوسرے روز شہر کے لوگ اور تمام
حیوانات پانی سے سیراب ہوتے اس روز اونٹنی پانی نہیں پیتی تھی۔ اسی صورت سے جب تک
خدا نے چاہا بسر ہوئی۔ پھر ان لوگوں نے سرکشی کی اور آپس میں مشورہ کیا کہ اس ناقہ کو پے کر دو اور
چین کرو۔ ہم اس پر راضی نہیں ہیں کہ ایک روز پانی اس کے لئے ہو اور ایک روز ہمارے لیئے۔ جو
اُس کو مار ڈالے جو کچھ مانگے ہم اُس کو اُجرت دیں گے۔ یہ سُن کر ایک مرد سُرخ رو سُرخ بالوں
والا کبود چشم اُن کے پاس آیا جو ولدالزنا تھا اس کے باپ کا پتہ نہ تھا اُس کو قدار کہتے تھے۔
نہایت شقی اور اُن لوگوں کے لیئے نحس تھا۔ ان لوگوں نے اُس کے لیئے اُجرت مقرر کی۔ جب
اونٹنی اپنی باری کے روز پانی کی طرف گئی اور پانی پی کر واپس ہُوئی تو اُس شخص نے اُس کو
تلوار سے ایک ضربت لگائی جس کا کوئی اثر نہ ہُوا۔ پھر دُوسری ضربت لگا کر اُس کو مار ڈالا۔ وہ ایک
پہلو کے بل زمین پر گر پڑی تو اُس کا بچہ پہاڑ پر بھاگا اور تین مرتبہ آسمان کی طرف مُنہ کر کے
فریاد کی۔ پھر تمام قوم صالحؑ جمع ہوئی اور ہر ایک نے اُس اُونٹنی کو ضربت لگانے میں شرکت کی
اور اُس کے گوشت کو آپس میں تقسیم کر لیا اور کوئی چھوٹا اور بڑا باقی نہ رہا جس نے اُس کا
گوشت نہ کھایا ہو۔ جب حضرت صالح علیہ السلام نے یہ حال ملاحظہ فرمایا اُن کے پاس آئے اور
کہا لوگو تم نے یہ کیا غضب کیا کہ اپنے پروردگار کی نافرمانی کی۔ اس وقت حق تعالےٰ نے
حضرت صالح علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ تمہاری قوم نے بغاوت اور سرکشی کی اور اونٹنی کو مار
ڈالا جسے میں نے اُن کی طرف بھیجا تھا کہ اُن کے درمیان حجت ہو۔ اور اس اُونٹنی کے
رہنے سے اُن کا کوئی نقصان نہ تھا بلکہ اُن کے لئے بہُت بڑی نعمت تھی۔ لہٰذا اُن
سے کہہ دو کہ میں اپنا عذاب تین روز میں بھیجوں گا اگر انہوں نے توبہ نہ کی اور سرکشی
سے باز نہ آئے تو ضرور اُن پر عذاب نازل کروں گا۔ حضرت صالحؑ اُن کے پاس آئے



اور فرمایا کہ لوگو میں تمہارے پروردگار کا رسُول ہُوں وُہ فرماتا ہے کہ اگر توبہ کر لو گے اور سرکشی
سے باز آؤ گے اور استغفار کرو گے تو تمہارے گناہ بخش دوں گا اور تمہاری توبہ قبول
کروں گا۔ حضرتؑ نے جب اُن سے یہ فرمایا اُن کی بغاوت و سرکشی اور زیادہ ہُوئی۔ ان
لوگوں نے کہا اے صالحؑ جو کچھ ہم سے وعدہ کرتے ہو اگر سچے ہو تو لاؤ۔ صالحؑ نے فرمایا کہ
یقیناً کل صبح تمہاری اس حالت میں ہوگی کہ تمہارے چہرے زرد ہوں گے اور دُوسرے روز
سُرخ اور تیسرے روز تمہارے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔ غرض وعدہ کے مطابق پہلے
روز صبح کو ان کے چہرے زرد ہو گئے۔ اس وقت ایک نے دُوسرے کے پاس جا کر کہا کہ
صالحؑ نے جو کچھ کہا تھا وُہ عذاب تمہاری طرف آ پہنچا۔ تو سرکشی و بغاوت کرنے والوں نے
کہا کہ ہم لوگ صالحؑ کی بات نہ قبول کریں گے اور اُن کے قول کو نہ مانیں گے خواہ صحیح ہو۔ پھر جب
دُوسرا دن آیا اُن کے چہرے سُرخ ہو گئے۔ پھر اُن میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ جو کچھ صالحؑ نے
کہا تھا وُہ عذاب آ گیا۔ لیکن اُن کے سرکشوں نے کہا کہ ہم ہلاک ہو جائیں گے مگر صالحؑ کی بات نہ
مانیں گے اور اپنے خداؤں کی عبادت ترک نہ کریں گے جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے
تھے۔ نہ اُن لوگوں نے توبہ کی اور نہ اپنی سرکشی سے باز آئے۔ جب تیسرا روز آیا اُن کے چہرے
سیاہ ہو گئے۔ پھر بعض نے بعض لوگوں کے پاس جا کر کہا کہ جو کچھ صالحؑ نے کہا سب واقع ہُوا مغروروں
نے کہا کہ بیشک جو کچھ صالحؑ نے کہا تھا وُہ آن پہنچا۔ آخر جب نصف شب ہوئی جبرئیلؑ نے
اُن کے پاس آ کر ایک نعرہ کیا جس سے ان کے کانوں کے پردے پھٹ گئے، ان کے قلوب
شگافتہ ہو گئے اور جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ وُہ لوگ اُس تیسرے روز حنوط و کفن کر چکے تھے
اور جانتے تھے کہ اب عذاب نازل ہوگا۔ غرض سب کے سب یکبارگی مر گئے اُن میں کوئی بولنے
والا باقی نہ رہا۔ خدا نے ان سب کو ہلاک کر دیا اور ان کو صبح اس حالت میں ہُوئی کہ وہ اپنے مکانوں
اور خوابگاہوں میں مُردہ پڑے تھے۔ پھر حق تعالےٰ نے اس آواز کے ساتھ ایک آگ آسمان
سے نازل کی جس نے سب کو جلا دیا۔ یہ تھا اُن کا قصّہ۔

حدیث حسن بلکہ صحیح میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ رسولؐ خدا نے جبرئیلؑ سے
دریافت فرمایا کہ صالحؑ کی قوم کی ہلاکت کیوں کر ہُوئی؟ جبرئیلؑ نے عرض کیا کہ یا محمدؐ صالحؑ اُس
وقت مبعوث ہُوئے تھے جبکہ اُن کی عمر سولہ سال کی تھی۔ اور وُہ اُن میں اس وقت تک رہے
جبکہ اُن کی عمر ایک سو بیس سال تک پہنچی۔ لیکن اُن کی قوم نے اُن کی کسی بہتر بات کو قبول نہ
کیا۔ اُن کے ستر بُت تھے جن کی وُہ لوگ پرستش کرتے تھے۔ جب حضرتؑ نے اُن کا
یہ حال مشاہدہ کیا فرمایا کہ اے قوم یقیناً میں سولہ سال تمہاری طرف مبعوث کیا گیا ہُوں۔

اور اس وقت ایک سو بیس سال کی عمر تک پہنچا۔ میں دو باتیں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ یا تم مجھ سے سوال کرو اور میں اپنے خدا سے عرض کروں کہ جو کچھ تم نے سوال کیا ہے وُہ قبول فرمائے۔ یا میں تمہارے خداؤں سے سوال کروں اگر وُہ میرے سوال کو قبول کریں تم اگر یہ بھی نہیں مانتے، تو میں تمہارے درمیان سے چلا جاتا ہوں کیونکہ میں تم سے رنجیدہ ہوں اور تم مجھ سے دل تنگ ہو۔ ان لوگوں نے کہا اے صالحؑ تم نے یہ انصاف کی بات کی ہے۔ اور وعدہ کیا کہ ایک روز صحرا میں چل کر اس کی آزمائش کریں گے۔ پھر وُہ گمراہ لوگ مقررہ روز اپنے بتوں کو ایک صحرا میں لے گئے جو شہر سے قریب تھا اور طعام و شراب کھایا پیا۔ فارغ ہوئے تو حضرت صالح علیہ السّلام کو بلایا اور کہا کہ سوال کرو۔ صالحؑ اُن کے بڑے بُت کے پاس آئے اور پوچھا اس کا نام کیا ہے۔ اُن لوگوں نے بتلایا تو حضرتؑ نے اُسی نام سے اُس بُت کو پکارا۔ اُس نے جواب نہ دیا۔ صالحؑ نے پُوچھا کہ یہ جواب کیوں نہیں دیتا؟ لوگوں نے کہا کہ دُوسرے بُت کو آواز دو۔ اس نے بھی جواب نہ دیا۔ اسی طرح تمام بتوں کے نام لے کر آواز دی اور کسی ایک نے جواب نہ دیا تو صالحؑ نے فرمایا کہ اے قوم تم نے دیکھ لیا کہ میں نے تمہارے تمام خداؤں کو آواز دی لیکن کسی ایک نے بھی جواب نہ دیا اب مجھ سے سوال کرو تاکہ میں اپنے خدا سے دُعا کروں وُہ اسی وقت تمہاری بات قبول کرے گا۔ اُن لوگوں نے بتوں کو پکارا اور کہا کہ کیوں تم لوگوں نے صالحؑ کا جواب نہیں دیا۔ پھر بھی کوئی جواب نہ ملا۔ تب انہوں نے صالحؑ سے کہا کہ تم کچھ دیر کے لیئے الگ ہو جاؤ اور ہم کو ہمارے خداؤں کے ساتھ چھوڑ دو۔ یہ سُنکر حضرت صالح علیہ السّلام علیحدہ ہو گئے۔ ان لوگوں نے فرش و ظروف پھینک دیئے اور اُن بتوں کے سامنے خاک پر لوٹے اور کہا کہ اگر آج صالحؑ کا جواب نہ دو گے تو ہم لوگ ذلیل ہو جائیں گے۔ پھر صالحؑ کو بلایا اور کہا کہ اب سوال کرو تو یہ بُت جواب دیں گے۔ پھر صالحؑ نے ایک ایک کو پکارا لیکن کچھ جواب نہ ملا۔ تو صالحؑ نے فرمایا کہ تمام دن گذر گیا اور یہ سب میرا جواب نہیں دیتے ہیں۔ اب تم سوال کرو تاکہ میں اپنے خدا سے عرض کروں اسی وقت وُہ قبول فرمائے گا۔ یہ سُن کر اُن لوگوں نے اپنے سرداروں اور بزرگوں سے ستر آدمی انتخاب کئے۔ ان لوگوں نے حضرت صالح علیہ السّلام سے کہا کہ ہم تم سے سوال کرتے ہیں۔ حضرتؑ نے کہا سب اس پر راضی ہیں یا نہیں؟ سب نے کہا ہاں۔ اگر اس جماعت نے تمہاری بات مان لی تو ہم سب کو بھی منظور ہے۔ پھر اُن ستر آدمیوں نے کہا اے صالحؑ ہم تم سے سوال کرتے ہیں اگر تمہارے پروردگار نے قبول کر لیا تو ہم تمہاری متابعت کریں گے اور تمہاری بات مانیں گے اور تمام شہر والے بھی اطاعت کر لیں گے۔



حضرت صالحؑ نے اُن سے کہا کہ جو چاہو سوال کرو۔ ان لوگوں نے ایک پہاڑ کی طرف اشارہ کیا جو نزدیک تھا۔ اور کہا کہ اے صالحؑ آؤ اس پہاڑ کے نزدیک چلیں اس جگہ ہم سوال کریں گے۔ جب اس پہاڑ کے نزدیک پہنچے کہنے لگے کہ اے صالحؑ اپنے پروردگار سے سوال کرو کہ اسی وقت اس پہاڑ سے ایک سُرخ اُونٹنی بہت سُرخ بال والی اتنی بڑی کہ دس ماہ کا اُسے حمل بھی ہو اور ایک پہلو سے دُوسرے پہلو تک ثلث فرسخ لانبی ہو باہر لاوے۔ حضرت صالحؑ نے فرمایا کہ تم نے مجھ سے ایسی چیز کا سوال کیا جو میرے لیئے تو دُشوار ہے مگر میرے پروردگار کے لیئے سہل اور آسان ہے۔ صالحؑ نے خدا سے دُعا کی اُسی وقت پہاڑ شگافتہ ہُوا اور ایک سخت آواز پیدا ہُوئی پھر نزدیک تھا کہ جس کی شدّت سے عقلیں زائل ہو جائیں۔ اور پہاڑ کو ایسا اضطراب ہُوا جیسے ولادت کے وقت عورت بے چین ہوتی ہے۔ ناگاہ ناقہ کا سرا اس شگاف سے ظاہر ہُوا۔ ابھی پوری گردن باہر نہ آئی تھی کہ اس نے بولنا شروع کیا۔ پھر تمام بدن باہر آیا اور ٹھیک طور سے وُہ استادہ ہُوئی جب اُن لوگوں نے یہ عجیب حالت مشاہدہ کی کہنے لگے کہ تمہارے پروردگار نے کس قدر جلد تمہاری بات قبول کر لی۔ اب سوال کرو کہ اس کا بچّہ بھی پیدا ہو۔ صالحؑ نے دُعا کی اُسی وقت ناقہ سے بچّہ جدا ہُوا اور اس کے گرد پھرنے لگا۔ اس وقت صالحؑ نے کہا اے قوم کیا کچھ اور باقی ہے؟ ان لوگوں نے کہا نہیں۔ اب آؤ اپنی قوم کے پاس چلیں اور اُن کو جو کچھ ہم نے دیکھا ہے اُس سے آگاہ کریں تاکہ وُہ لوگ تم پر ایمان لاویں۔ پھر یہ لوگ واپس ہُوئے ابھی قوم کے پاس نہ پہنچے تھے کہ اُن میں سے چونسٹھ آدمی مرتد ہو گئے اور کہنے لگے کہ صالحؑ نے جادو کیا۔ لیکن چھ اشخاص ثابت قدم رہے اور کہتے تھے کہ جو کچھ ہم نے دیکھا حق تھا۔ اور اُن کے درمیان بات بڑھ گئی اور صالحؑ کی تکذیب کرنے والے پھر گئے اور ان چھ شخصوں میں سے بھی ایک شخص شک میں مبتلا ہوا اور آخر تک ان میں موجود رہا یہاں تک کہ ان لوگوں نے ناقہ کو پے کر دیا۔ راوی نے کہا میں نے شام میں اُس پہاڑ کو دیکھا کہ اس کا شگاف ایک میل ہے۔ ناقہ کے پہلو کی جگہ پہاڑ کے دونوں طرف باقی ہے جو اس میں اثر کر گئی تھی۔

بسند موثق حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت صالحؑ اپنی قوم سے ایک مدّت تک غائب رہے۔ اور جس روز کہ غائب ہُوئے نہ جوان تھے نہ بڈھے۔ آپ کا جسم نہایت خوبصورت اور ریش گھنی تھی، میانہ قامت تھے۔ جب اپنی قوم کے پاس واپس آئے لوگوں نے آپ کو نہ پہچانا۔ آپ کی واپسی سے قبل لوگوں کی تین جماعتیں تھیں ایک گروہ انکار کرتا تھا اور کہتا تھا کہ صالحؑ زندہ نہیں ہیں اور نہ وُہ واپس آ سکتے ہیں۔ دُوسرا گروہ شک میں

مبتلا تھا۔ تیسرے گروہ کو یقین تھا کہ واپس آئیں گے۔ جب حضرتؑ واپس آئے تو پہلے اس جماعت کے پاس گئے جس کو شک تھا۔ اور فرمایا کہ میں صالحؑ ہوں۔ لوگوں نے تکذیب کی اور گالیاں اور جھڑکیاں دیں اور کہا کہ صالحؑ کی شکل تمہاری طرح نہ تھی۔ پھر جو لوگ منکر تھے آپؑ اُن کے پاس آئے۔ اُن لوگوں نے بھی آپ کی بات نہ مانی اور سخت نفرت کا اظہار کیا۔ پھر آپ تیسرے گروہ کے پاس آئے جو اہلِ یقین سے تھا اور کہا میں صالحؑ ہوں۔ وُہ بولے ہم کو ایسی نشانی بتاؤ جس سے تمہارے صالحؑ ہونے میں ہم کو شک نہ ہو۔ ہم جانتے ہیں کہ خدا خالق ہے اور ہر شخص کو جس صورت پر چاہے پھیر دیتا ہے۔ ہم کو صالحؑ کی نشانیوں کی اطلاع مل چکی ہے۔ اور ہم پڑھ چکے ہیں جب کہ وُہ آویں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں وُہ ہوں جو تمہارے لیئے ناقہ لایا۔ ان لوگوں نے کہا سچ کہتے ہو۔ ہم اس علامت کو کتابوں میں پڑھ چکے ہیں۔ اب کہیئے ناقہ کی علامت کیا تھی؟ فرمایا ایک روز پانی ناقہ کے واسطے مخصوص تھا اور ایک روز تمہارے لیئے۔ ان لوگوں نے کہا ہم خدا پر اور ان باتوں پر آپ جو کچھ اس کی جانب سے لائے ہیں ایمان لائے۔ اس وقت منکّروں یعنی شک کرنے والوں کی جماعت نے کہا کہ تم لوگ جس بات پر ایمان لائے ہو ہم اُس کو نہیں مانتے راوی نے پُوچھا کہ اے فرزندِ رسُولؐ اس وقت کوئی عالم تھا؟ فرمایا کہ خدا اس سے عادل تر ہے کہ زمین کو بغیر عالم کے چھوڑ دے، جب صالحؑ ظاہر ہُوئے جس قدر عالم موجود تھے، آپؑ کے پاس آئے اور اس اُمّت میں علیؑ اور قائم منتظر صلوات اللہ علیہما کی مثال حضرت صالحؑ کی سی ہے کہ آخر زمانہ میں دونوں حضرات ظاہر ہوں گے اس وقت بھی لوگوں کے تین گروہ ہو جائیں گے۔ بعض ظاہر ہونے کا اقرار کریں گے اور بعض انکار۔

بسندِ معتبر حضرت موسیٰ ابن جعفرؑ سے منقول ہے آپ نے فرمایا اصحاب رس دو گروہ تھے۔ ایک وہ ہیں جن کا ذکر خدا نے قرآن میں فرمایا ہے۔ ایک دُوسرا گروہ ہے جو بادیہ نشین تھا اور بھیڑ بکریوں کا مالک تھا۔ صالحؑ پیغمبر نے ان کی طرف ایک شخص کو اپنا رسُول بنا کر بھیجا۔ اُن لوگوں نے اُس کو مار ڈالا۔ دُوسرا رسُول بھیجا اُس کو بھی مار ڈالا۔ پھر ایک رسُول بھیجا اور اس کی مدد کے لیئے ایک ولی کو بھی ساتھ کیا۔ رسُول کو اُن لوگوں نے مار ڈالا، ولی نے کوشش کی یہاں تک کہ حجت اُن پر تمام کی۔ وُہ لوگ کہتے تھے کہ ہمارا خدا دریا میں ہے کیونکہ وُہ دریا کے کنارے آباد تھے۔ اُن میں ہر سال ایک روز عید ہوتی تھی۔ اس روز دریا سے ایک بہت بڑی مچھلی نکلتی تھی اور وُہ لوگ اس کو سجدہ کرتے تھے۔ صالحؑ کے ولی نے اُن سے کہا کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم مجھ کو اپنا پروردگار سمجھو۔ لیکن اگر وُہ مچھلی جس کی پرستش تم لوگ کرتے ہو



میری اطاعت کرے تو کیا تم میری وُہ بات مانو گے جس کی میں تم کو دعوت دیتا ہوں؟ اُن لوگوں نے کہا ہاں۔ اور عہد و پیمان کیا۔ غرض مچھلی باہر آئی جو چار مچھلیوں پر سوار تھی۔ جب اُن کی نظر اُس مچھلی پر پڑی سب کے سب سجدہ میں گر پڑے۔ پھر صالحؑ کے ولی اس مچھلی کے پاس آئے اور اُس کو حکم دیا کہ میرے پاس خداوند کریم کے نام سے آ خواہ تو چاہے یا نہ چاہے۔ یہ سُن کر وُہ مچھلی اُتری۔ ولی نے کہا پھر ان مچھلیوں پر سوار ہو جا اور آ۔ تاکہ اس قوم کو میرے بارے میں کوئی شک نہ رہے۔ پھر وُہ مچھلی ان چاروں مچھلیوں پر سوار ہوئی اور سب دریا سے باہر آئیں اور ولیٔ صالحؑ کے پاس پہنچیں یہ دیکھ کر بھی سب نے تکذیب کی تو خدا نے ان کی طرف ایک ہوا بھیجی جس نے اُن کو اُن کے حیوانات سمیت دریا میں ڈال دیا۔ پھر ولیٔ صالحؑ کو وحی پہنچی کہ اُس کنوئیں پر جاؤ جس کو وُہ لوگ رس کہتے تھے۔ انہوں نے اس میں بہت سونا اور چاندی چھپا رکھا ہے۔ وُہ اس کنوئیں پر پہنچے اور تمام خزانہ اس میں سے نکال کر اپنے اصحاب پر چھوٹے اور بڑے کو برابر برابر تقسیم کر دیا۔ ممکن ہے کہ وُہ وہی کنواں ہو جو فی الحال مکہ معظمہ کے راستہ میں واقع ہے اور رس کے نام سے مشہور ہے۔

عامہ و خاصہ نے کثیر سندوں کے ساتھ صہیب سے نقل کیا ہے کہ رسولؐ خدا نے حضرت امیرالمومنینؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ پہلے اشقیا میں شقی ترین کون تھا؟ عرض کی ناقۂ صالحؑ کو پے کرنے والا۔ فرمایا تم نے سچ کہا۔ پھر فرمایا کہ بعد کے اشقیا میں سب سے زیادہ شقی اور بدبخت کون ہے عرض کی مجھے نہیں معلوم۔ فرمایا کہ وُہ شخص ہے جو تمہارے سر پہ ضربت لگائے گا۔ حضرت عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ وُہ کہتے ہیں کہ میں اور علیؑ بن ابیطالب غزوۂ عشیرہ میں خاک پر سوئے تھے ناگاہ ہم نے دیکھا کہ رسُولؐ خدا نے اپنے پائے مبارک سے ہم کو بیدار کیا اور فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ ہم تم کو شقی ترین مردم سے آگاہ کریں؟ ہم دونوں نے کہا کہ ہاں یا رسُولؐ اللہ۔ تو حضرت نے فرمایا ایک احمر ثمود (قوم ثمود کا سُرخ آدمی) جس نے ناقۂ صالحؑ کے پاؤں قطع کیئے اور دُوسرا وُہ جو یا علیؑ تمہارے سر پر ضربت لگائے گا۔ جس سے تمہاری داڑھی خون میں رنگین ہو جائے گی۔

بہت سی سندوں کے ساتھ منقول ہے کہ ایک مرتبہ رسولِ خدا علیؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیئے ہوئے باہر نکلے اور فرما رہے تھے کہ اے گروہ انصار اے گروہِ فرزندانِ ہاشم و فرزندان عبدالمطلب میں محمدؐ ہوں اور خدا کا رسُولؐ ہوں۔ یقیناً میں اس طینت سے مخلوق کیا گیا ہوں جو رحمتِ الٰہی کا محل ہے۔ میں تین یتیموں علیؑ، حمزہؑ اور جعفرؑ کے ساتھ رہتا ہوں۔ اس وقت ایک شخص نے کہا یا رسولؐ اللہ یہ لوگ آپ کے ساتھ قیامت میں سوار رہیں گے۔ فرمایا کہ تیری ماں تیرے

ماتم میں بیٹھے اس روز چار اشخاص "میں، علیؑ، فاطمہؑ اور صالح پیغمبرؑ" کے سوا کوئی سوار نہ ہوگا۔ میں تو براق پر سوار ہوں گا، اور میری بیٹی فاطمہؑ میرے ناقہ عضبا پر اور صالحؑ ناقۂ خدا پر جو پے کر دیا گیا، اور علیؑ بہشت کے ایک ناقہ پر سوار ہوں گے جس کی مہار یا قوت کی ہوگی اور وُہ حضرت یعنی علیؑ دو سبز حلّے پہنے ہوں گے اور بہشت و دوزخ کے درمیان جا کر کھڑے ہوں گے اس حالت میں کہ لوگ ایسی سختی اُٹھائے ہوں گے کہ ان کے تمام جسم پسینہ سے تر ہوں گے۔ اس وقت عرش الٰہی کی طرف سے ایک ہوا چلے گی جو اُن کے پسینوں کو خشک کر دے گی۔ فرشتے اور پیغمبر اور صدیق کہیں گے کہ یہ سوائے ملک مقرّب اور پیغمبر مرسل کے کوئی نہیں ہے۔ اس وقت ایک منادی ندا کرے گا یہ ملک مقرّب اور پیغمبر مرسل نہیں بلکہ یہ دُنیا و آخرت میں رسُولِ خدا کا بھائی علیؑ ابن ابی طالب ہے۔

معتبر روایتوں میں وارد ہُوا ہے کہ امام حسن علیہ السّلام سے لوگوں نے پوچھا کہ وُہ سات حیوان کون ہیں جو ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوئے ہیں؟ فرمایا کہ آدمؑ و حوّاؑ و گوسفندِ ابراہیمؑ و ناقۂ صالحؑ و مارِ بہشت اور وُہ کوّا جسے خدا نے اس لیئے بھیجا کہ قابیل کو ہابیلؑ کے دفن کی تعلیم کرے اور ابلیس لعنۃ اللّٰہ علیہ۔

بعض روایتوں میں وارد ہُوا ہے کہ جب ناقہ کے پاؤں قطع کر چکے تو وہی نو آدمی جنہوں نے ناقہ کو پے کیا تھا کہنے لگے کہ آؤ صالحؑ کو بھی مار ڈالیں کیونکہ اگر اُس نے عذاب کی خبر سچ بیان کی ہے تو ہم اس سے پہلے ہی قتل کر چکے ہوں گے۔ اور اگر اُس نے غلط کہا ہے تو ناقہ کے پاس اُسے بھی پہنچا چکے ہوں گے۔ یہ مشورہ کر کے رات کو وُہ آپ کے مکان پر آئے یا اُس غار پر آئے جہاں آپ عبادت کرتے تھے۔ حق تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیج دیا تھا جو آپ کی حفاظت کر رہے تھے۔ اُن فرشتوں نے اُن لوگوں کو پتھر مار مار کر ہلاک کر ڈالا۔

کعب الاحبار سے روایت ہے کہ ناقہ کے پے کرنے کا سبب یہ تھا کہ ایک عورت تھی جس کو ملکہ کہتے تھے وُہ قوم ثمود کی ملکہ ہوگئی تھی۔ جب لوگوں نے صالحؑ کی طرف رُخ کیا اور ریاست ان حضرت کی طرف منتقل ہوئی ملکہ نے آنحضرتؐ پر حسد کیا۔ قطام نامی اُس قوم کی ایک عورت تھی جو قدار بن سالف کی معشوقہ تھی اور ایک دوسری عورت جس کا نام اقبال تھا اور وُہ مصدع کی معشوقہ تھی۔ اور قدار اور مصدع ہر شب باہم بیٹھ کر شراب پیتے تھے۔ ان ملعونہ سے ملکہ نے کہا کہ اگر آج رات قدار اور مصدع تمہارے پاس آویں اُن سے تم دونوں رنجیدگی ظاہر کرو اور کہو کہ ہم ناقہ و صالحؑ کے لیئے مغموم و محزون ہیں جب تک تم ناقہ کو پے نہ کروگے ہم تم سے خوش نہ ہوں گے۔ جب قدار اور مصدع اُن کے پاس آئے اُن دونوں نے



یہ بات اُن سے کہی ان دونوں نے قبول کیا کہ ناقہ کو پے کریں گے۔ اور سات شخصوں کو اور اپنا ہم خیال بنایا پھر ناقہ کو پے کیا جیسا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ شہر میں نو اشخاص تھے جو زمین میں فساد کرتے تھے اور اصلاح نہیں ہونے دیتے تھے [1]

معتبر روایتوں میں سے بعض میں وارد ہُوا ہے کہ قوم صالحؑ پر چہار شنبہ کے روز عذاب نازل ہُوا۔ اور بعض میں وارد ہُوا ہے کہ ناقۂ صالحؑ کو چہار شنبہ کے روز پے کیا ان دونوں روایتوں میں منافات ہے۔

# بابِ ہفتم

## حضرت ابراہیم خلیلؑ اور آپؑ کی اولاد امجادؑ کے حالات

### فصل اوّل } حضرت ابراہیمؑ کے فضائل و مکارم اخلاق ؛ اسمائے مبارک اور نقشِ نگیں کا بیان :-

بسند معتبر حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ پندرہ سال کے تھے کہ حصولِ عبرت کے ساتھ خدا کی معرفت پر مطلع ہو گئے اور ان کی دلیلوں نے خدا پر ایمان کے جاننے کا احاطہ کر لیا۔ جناب رسولِ خدا سے منقول ہے کہ میں سب سے پہلے قیامت میں بُلایا جاؤں گا اور عرش کی داہنی جانب جا کر کھڑا ہوں گا۔ بہشت کا ایک سبز حلہ مجھے پہنایا جائیگا پھر میرے

[1] مولف فرماتے ہیں کہ اس روایت کی بنا پر یہ قصّہ حضرت امیرالمومنینؑ کی شہادت کے قصّہ سے بہت مشابہت رکھتا ہے۔ اسی لیئے آپ کو ناقۃ اللہ کہتے ہیں کیونکہ آپ اس اُمّت میں خدا کی بہت بڑی نشانی تھے۔ اور جس طرح اس ناقہ سے دُودھ کا نفع حاصل ہوتا تھا آنحضرتؑ سے نہ ختم ہونے والے علوم کا فائدہ حاصل ہوتا تھا۔ اور جس طرح وُہ لوگ ناقہ کو پے کرنے کے بعد ظاہری عذاب میں مُبتلا ہوئے اُسی طرح آنحضرتؑ کی شہادت کے بعد ائمۂ حق مغلوب ہو گئے اور خلفائے جور اُن پر غالب آ گئے اور بے شمار مخلوق جب تک کہ قائم آلِ محمدؐ نہ ظاہر ہوں گے ضلالت میں گرفتار رہے گی۔ لہٰذا ہر جگہ مشابہت ہوتی ہے اور ابن ملجم اور ناقہ کا پے کرنے والا دونوں باتفاق ولد الزّنا تھے۔ اور سابق باب میں ایک روایت گزری کہ حضرت صالح علیہ السّلام حضرت امیرالمومنین کے پاس مدفون ہیں۔ ۱۲ منہ

پدر ابراہیمؑ اور میرے بھائی علیؑ طلب کیے جائیں گے۔ اور عرش کی داہنی طرف اس سایہ میں کھڑے ہوں گے اور بہشت کے سبز حلّے ان کو بھی پہنائیں گے۔ پھر عرش کے سامنے سے ایک منادی ندا کرے گا کہ اے محمدؐ کیا اچھے تمہارے باپ ابراہیمؑ ہیں اور علیؑ کیا اچھے بھائی ہیں۔

بسند معتبر حضرت موسیٰ بن جعفر صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے ہر چیز سے چار باتیں اختیار کی ہیں۔ پیغمبروں میں سے شمشیر زنی وجہاد کے لئے ابراہیمؑ و داؤدؑ و موسیٰؑ کو اختیار کیا ہے اور مجھ کو خانہ آبادیوں کے لیے جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے کہ خدا نے آدمؑ و نوحؑ و آلِ ابراہیمؑ اور آلِ عمران کو تمام عالم پر برگزیدہ کیا۔

حضرت امیر المومنین سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ ان پیغمبروں میں سے ہیں جو ختنہ شدہ پیدا ہوئے اور وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کہ لوگوں کو ختنہ کرنے کا حکم دیا۔

بسند معتبر منقول ہے کہ ابراہیمؑ پہلے انسان ہیں جنہوں نے مہمانی کی اور ان کی ڈاڑھی میں سفید بال پیدا ہوئے تو انہوں نے خدا سے عرض کی کہ یہ کیا ہے؟ وحی آئی کہ یہ وقار ہے دُنیا میں اور نور ہے آخرت میں۔ واضح ہو کہ حق تعالیٰ نے چند مقام پر قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ خدا نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا اور خلیل اُس دوست اور محب کو کہتے ہیں جو کسی طرح دوستی کی شرطوں میں خلل نہ واقع ہونے دے۔ اس بارے میں کہ خدا نے ان کو اپنا خلیل بنایا، بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں منجملہ ان کے بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ خدا نے اس لیے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا کہ کسی شخص نے اُن سے سوال نہیں کیا جسے آپ نے ردّ کر دیا ہو اور خود آپ نے خدا کے سوا کبھی کسی سے سوال نہیں کیا۔

بسند صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ چونکہ زمین پر بہت سجدہ کرتے تھے اس لیے خدا نے اُن کو اپنا خلیل بنایا۔

بسند معتبر امام علی نقیؑ سے منقول ہے کہ ان کو اس واسطے اپنا خلیل بنایا کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر بہت صلوات بھیجتے تھے۔ حضرت رسولؐ خدا سے منقول ہے کہ خدا نے ابراہیمؑ کو اس سبب سے خلیل بنایا کہ لوگوں کو کھانا کھلاتے تھے اور شب میں اس وقت نماز پڑھتے تھے جبکہ لوگ خوابِ راحت میں ہوتے تھے [1]

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ کو خدا نے

[1] مولف فرماتے ہیں کہ ان احادیث میں کوئی منافات نہیں ہے۔ اور آنحضرتؑ کو خدا نے اپنا خلیل اس لیے بنایا کہ آپ تمام اخلاق پسندیدہ سے آراستہ تھے۔ اور ہر وہ حدیث جس کو خلت کے اظہار میں زیادہ دخل ہے انہی کے مثل اخلاق کی ترغیب میں دُنیا والوں کے لیے بیان فرمایا ہے۔ ۱۲ منہ



اپنا خلیل بنایا۔ ایک خوش رُو جوان کی صُورت میں سفید لباس پہنے ہوئے ملکُ الموت خُلت کی خوشخبری لے کر آئے اُن کے سر سے پانی اور تیل ٹپک رہا تھا۔ جب ابراہیمؑ اپنے مکان میں داخل ہونے لگے، ایک شخص کو اندر سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ حضرت بہت غیور انسان تھے۔ جب گھر سے کہیں جاتے تو دروازہ کو مقفل کر کے کنجی اپنے ساتھ لے جاتے تھے ایک روز کسی ضرورت سے گئے تھے۔ واپس آئے اور دروازہ کھولا تو ایک نہایت خوبصورت مرد کو مکان میں کھڑا ہوا پایا۔ ابراہیمؑ غیرت کے سبب بے تاب ہو گئے۔ فرمایا کہ اے بندۂ خدا تجھ کو میرے مکان میں کس نے داخل ہونے کی اجازت دی۔ اس نے کہا مکان کے پروردگار نے۔ ابراہیمؑ نے کہا بے شک پروردگار مجھ سے زیادہ حق دار ہے۔ اے بندۂ خدا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ملکُ الموت ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام ڈرے اور پُوچھا کیا تم میری رُوح قبض کرنے کے لیے آئے ہو؟ کہا نہیں بلکہ خدا نے ایک بندہ کو اپنا خلیل بنایا ہے۔ میں اس لیے آیا ہوں کہ اس کو خوشخبری دوں۔ ابراہیمؑ نے پوچھا وہ بندہ کون ہے شاید میں اس کی تمام عمر خدمت کروں۔ اس نے کہا اے ابراہیمؑ تم ہی وہ بندہ ہو۔ یہ سُن کر خوش خوش حضرت ابراہیمؑ جناب سارہ کے پاس آئے اور کہا خدا نے مجھ کو اپنا خلیل قرار دیا ہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب خدا کی جانب سے ملائکہ رسُول بن کر ابراہیمؑ کے پاس قومِ لوطؑ کو ہلاک کرنے آئے، حضرتؑ اُن کے لیے گائے کے بچّے کا بُھنا ہُوا گوشت لائے اور کہا کھاؤ۔ ان فرشتوں نے کہا جب تک اس کی قیمت نہ بتلایئے گا ہم نہیں کھائیں گے فرمایا کھانے کے شروع کے وقت بسم اللہ اور فارغ ہو کر الحمد للہ کہو۔ یہی اس کی قیمت ہے تو جبرئیلؑ نے اپنے ماتحت چار فرشتوں سے کہا کہ سزاوار ہے کہ خدا ان کو اپنا خلیل قرار دے۔

حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ جب ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا جبرئیلؑ نے ہَوا میں اُن سے ملاقات کی جب کہ وہ نیچے آرہے تھے اور کہا اے ابراہیمؑ تمہاری کوئی حاجت ہے؟ فرمایا تم سے نہیں ہے

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ پہلے شخص تھے جن کے لیے بالو (ریت) آٹا بن گیا تھا جس وقت کہ وہ مصر میں اپنے ایک دوست کے پاس کچھ اناج قرض لینے گئے لیکن وہ مکان پر موجود نہ تھا۔ حضرتؑ کو یہ پسند نہ آیا کہ اپنے بار برداری کے جانوروں کو خالی واپس لے جائیں تو تھیلوں کو بالو سے بھر لیا۔ جب اپنے مکان پر پہنچے بار پالوں کو جناب سارہ کے سپرد کیا اور خود خجالت کے سبب سے مکان میں نہ گئے اور ایک جگہ جا کر

سو رہے ہیں۔ جناب سارہ نے تھیلوں کو کھولا اس میں اتنا بہتر آٹا تھا کہ اُس سے عمدہ آٹا نہیں ہو سکتا۔ حضرت سارہ اُس آٹے کی روٹیاں پکا کر حضرتؑ کے پاس لائیں۔ حضرت ابراہیم نے پُوچھا کہ یہ روٹیاں کہاں سے آئیں؟ کہا اُسی آٹے کی ہیں جو آپ اپنے مصری دوست سے لائے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ جس نے مجھے یہ آٹا دیا ہے یقیناً میرا دوست ہے لیکن وہ خلیل مصری نہیں ہے اس سبب سے خدا نے اُن کو اپنا خلیل قرار دیا۔ غرض ابراہیمؑ خدا کا شکر و حمد بجا لائے اور وہ طعام نوش فرمایا۔

معتبر سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب قیامت کا روز ہوگا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلائیں گے اور اُن کو ایک سُرخ حلّہ گلاب کے رنگ کا پہنا کر عرش کی داہنی جانب کھڑا کریں گے۔ پھر ابراہیم علیہ السلام بُلائے جائیں گے اور اُن کو ایک سفید حلّہ پہنا کر عرش کی بائیں جانب استادہ کریں گے۔ پھر امیرالمومنینؑ کو طلب کریں گے اور ایک سُرخ حلّہ پہنا کر پیغمبرؐ کی داہنی جانب کھڑا کریں گے۔ پھر حضرت اسمٰعیلؑ کو طلب کریں گے اور ایک سفید حلّہ پہنا کر ابراہیمؑ کی بائیں جانب کھڑا کریں گے۔ اس کے بعد حضرت امام حسنؑ کو بلائیں گے اور ایک سُرخ جامہ پہنا کر امیرالمومنین کی داہنی طرف استادہ کریں گے۔ پھر حضرت امام حسینؑ کو بلا کر سُرخ لباس پہنا کر امام حسنؑ کی داہنی طرف کھڑا کریں گے۔ اسی طرح ہر امام کو بلا کر سُرخ حلّے پہنائیں گے اور امام سابق کے داہنے بازو پر استادہ کریں گے۔ اس کے بعد آئمہؑ کے شیعوں کو طلب کر کے ان کے سامنے کھڑا کریں گے۔ ان سب کے بعد جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کو شیعوں کی عورتوں اور بچّوں کے ساتھ بلائیں گے اور سب کے سب بے حساب بہشت میں داخل ہوں گے۔ پھر بحکم خدا ایک منادی عرش کے درمیان سے ندا کرے گا کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ابراہیمؑ تمہارے کیا اچھے باپ ہیں اور علیؑ تمہارے کیا اچھے بھائی ہیں اور کیا اچھے تمہارے فرزند زادے ہیں اور وہ حسن اور حسین علیہم السلام ہیں اور کیا اچھا جنین ہے تمہارا محسن جو شکم میں شہید ہُوا ہے اور امام زین العابدینؑ سے آخر آئمہ علیہم السلام تک تمہاری ذرّیت سے کیا اچھے رہنما امام ہیں اور کیا اچھے شیعہ ہیں تمہارے شیعہ یقیناً محمدؐ اور اُن کے وصیؑ اور اُن کے فرزند زادے اور ان کی ذریت سے آئمہ سب کے سب کامیاب و رستگار ہیں۔ پھر اُن کو بہشت میں داخل ہونے کا حکم دیا جائے گا۔ یہ ہیں معنی قولِ خدا کے جو فرماتا ہے کہ "جو آتشِ جہنم سے دُور کیا جائے گا اور دروازۂ بہشت سے داخل کیا جائے گا یقیناً وُہ کامیاب ہے۔"

حضرت امام حسنؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سینہ کشادہ اور پیشانی بلند تھی۔ اور حضرت رسولؐ اکرم سے منقول ہے کہ فرمایا جو شخص ابراہیمؑ کو دیکھنا چاہے مجھ کو دیکھے۔



حدیث صحیح میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے پہلے لوگوں کی داڑھی سفید نہیں ہوتی تھی۔ ایک روز ابراہیمؑ نے ایک سفید بال داڑھی میں دیکھا۔ پوچھا کہ خداوندا یہ کیا ہے؟ آپؑ کو وحی ہوئی کہ یہ وقار کا سبب ہے۔ عرض کی پروردگارا میرے وقار کو زیادہ کر۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز جب صبح کو حضرت ابراہیمؑ سو کر اُٹھے تو اپنی داڑھی میں ایک سفید بال دیکھا۔ فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہ مجھے اُس نے اس عمر تک پہنچایا اور میں نے ایک چشم زون کے لیے بھی خدا کی نافرمانی نہیں کی۔

بسند معتبر حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ پہلے زمانہ میں آدمی کتنا ہی بڈھا ہو جاتا مگر اس کے سر اور داڑھی کے بال سفید نہیں ہوتے تھے۔ اگر کسی مجمع میں کوئی شخص اپنے باپ دادا کے ساتھ موجود ہوتا تو کوئی اجنبی شخص باپ بیٹے میں تمیز نہ کر سکتا اور پوچھتا کہ ان میں سے کون باپ ہے کون بیٹا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا زمانہ آیا عرض کی خداوندا میرے لئے ایک علامت قرار دے جس سے میں پہچانا جا سکوں۔ لہذا آپؑ کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے۔

بسند معتبر مروی ہے کہ محمدؐ بن عرفہ نے حضرت صادقؑ سے عرض کی کہ ایک جماعت کہتی ہے کہ ابراہیم خلیلؑ نے ختنہ کر کے اُسترہ ایک تالاب میں ڈال دیا؟ فرمایا سُبحان اللہ! ایسا نہیں ہے وُہ لوگ جھُوٹ کہتے ہیں بلکہ پیغمبروں کا خلافِ ختنہ اور ناف بھی ساتویں روز گر جاتی ہے۔

دُوسری حدیث میں منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ بہت ضیافت کرنے والے تھے۔ ایک روز کچھ لوگ آپ کے پاس آئے اور گھر میں کوئی چیز نہ تھی۔ حضرتؑ نے سوچا کہ اگر سقفِ خانہ کی لکڑی نکال کر نجّار کے ہاتھ بیچتا ہوں تو وُہ اُس سے بت تراشے گا۔ آخر مہمانوں کو تو ضیافت خانہ میں ٹھہرایا، اور ایک تھیلا لے کر صحرا میں گئے اور دُو رکعت نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہُوئے تو تھیلا نہ پایا۔ سمجھے کہ خدا نے ان کے لیے سامان مہیّا کر دیا ہے اور واپس مکان پر آئے تو سارہ کو دیکھا کہ کچھ پکا رہی ہیں پُوچھا کہ یہ چیزیں کہاں سے تم کو ملیں؟ کہا یہ وُہی ہیں جو کسی مرد کے ہاتھ آپؑ نے بھیجی ہیں۔ دراصل خدا نے جبرئیلؑ کو مامور کیا کہ جہاں ابراہیمؑ نے نماز ادا کی ہے وہاں کا بالو تھیلے میں بھر لیں اور ان پتھروں کو بھی جو پڑے ہوئے ہیں رکھ لیں (اور سارہ کے پاس پہنچا دیں) جبرئیلؑ نے تعمیل کی۔ حق تعالیٰ نے بالو کو صاف اور بھوسی دُور کیا ہُوا باجرہ، اور گول پتھروں کو شلغم اور لانبے پتھروں کو گاجر بنا دیا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب کبھی تم میں سے کوئی شخص سفر میں

جائے اور واپس آئے تو اپنے اہل و عیال کے لیئے جو کچھ میسّر ہو ضرور لائے خواہ پتھر ہی ہو کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر جب معیشت میں تنگی ہوتی تھی اپنی قوم کے پاس جاتے تھے۔ اور اگر اُن لوگوں پر تنگی ہوتی تو واپس چلے آتے۔ ایک مرتبہ ناکام واپس آرہے تھے، مکان کے قریب پہنچے تو خچر سے اُترے اور خرجی کو بالو سے بھر لیا تاکہ سارہ سے شرمندگی نہ ہو۔ اور مکان میں داخل ہوئے۔ خرجی کو نیچے رکھا اور خود نماز میں مشغول ہوگئے۔ سارہ نے خرجی کو کھولا دیکھا کہ آٹے سے بھری ہوئی ہے اُس میں سے لے کر خمیر کیا اور روٹیاں پکائیں اور ابراہیمؑ کو کھانے کے لیئے بلایا وہ حضرتؑ نماز سے فارغ ہوکر آئے اور دریافت کیا کہ روٹیاں کہاں سے لائیں کہا اُسی آٹے کی ہیں جو خرجی میں تھا۔ ابراہیم علیہ السّلام نے سر آسمان کی جانب بلند کیا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی خلیل ہے۔ اور حق تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السّلام کی تعریف قرآن میں فرمائی ہے کہ براده تھے جس کے معنی بہت سی حدیثوں میں دُعا کرنے والے کے وارد ہوئے ہیں۔

دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ دُنیا میں ایک ایسا وقت تھا جبکہ ایک شخص کے سوا کوئی خدا کی پرستش کرنے والا نہ تھا جیسا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِیْفًا وَّلَمْ یَكُ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۔ (آیت ۱۲۰، سورۃ النحل پ۱۴) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ابراہیمؑ لوگوں کے پیشوا، خدا کے لیئے خاضع اور دُنیائے باطل سے دینِ حق کی طرف مائل انسان تھے اور مشرک نہ تھے۔" حضرتؑ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے علاوہ اگر کوئی اور بھی ہوتا تو خدا اس کو بھی ابراہیمؑ کے ساتھ یاد فرماتا۔ وُہ مدّت دراز تک یوں ہی عبادت کرتے رہے یہانتک کہ خدا نے اُن کو اسمٰعیل واسحٰق (علیہم السّلام سے فرزند عطا فرمائے اور اُن) کے ساتھ محبّت پیدا کردی اور عبادت کرنے والے تین افراد ہوگئے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو اپنا بندہ قرار دیا قبل اس کے کہ اُن کو اپنا پیغمبر قرار دے۔ اور پیغمبر قرار دیا قبل اس کے کہ رسُول بنائے اور رسُول بنایا قبل اس کے کہ امام بنائے۔ جب تمام عہد سے اُن کو عطا کر چکا تو فرمایا کہ میں نے تم کو لوگوں کا امام بنایا۔ چونکہ ابراہیمؑ کی نگاہوں میں یہ مرتبہ بہت عظیم معلوم ہُوا، عرض کی کہ میری ذریّت میں سے بھی امام تونے بنایا ہے؟ خدا نے فرمایا کہ میرا عہدِ امامت وخلافت ظالموں تک نہ پہنچے گا۔ امامؑ نے فرمایا کہ بے وقوف اور احمق متقی و پرہیزگار کا امام نہیں ہوسکتا۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ سب سے پہلے جس نے پَیر میں نعلین پہنی وہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام تھے۔

بسند معتبر حضرت امام محمّد باقرؑ سے منقول ہے کہ پہلے زمانہ میں لوگ بے خبر مرجاتے تھے



جب ابراہیم علیہ السّلام کا زمانہ آیا عرض کی پروردگار اموت کے لیئے کوئی علّت قرار دے جس سے میت کو ثواب ہو اور صاحبِ مصیبت کے لیئے تسکین کا باعث ہو۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے پہلے ذات الجنب اور سرسام کو بھیجا اور اس کے بعد دوسری بیماریاں پیدا کیں۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ مہمانوں کے باپ تھے۔ یعنی مہمانوں کو بہت دوست رکھتے تھے۔ جب کوئی مہمان آپؑ کے پاس نہ ہوتا تھا تو حضرتؑ تلاش کرتے تھے۔ ایک روز گھر کے دروازوں کو بند کرکے مہمانوں کی تلاش میں باہر تشریف لے گئے۔ جب واپس آئے ایک شخص کو بصورتِ مرد مکان میں دیکھا فرمایا اے بندۂ خدا کس کی اجازت سے اس گھر میں داخل ہُوا؟ اس نے تین مرتبہ کہا کہ اس مکان کے پروردگار کی اجازت سے۔ ابراہیمؑ نے سمجھا کہ وہ جبرئیلؑ ہیں اور اپنے پروردگار کی حمد بجا لائے۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ تمہارے پروردگار نے مجھ کو اپنے ایک بندہ کے پاس بھیجا ہے جس کو اپنا خلیل بنایا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ بتاؤ وُہ کون ہے تاکہ میں زندگی بھر اس کی خدمت کروں۔ جبرئیلؑ نے کہا تم ہی وُہ ہو۔ پُوچھا مجھ کو خلیل کیوں قرار دیا ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا اس لیئے کہ تم نے کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کیا اور تم نے کسی کے سوال کو رد نہیں کیا۔

بسند صحیح حضرت امام محمّد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت ابراہیمؑ گھر سے نکلے اور شہروں میں گھومنے پھرنے لگے تاکہ خدا کی مخلوقات سے عبرت حاصل کریں گھومتے گھومتے ایک بیابان میں پہنچے وہاں ایک شخص کو دیکھا کہ کھڑا ہُوا نماز پڑھ رہا ہے اس کی آواز آسمان تک بلند ہے اور اُس کا لباس جسم سے لپٹا ہُوا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ اُس کے قریب کھڑے ہوکر تعجّب سے اُس کی نماز دیکھنے لگے پھر آپ بیٹھ گئے اور انتظار کرتے رہے تاکہ وُہ نماز سے فارغ ہو۔ جب بہت زیادہ دیر ہُوئی اُس کو اپنے ہاتھ سے حرکت دی اور کہا کہ میں تجھ سے ایک حاجت رکھتا ہوں اپنی نماز مختصر کر۔ اُس نے نماز ختم کی اور حضرت ابراہیمؑ سے مخاطب ہُوا۔ حضرتؑ نے پُوچھا تو کس کی نماز پڑھتا تھا؟ کہا ابراہیمؑ کے خدا کے لیئے۔ پُوچھا ابراہیمؑ کا خدا کون ہے؟ اُس نے کہا وُہ جس نے تجھ کو اور مجھ کو خلق کیا ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا تمہارا طریقہ مجھے پسند آیا میں چاہتا ہوں کہ تم کو خدا کی خوشنودی کے لیئے بھائی بناؤں۔ بتاؤ تمہارا گھر کہاں ہے؟ تاکہ جب کبھی چاہوں تم سے ملاقات کرسکوں۔ اُس نے کہا تم وہاں نہیں پہنچ سکتے اس لئے کہ درمیان میں ایک دریا حائل ہے جس کو تم عبُور نہیں کرسکتے۔ ابراہیمؑ نے کہا تم کس طرح عبُور کرتے ہو اُس نے کہا

میں پانی پر چلتا ہوں۔ ابراہیمؑ نے کہا جس نے تمہارے لیئے پانی کو مسخر کیا ہے شاید میرے لیئے بھی کردے۔ اُٹھو ہم دونوں چلیں اور آج رات تمہارے ساتھ ایک منزل میں گزاریں۔ غرض وُہ دونوں چلے۔ جب پانی کے قریب پہنچے اس مرد نے بسم اللہ کہا اور پانی پر روانہ ہُوا۔ ابراہیمؑ نے بھی بسم اللہ کہا اور پانی پر چلے۔ یہ دیکھ کر وہ شخص متعجب ہُوا۔ جب اس کے جائے قیام پر پہنچے، ابراہیمؑ نے پوچھا کہ تمہارا ذریعۂ معاش کیا ہے؟ اُس نے کہا تمام سال اس درخت کا میوہ جمع کرتا ہوں یہی میرا ذریعۂ معاش ہے۔ ابراہیمؑ نے پُوچھا تمام دنوں میں سخت ترین روز کون ہے؟ کہا جس روز خدا تمام خلائق کے اعمال کا اُن کو بدلہ دیگا۔ ابراہیمؑ نے کہا اچھا آؤ دُعا کریں کہ خدا ہم کو اُس روز کے شر سے محفوظ رکھے۔ اور دُوسری روایت میں ہے کہ ابراہیمؑ نے کہا یا تو تم دُعا کرو میں آمین کہوں یا میں دُعا کروں تم آمین کہو۔ اُس نے کہا کِس واسطے ابراہیمؑ نے کہا مومن گناہ گاروں کے لیئے۔ عابد نے انکار کیا۔ پُوچھا کیوں؟ عابد نے کہا اس لیئے کہ تین سال سے دُعا کر رہا ہوں اب تک مستجاب نہیں ہوئی۔ اب شرم آتی ہے کہ خدا سے کوئی حاجت طلب کروں اور وُہ مقبول نہ ہو۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا خدا جب بندہ کو دوست رکھتا ہے اس کی دُعا کو محفوظ کرلیتا ہے تاکہ اس سے وُہ بندہ مناجات کرتا رہے سوال کرتا رہے اور مانگتا رہے۔ اور جب کسی بندہ کو دشمن رکھتا ہے اس کی دُعا کو جلد مستجاب کرلیتا ہے یا اُس کے دل میں مایوسی ڈال دیتا ہے تاکہ دُعا نہ کرے۔ پھر حضرتؑ نے اُس سے پُوچھا کہ وُہ کیا حاجت ہے جو خدا سے کرتے رہے ہو؟ عابد نے کہا ایک روز میں اپنی نماز کی جگہ پر کام میں مشغول تھا ناگاہ ایک نہایت حسین طفل اُدھر سے گزرا جس کی پیشانی سے نور ساطع تھا اور اُس کے کاکل پُشت پر لٹکے ہُوئے تھے وُہ چند گائیں چرا رہا تھا جن پر گویا روغن ملا ہُوا تھا۔ اُس کے ساتھ نہایت عمدہ اور موٹے تازے گوسفند بھی تھے۔ جو کچھ میں نے دیکھا مجھے بہت اچھا معلوم ہُوا۔ میں نے پُوچھا اے خوبصورت لڑکے یہ گائیں اور یہ گوسفند کس کے ہیں؟ اس نے کہا میرے۔ میں نے پُوچھا تم کون ہو؟ کہا میں ابراہیمؑ خلیل خدا کا فرزند اسمٰعیلؑ ہوں۔ اس وقت میں نے دُعا کی اور خدا سے سوال کیا کہ وُہ اپنے خلیلؑ کو مجھے دکھا دے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا میں ہی ابراہیم خلیلؑ الرّحمٰن ہوں اور وُہ طفل میرا فرزند ہے۔ عابد نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہ اُس نے میری دُعا قبول فرمائی۔ پھر اُس شخص نے ابراہیمؑ کے دونوں طرف چہرے کو بوسہ دیا اور ہاتھ ان کی گردن میں ڈال کر کہا ہاں اب دُعا کیجئے تاکہ میں آمین کہوں۔ تو ابراہیم علیہ السلام نے اُس روز سے قیامت تک کے مومنین و مومنات کے لیئے دُعا کی کہ خدا اُن کے گناہوں کو بخش دے اور اُن سے راضی ہو۔



اور عابد نے آپ کی دُعا پر آمین کہی۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ کی پُوری دُعا ہمارے قیامت تک کے گنہگار شیعوں کے شامل حال ہے۔ بعض روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ اس عابد کا نام ماریا تھا اور وُہ اوس کا فرزند تھا اُس کی عمر چھ سو ساٹھ سال کی تھی۔

## فصل دوم

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی ولادت سے بُت توڑنے کے وقت تک کے حالات اور آپ کے اور اُس وقت کے ظالموں کے درمیان جو واقعات ہُوئے خاص کر نمرود اور آزر کے ساتھ جو گزرے۔

حسن بلکہ صحیح سند کے ساتھ امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ آزر[1] پدر ابراہیمؑ کنعان کا بیٹا تھا جو نمرود کا منجم تھا۔ اُس نے نمرود سے کہا کہ حساب نجوم سے مجھ کو معلوم ہُوا ہے کہ اس زمانہ میں ایک مرد پیدا ہوگا جو اس دین کو باطل کرے گا اور لوگوں کو دُوسرے دین پر بُلائے گا۔ نمرود نے کہا کس شہر میں پیدا ہوگا؟ اُس نے کہا اسی شہر میں۔ نمرود کا محل کوثاریا میں تھا جو کوفہ کے مرضعات میں سے ایک موضع ہے۔ نمرود نے پُوچھا کہ وُہ شخص پیدا ہو چکا ہے؟ آزر نے کہا نہیں۔ تو نمرود نے کہا کہ مناسب ہے کہ مردوں اور عورتوں میں جُدائی ڈلوا دوں۔ پھر اُس نے حکم دیا کہ مردوں سے عورتوں کو جُدا کر دیا جائے۔ لیکن ابراہیمؑ کی ماں حاملہ ہوئیں اور ان کا حمل ظاہر نہ ہُوا۔ جب ولادت کا زمانہ قریب آیا آپ کی ماں نے آزر سے کہا کہ مجھ کو کوئی بیماری ہے یا حیض شروع ہُوا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ تم سے علیحدہ رہوں۔ اس زمانہ میں یہ قاعدہ تھا کہ حیض یا مرض کی حالت میں عورتیں شوہروں سے الگ رہتی تھیں۔ غرض وُہ گھر سے نکل کر ایک غار میں چلی گئیں۔ وہیں حضرت ابراہیم علیہ السّلام پیدا ہوئے ان کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر وہیں چھوڑا اور غار کے دروازے کو پتھر سے بند کر دیا اور اپنے گھر واپس آئیں۔ خداوند قادر و حکیم نے ابراہیمؑ کے لیئے ان کے انگوٹھے میں دُودھ پیدا کر دیا وُہ اُسے چوسا کرتے تھے۔ کبھی کبھی اُن کی ماں اُن کے پاس آتی رہتی تھیں۔ نمرود نے ہر حاملہ عورت پر قابلہ مقرر کر رکھا تھا کہ جو لڑکا پیدا ہو اُس کو مار ڈالیں لہٰذا ابراہیمؑ کی والدہ نے مارے جانے کے خوف سے ان کو غار میں پوشیدہ کر دیا تھا۔ ابراہیم علیہ السّلام ایک روز میں اس قدر بڑھتے تھے جس قدر دُوسرے بچّے ایک ماہ میں بڑھتے ہیں یہاں تک کہ غار ہی میں آپ تیرہ سال کے ہُوئے۔ ایک مرتبہ جب آپ کی والدہ آپ کو دیکھنے گئیں اور وہاں سے واپس ہونا چاہا تو حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اُن کو پکڑ لیا اور کہا مادرِ گرامی مجھ کو بھی باہر لے چلیئے۔ انہوں نے کہا کہ اگر بادشاہ کو معلوم ہو جائے گا کہ تم اس زمانہ میں پیدا ہوئے ہو تو تم کو مار ڈالے گا۔ جب ابراہیمؑ کی ماں چلی گئیں تو ابراہیم علیہ السلام

[1] آزر ابراہیمؑ کا باپ نہ تھا جیسا کہ تفصیل کے ساتھ اس فصل کے آخر میں مولفؒ نے اس کی تردید فرمائی ہے۔ ۱۲ (مترجم)

خود غار سے باہر آئے اُس وقت آفتاب غروب ہو چکا تھا اور ستارۂ زہرہ چمک رہا تھا۔ حضرتؑ نے اُسے دیکھ کر فرمایا کیا یہ میرا پروردگار ہے۔ جب وُہ غروب ہوگیا کہا اگر یہ میرا خدا ہوتا، تو حرکت نہ کرتا اور غائب نہ ہوتا۔ میں غروب ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا یعنی ان ہستیوں کو جو غائب ہو جاتی ہیں۔ پھر مشرق سے جب چاند طلوع ہُوا حضرت ابراہیمؑ نے کہا کیا یہ میرا خدا ہے۔ یہ زہرہ سے بہُت بڑا ہے۔ جب اُس میں حرکت ہُوئی اور وُہ بھی زائل ہوگیا تو کہا اگر میرا پروردگار میری حفاظت نہ کرتا تو یقیناً میں گمراہ ہوتا۔ پھر جب صبح ہُوئی اور آفتاب طلوع ہُوا اور اس کی شعاعوں نے عالم کو روشن کر دیا ابراہیمؑ نے کہا یہ سب سے بڑا اور سب سے بہتر ہے کیا یہ میرا خدا ہے۔ جب وُہ بھی متحرک ہُوا اور زائل ہوگیا تو حق تعالیٰ نے آسمانوں کو کھول دیا۔ ابراہیمؑ نے عرش اور جو کچھ اُس پر ہے سب دیکھا اور خدا نے ملکوت آسمان و زمین بھی دکھائے۔ اس وقت ابراہیم علیہ السّلام نے کہا اے میری قوم والو جن کو تم خدا کا شریک کرتے ہو میں اُس سے بیزار ہوں میں نے تو اُس کی طرف رُخ کیا ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو نُور سے خلق کیا ہے اور میں اُس حال میں دین باطل سے کترا کر دین حق کی طرف رغبت کرنے والا ہوں اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں پھر آپ کی ماں آزر کے مکان میں آپ کو لے گئیں اور اپنے لڑکوں کے ساتھ ان کو چھوڑ دیا۔ جب آزر گھر میں آیا اور اس نے جناب ابراہیمؑ کو دیکھا پُوچھا یہ کون ہے جو اس سلطنت میں زندہ بچ گیا حالانکہ بادشاہ تمام لوگوں کے بچّوں کو مارے ڈالتا ہے۔ انہوں نے کہا یہ تیرا لڑکا ہے فلاں وقت پیدا ہُوا تھا جب کہ میں تجھ سے علیحدہ ہوگئی تھی۔ آزر نے کہا افسوس ہے تجھ پر۔ اگر بادشاہ کو یہ خبر ہوگئی اُس کی نگاہوں میں میری کچھ عزّت نہ رہے گی۔ آزر نمرود کا وزیر اور صاحب اختیار تھا اُس کے اور تمام لوگوں کے واسطے بھی بُت بناتا تھا اور اپنے لڑکوں کو بیچنے کے لیئے دیتا تھا۔ بتخانہ اُس کے قبضہ میں تھا۔ ابراہیمؑ کی ماں نے کہا تجھ کو کوئی خطرہ نہیں اگر بادشاہ مطلع نہ ہُوا میرا فرزند میرے پاس زندہ و موجود ہی رہے گا۔ اگر اُس کو خبر ہوگئی تو میں جواب دے دوں گی۔ جب کبھی آزر ابراہیم علیہ السلام کی جانب نگاہ کرتا اُس دن آپ کی محبت سے بیزار ہو جاتا۔ پھر اُن کو بھی فروخت کرنے کے لیے بُت دینے لگا جس طرح اُن کے بھائیوں کو دیتا تھا۔ ابراہیم علیہ السلام بُت لے کر اُس کی گردن میں رسی باندھ کر اور زمین پر گھسیٹتے ہوئے کہتے کہ کون ایسی چیز کا خریدار ہے جو نہ نقصان پہنچا سکتی ہے نہ فائدہ۔ اور اُس کے بال پکڑ کر پانی میں ڈبوتے اور کہتے کہ پی لو اور کچھ باتیں کرو۔ یہ سب باتیں آپ کے بھائیوں نے آزر سے بیان کیں۔ اُس نے



ابراہیمؑ کو بُلا کر منع کیا۔ لیکن کوئی فائدہ نہ ہُوا تو اُن کو اپنے مکان میں بند کر دیا اور باہر نکلنے نہیں دیا۔

بسند معتبر حضرت موسیٰ ابن جعفرؑ سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ ماہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ کو پیدا ہوئے۔

بسند صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ کا باپ منجم نمرود کنعان کا بیٹا تھا۔ نمرود بغیر اُس کی رائے کے کوئی کام نہیں کرتا تھا اس لیئے ایک رات ستاروں پر نظر کی۔ صبح کو نمرود سے کہا کہ آج رات میں نے ایک امر عجیب مشاہدہ کیا اس نے پُوچھا کیا کہا میں نے دیکھا کہ اس ملک میں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو ہم کو ہلاک کرے گا۔ اور عنقریب اُس کی ماں اُس سے حاملہ ہونے والی ہے۔ نمرود کو یہ سُنکر تعجّب ہُوا اور پوچھا کیا کوئی عورت اُس سے حاملہ ہوگئی؟ اُس نے کہا نہیں۔ اس نے علم نجوم سے یہ معلوم کر لیا تھا کہ وُہ آگ میں جلایا جائے گا مگر یہ علم نہ ہوسکا کہ خدا اُس کو نجات دیدے گا۔ غرض یہ معلوم کر کے نمرود نے حکم دیا کہ مَردوں کو عورتوں سے علیحدہ کر دیا جائے۔ سب مَرد اپنی اپنی عورتوں کو چھوڑ کر شہر سے باہر چلے جائیں۔ اسی رات ابراہیمؑ کا حمل قرار پایا۔ اُن کے باپ کو حمل کا شُبہہ ہُوا تو قابلہ عورتوں کو بُلا کر ابراہیمؑ کی والدہ کا معائنہ کرایا تاکہ معلوم ہو جائے کہ حمل ہے یا نہیں۔ اس وقت خدا نے مادرِ ابراہیمؑ کے رحم میں جو کچھ تھا اُن کی پُشت میں چسپاں کر دیا۔ اُن عورتوں نے آزر سے آکر بیان کیا کہ آپ کی زوجہ میں حمل کی کوئی علامت نہیں ہے۔ جب ابراہیمؑ پیدا ہوئے آزر نے چاہا کہ آپ کو بادشاہ کے پاس لے جائے۔ زوجہ نے کہا کہ اپنے بیٹے کو نمرود کے پاس نہ لے جا ورنہ وُہ اس کو مار ڈالے گا۔ رہنے دے میں اس کو ایک غار میں چھوڑ آتی ہوں وہیں وُہ مر جائے گا اور تو اس کے قتل کا سبب نہ ہوگا۔ اس نے مان لیا۔ مادرِ ابراہیمؑ آپ کو ایک غار میں لے گئیں۔ دُودھ پلا کر باہر نکلیں اور غار کے دروازہ کو پتھر سے بند کر کے واپس آئیں۔ خداوند عالم نے ان کی روزی کو اُن کے انگوٹھے میں مقرر فرمایا کہ وُہ اپنے انگوٹھے کو چُوستے تھے اُس سے دُودھ نکلتا تھا اور آپ پیتے تھے اور ایک روز میں اس قدر بڑھتے تھے کہ دُوسرے اطفال ایک ہفتہ میں۔ اور ایک ہفتہ میں اتنے بڑے ہوتے تھے جتنا دُوسرے بچے مہینہ میں اور ہر مہینہ میں اس قدر بڑھتے تھے جس قدر دُوسرے ایک سال میں۔ غرض دن گزرتے گئے ایک روز آپ کی ماں آزر سے اجازت لے کر غار میں آئیں۔ دیکھا کہ ابراہیم علیہ السّلام زندہ ہیں اور آپ کی آنکھیں دُو چراغ کے مانند روشن ہیں۔ ان کو سینہ سے لگایا، پھر دُودھ پلا کر واپس آئیں اُن کے باپ نے ابراہیمؑ کا حال

پُوچھا۔ کہا وُہ مرگیا۔ مَیں نے اُس کو خاک میں چھُپا دیا۔ ایک عرصہ تک یوں ہی ہوتا رہا کہ جب آزر کسی کام کے لیئے چلا جاتا آپ کی والدہ آپ کے پاس آتیں اور دُودھ پلا کر چلی جاتی تھیں جب ابراہیمؑ گھٹنوں چلنے لگے ایک روز آپ کی ماں غار میں آئیں اور دُودھ پلا کر واپس جانے لگیں تو ابراہیمؑ اُن سے لپٹ گئے اور کہا کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو۔ ماں نے کہا صبر کرو۔ مَیں تمہارے باپ سے اجازت لے لوں۔ ابراہیمؑ غیبت کے زمانہ میں ہمیشہ اپنے کو پوشیدہ رکھتے اور امرِ دین کو چھپاتے رہے۔ پھر جب حکم خدا ہوا، ظاہر ہُوئے اور علانیہ دینِ خدا کی تبلیغ شروع کی۔ خدا نے اُن کے حق میں اپنی قدرت کا اظہار کیا۔

دُوسری روایت میں جناب رسالتمآبؐ سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ کی ماں اور باپ طاغی بادشاہ کے ملک سے بھاگے۔ ان کی ولادت چند ٹیلوں کے نیچے ایک بڑی نہر کے کنارے جس کو خرزان کہتے تھے غروب آفتاب سے شب ہونے تک ہوئی۔ جب ابراہیمؑ زمین پر آئے اپنے دونوں ہاتھوں کو چہرہ پر مَلا اور کئی بار اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فرمایا اور کپڑے لے کر پہن لیئے اس عجیب حال کے مشاہدہ سے اُن کی ماں پر سخت خوف طاری ہُوا۔ پھر حضرتؑ اپنی ماں کے سامنے راستہ پر کھڑے ہو گئے اور آسمان کی جانب نظر کی۔ پھر ان ستاروں کو خالق آسمان و زمین پر دلیل میں لائے جیسا کہ خدا نے اُن کی زبانی قرآن میں ذکر کیا ہے۔

علی بن ابراہیمؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اپنی قوم کو بُت پرستی سے منع کیا اور اُن پر اس بارے میں حجتیں اور دلیلیں تمام کیں لیکن اُن لوگوں نے نہ مانا۔ آخر عید کا دن آیا۔ نمرود اور رعایا میں سے تمام لوگ عیدگاہ چلے گئے لیکن ابراہیمؑ نے اُن کے ساتھ جانا پسند نہ کیا تو اُن لوگوں نے آپ کو بُتخانے کی نگرانی سپرد کی اُن کے جانے کے بعد ابراہیمؑ نے کچھ کھانا لیا اور بُتخانہ میں گئے۔ ایک ایک بُت کے پاس کھانا لے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ کھا لو اور بات کرو۔ جب کچھ جواب نہ مِلتا تھا تو تیشہ اُٹھا کر اُس کا ہاتھ اور پَیر توڑ ڈالتے تھے۔ اسی طرح ان تمام بتوں کے ساتھ کیا اور تیشہ کو سب سے بڑے بُت کی گردن میں لٹکا دیا جو صدر بتخانہ میں نصب تھا۔ جب بادشاہ اور تمام امرا و لشکری و رعایا عیدگاہ سے واپس آئے اپنے بُتوں کو ٹوٹا ہوا دیکھا کہنے لگے کہ جس نے بھی یہ حرکت ہمارے خداؤں کے ساتھ کی ہے اُس نے اپنے اُوپر ظلم کیا ہے وُہ قتل کیا جائے گا۔ لوگوں نے کہا وُہی آزر کا فرزند ابراہیمؑ ہے جو ان خداؤں کو بُرا کہتا ہے۔ پھر حضرتؑ کو نمرود کے پاس لائے۔ نمرود نے آزر سے کہا کہ تو نے مجھ سے خیانت کی اور اس لڑکے کو مجھ سے چھُپا رکھا۔ اُس نے کہا اے بادشاہ



یہ اُس کی ماں کی حرکت ہے۔ وُہ کہتی ہے کہ اس بارے میں میرے پاس جواب ہے۔ نمرود نے ابراہیمؑ کی والدہ کو طلب کیا اور پُوچھا کہ تُو نے اس لڑکے کو کس سبب سے مجھ سے چھُپایا اس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ جو کچھ کیا دیکھ لے۔ آپ کی ماں نے کہا اے بادشاہ میں نے یہ فعل تیری رعایا کی مصلحت کے لیئے کیا ہے جبکہ میں نے دیکھا کہ تُو اپنی رعایا کی اولاد کو مارے ڈالتا ہے اور اُن کی نسل کو برباد کر رہا ہے تو میں نے سوچا کہ اگر میرا یہ فرزند وہی لڑکا ہوگا جس کی خبر بذریعہ نجوم معلوم کی گئی ہے تو میں بادشاہ کو دے دوں گی کہ اس کو مار ڈالے اور لوگوں کے بچوں کے قتل سے باز آجائے، اور اگر یہ وہی لڑکا نہیں ہے تو میرا فرزند زندہ و سلامت بچ جائے گا۔ اب اس پر تجھے اختیار ہے جو چاہے کر اور لوگوں کے قتل سے باز آ۔ نمرود نے یہ جواب پسند کیا اور اس کی رائے مناسب سمجھی۔ پھر ابراہیمؑ سے پوچھا کہ ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کس نے کی ہے؟ ابراہیمؑ نے کہا یہ حرکت ان کے بڑے کی ہے پُوچھ لو اگر یہ بول سکتے ہوں۔ یہ سُنکر نمرود نے ابراہیمؑ کے بارے میں اپنی قوم سے مشورہ کیا۔ سب نے کہا کہ اس کو جلا کر اپنے خداؤں کی مدد کرو۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ نمرود اور اُس کے تمام ساتھی حرامزادے تھے جو پیغمبر کے مار ڈالنے پر بہت جلد راضی ہو گئے۔ اور فرعون اور اُس کے ساتھی حلال زادہ تھے جنہوں نے یہ رائے دی کہ موسیٰؑ اور اُن کے بھائی کو چھوڑ دو، اور ساحروں کو جمع کرو اور مقابلہ کراؤ۔ انہوں نے اُن کے مار ڈالنے کا حکم نہ دیا کیونکہ پیغمبر یا امام کے قتل پر سوائے زنازادوں کے کوئی راضی نہیں ہوتا۔ الغرض ابراہیمؑ کو قید کر لیا اور اُن کے جلانے کے لیئے لکڑیاں جمع کیں۔ جس روز ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالنا قرار پایا تھا نمرود مع لشکر کے آیا۔ اس کے واسطے ایک بلند مقام تیار کیا گیا تھا جہاں سے وُہ ابراہیمؑ کو جلتے ہوئے دیکھ سکے۔ غرض ابراہیمؑ لائے گئے لیکن کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ آگ کے قریب جا سکے اور اُس میں اُن کو ڈال سکے کیونکہ آگ کی زیادتی اور حرارت کے سبب اس کے گرد ایک فرسخ تک طائر اُڑ نہیں سکتے تھے۔ اس وقت شیطان آیا اور ان کو منجنیق کی تعلیم دی تو ابراہیمؑ علیہ السّلام کو منجنیق میں بٹھایا۔ آزر نے آکر آپ کے روئے مُبارک پر طمانچہ مارا اور کہا اپنے خیالات سے باز آ۔ حضرتؑ نے قبول نہ کیا۔ اس وقت آسمان و زمین سے فریاد بلند ہُوئی اور کائنات کی ہر شئے نے ابراہیمؑ کی امداد کی خواہش کی۔ زمین نے کہا پروردگارا مجھ پر سوائے ابراہیمؑ کے تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہے کیا تُو راضی ہے کہ لوگ اُسے جلا دیں۔ فرشتوں نے کہا تیرے خلیل ابراہیمؑ کو لوگ جلاتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اگر مجھ سے وُہ مدد طلب کریگا تو یقیناً قبول کروں گا۔ جبرئیلؑ نے کہا خداوندا تیرے خلیل ابراہیم علیہ السّلام کے سوا زمین پر

تیری عبادت کوئی کرنے والا نہیں۔ تُونے اُن کے دشمنوں کو اُن پر مسلّط کر دیا ہے تاکہ اُن کو آگ میں جلا دیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ خاموش ہو۔ ایسی بات تیرے ایسا بندہ کہہ سکتا ہے جو ڈرتا ہے کہ کوئی امر اس کے قبضۂ و اختیار سے باہر ہو جائے گا۔ وُہ میرا بندہ ہے جس وقت چاہوں گا اُس کو بچا لوں گا۔ اگر وُہ مجھ سے دُعا کرے گا میں قبول کروں گا۔ پھر ابراہیمؑ نے اپنے پروردگار سے بصد اخلاص عرض کی۔ یَا اَللّٰہُ یَا وَاحِدُ یَا اَحَدُ یَا مَنْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ نَجِّنِیْ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِکَ۔ اس وقت جبرئیلؑ نے حضرتؑ سے ہوا میں ملاقات کی جب کہ وُہ منجنیق سے جُدا ہو چکے تھے اور پُوچھا کہ اے ابراہیمؑ کوئی حاجت مجھ سے ہے؟ آپ نے فرمایا تم سے کوئی حاجت نہیں ہے۔ لیکن عالموں کے پروردگار سے میری حاجت ضرور ہے۔ اُس وقت جبرئیلؑ نے ان کو ایک انگوٹھی دی جس پر نقش تھا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ اَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ اِلَی اللّٰہِ وَاَسْنَدْتُ اَمْرِیْ وَ فَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ۔ پھر خدا نے آگ کو وحی کی کہ کُوْنِیْ بَرْدًا۔ یعنی سرد ہو جا اس میں اس قدر ٹھنڈک پیدا ہوئی کہ سردی کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے دانت بجنے لگے یہاں تک کہ خدا نے فرمایا وَسَلٰمًا عَلٰۤی اِبْرٰھِیْمَ اور ابراہیمؑ کے لئے باعثِ سلامتی ہو۔ وہاں جبرئیلؑ آئے اور آپ کے ساتھ بیٹھ کر گفتگو میں مشغول ہوئے، اُن کے چاروں طرف گل و لالہ پیدا ہو گئے۔ جب نمرود ملعون نے یہ عجیب کیفیت مشاہدہ کی کہنے لگا کہ اگر کوئی شخص خدا اختیار کرے تو ابراہیمؑ کے خدا کے ایسا خدا اختیار کرے اس وقت نمرود کے ایک بہت بڑے رفیق نے کہا کہ میں نے آگ کو قسم دیدی تھی کہ ابراہیمؑ کو نہ جلا دے۔ اسی وقت ایک گرز آتشیں آگ میں سے اُس بدبخت کی طرف آیا اور اُس کو جلا ڈالا۔ نمرود نے ابراہیمؑ کو دیکھا کہ ایک سبز باغ میں بیٹھے ہوئے ایک مردِ پیر سے گفتگو کر رہے ہیں۔ اُس نے آزر سے کہا کہ کس قدر گرامی ہے تیرا فرزند اپنے پروردگار کے نزدیک۔ چھپکلی آگ کو پھونکتی تھی اور مینڈک اُس پر پانی لا کر ڈالتا تھا تاکہ اُسے بجھا دے۔ اور جب خدا نے آگ پر وحی کی کہ سرد ہو جا، تین روز تک دُنیا کی تمام آگ میں گرمی باقی نہ رہی تھی۔

علی بن ابراہیمؒ نے روایت کی ہے کہ جب نمرود نے ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا اور وُہ ان پر سرد اور سلامتی کا سبب ہو گئی اور آپ زندہ و سلامت باہر آئے تو نمرودؑ نے پُوچھا اے ابراہیمؑ تمہارا پروردگار کون ہے؟ ابراہیمؑ نے کہا میرا پروردگار وُہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مُردہ بناتا ہے۔ نمرود نے کہا میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مار ڈالتا ہوں۔ ابراہیمؑ نے پُوچھا



تُو کیونکر زندہ کرتا اور مار ڈالتا ہے؟ نمرود ملعون نے دُو آدمیوں کو زندان سے بُلوایا جو واجب القتل تھے۔ اس لعین نے ایک کو قتل کیا اور دُوسرے کو چھوڑ دیا۔ ابراہیم علیہ السّلام نے فرمایا کہ اگر تُو سچّا ہے تو جس کو قتل کیا ہے اُسے زندہ کر۔ پھر ابراہیمؑ نے کہا کہ میرا پروردگار آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے تو مغرب سے نکال۔ وُہ کافر مبہوت اور عاجز ہو کر رہ گیا۔

بسند ہائے معتبر حضرت امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب ابراہیمؑ کو منجنیق میں رکھا جبرئیلؑ غضبناک ہوئے۔ خدا نے وحی فرمائی کہ کس چیز نے تجھ کو غضبناک کیا۔ جبرئیلؑ نے کہا خداوندا ابراہیمؑ تیرے خلیل ہیں اور زمین پر اُن کے سوا کوئی نہیں ہے جو تیری یکتائی کے ساتھ پرستش کرے۔ اپنے اور اُن کے دُشمن کو تُو نے اُن پر مسلّط کر دیا ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ خاموش ہو تیرے ایسا بندہ عجلت کر سکتا ہے جس کو خوف ہوتا ہے کہ مُعاملہ اُس کے اختیار سے باہر ہو جائے گا۔ وُہ میرا بندہ ہے۔ میں جس وقت چاہوں گا اُس کو بچا لوں گا۔ یہ سُن کر جبرئیلؑ خوش ہو گئے اور ابراہیم علیہ السّلام کے پاس آئے اور کہا آپ کی کوئی حاجت ہے؟ ابراہیم علیہ السّلام نے فرمایا تم سے کوئی حاجت نہیں پس خدا نے ان کے واسطے ایک انگوٹھی بھیجی جس پر چھ کلمے نقش تھے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لَاحَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ فَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ وَ اَسْنَدْتُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ حَسْبِیَ اللّٰہُ۔ اور وحی فرمائی کہ انگوٹھی کو ہاتھ میں پہن لو تاکہ میں آگ کو تم پر سرد اور باعثِ سلامتی کروں۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پُوچھا کہ موسیٰؑ بن عمران نے جب فرعون کے جادوگروں کے عصاؤں اور رسّیوں کو دیکھا تو اُن پر خوف کیوں طاری ہُوا، اور ابراہیمؑ کو جب منجنیق میں رکھ کر آگ میں ڈالا تو وُہ نہ ڈرے؟ فرمایا کہ ابراہیمؑ کو محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسین علیہم السّلام اور امام حسین علیہ السّلام کے امام فرزندوں کے انوارِ مقدسہ پر جو ابراہیمؑ کی پُشت میں تھے اعتماد و بھروسہ تھا اس لیئے وُہ نہیں ڈرے۔ اور چونکہ موسیٰؑ کے صلب میں یہ انوار نہ تھے اس لیئے اُن کو خوف ہُوا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ چار اشخاص تمام رُوئے زمین کے بادشاہ ہُوئے۔ دُو مومن حضرت سلیمانؑ بن داؤدؑ اور ذوالقرنینؑ۔ اور دُو کافر بُخت نصّر اور نمرودؑ۔

حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ منجنیق دُنیا میں سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کے لیئے کوفہ میں ایک نہر کوثار نامی کے کنارے بنائی گئی اور وُہ قریۂ قنطانا میں تھی۔ اُس منجنیق کو شیطان نے بنایا اور جب ابراہیمؑ کو منجنیق میں بٹھایا تاکہ آگ میں ڈالیں۔ جبرائیلؑ آئے اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَآ اِبْرَاھِیْمُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ کیا آپ کی کوئی حاجت ہے؟

فرمایا تم سے نہیں۔ اس وقت خدا نے آگ سے خطاب فرمایا کہ سرد ہو جا۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب ابراہیمؑ کے لیے آگ روشن کی گئی تمام زمین کے جانوروں نے خدا سے شکایت کی اور اجازت طلب کی کہ آگ کو برطرف کر دیں خدا نے سوائے مینڈک کے کسی کو اجازت نہ دی۔ دو تہائی آگ جل گئی ایک تہائی رہ گئی۔

دُوسری حدیث میں پشہ کی حکمت کے بارے میں فرمایا کہ خدا نے اس کو بعض طائروں کی روزی قرار دیا ہے لیکن خود اُس نے سرکش پشہ نمرود کو ذلیل کیا جس نے کہ خدا سے سرکشی کی تھی اور اس کی پروردگاری سے انکار کیا تھا۔ اس نے اُس پر سب سے کمزور مخلوق کو مسلط کیا تاکہ اُسے اپنی قدرت و عظمت دکھلا دے۔ پس اُس نے اس پشہ کی ناک میں داخل ہو کر اُس کو مار ڈالا۔

حضرت امیر المومنینؑ سے معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ چہار شنبہ کے روز ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا اور اُسی روز نمرود پر پشہ کو مسلط کیا گیا [1]

اکثر مؤرخوں اور بعض مفسّروں نے ذکر کیا ہے کہ آگ سے نجات کے بعد ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کو دینِ حق کی دعوت دی۔ اُس شقی نے کہا کہ میں تمہارے خدا سے جنگ کروں گا۔ اور ایک دن مقرر کیا۔ اس روز نمرود بے شمار لشکر لے کر میدان میں آیا۔ ابراہیمؑ تنہا اس کے مقابلہ میں کھڑے ہوئے یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے اتنے مچھروں کو بھیجا جن سے فضا تاریک ہو گئی اور وُہ لشکر والوں پر حملہ آور ہوئے اور ان کے سر اور ناک میں لپٹ گئے یہاں تک کہ سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ نمرود بھی خجل اور منفعل واپس آیا لیکن پھر بھی ایمان نہ لایا۔ تو خدا نے ایک کمزور مچھر کو حکم دیا کہ اُس کے دماغ میں گھس جائے۔ وُہ اس کے دماغ میں جا کر اس کا مغز کھانے لگا۔ وُہ اس قدر بے چین ہُوا کہ چند آدمیوں کو مقرر کیا کہ گُرز ہائے گراں سے اُس کے سر پر ماریں کہ شاید اس سے اس کے اضطراب میں تسکین ہو۔ اسی حالت میں چالیس سال گزرے اور وُہ ایمان نہ لایا بالآخر جہنّم واصل ہُوا۔

بسند ہائے معتبر حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے منقول ہے کہ جہنّم میں ایک وادی ہے جس کو سقر کہتے ہیں جس روز سے کہ خدا نے اس کو پیدا کیا ہے اُس نے سانس نہیں لی ہے اگر خدا اس کو اجازت دیدے کہ سُوئی کے سوراخ کے برابر سانس لے تو یقیناً رُوئے زمین

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ان احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ نمرود اور پشہ کا قصہ صحیح ہے لیکن اس کی تفصیل کسی معتبر حدیث میں نظر سے نہیں گزری۔ ۱۲ منہ



پر جو کچھ ہے سب کو جلا دے۔ اس وادی کی گرمی، بدبُو اور نجاست و عذاب سے جو حق تعالیٰ نے اس میں رہنے والوں کے لئے مہیّا کیا ہے اہل جہنّم بھی پناہ مانگتے ہیں۔ اس میں ایک پہاڑ ہے جس کی حرارت و گندگی و نجاست سے جو خدا نے اس میں رہنے والوں کے لیئے پیدا کیا ہے اس وادی والے پناہ مانگتے ہیں۔ اس پہاڑ میں ایک درّہ ہے جس کی حرارت و نجاست و گندگی سے جو خدا نے اس میں رہنے والوں کے لئے تیار کیا ہے پہاڑ والے پناہ مانگتے ہیں۔ اس درّہ میں ایک کنواں ہے کہ درّہ والے اس کی گرمی و بدبُو اور عذابوں سے جو خدا نے اُس میں رہنے والوں کے لیئے پیدا کیا ہے پناہ مانگتے ہیں۔ اس کنویں میں ایک سانپ ہے کہ تمام کنویں والے اس سانپ کی خباثت زہر وغیرہ سے جو خدا نے اس میں پیدا کیا ہے پناہ مانگتے ہیں۔ اس سانپ کے شکم میں سات صندوق ہیں جس میں گذشتہ اُمتوں میں سے پانچ اشخاص ہوں گے۔ قابیل جس نے ہابیلؑ کو قتل کیا، نمرود جس نے ابراہیمؑ کے ساتھ خدا کے بارے میں تکرار کی کہ میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔ فرعون جس نے کہا کہ مَیں تمہارا بڑا خدا ہوں۔ یہودا جس نے یہودیوں کو گمراہ کیا اور پولس جس نے نصاریٰ کو گمراہ کیا۔ اور دُو اشخاص اس اُمّت کے ہوں گے۔

بسندِ معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا، آپؑ نے ہمارے حق کے ساتھ دُعا کی تو خدا نے اُن پر آگ کو سرد و سلامت کر دیا۔

بسند ہائے معتبر حضرت امام محمّد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام سے منقول ہے کہ جس روز حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا اُن کی یہ دُعا تھی۔ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ یَا مَنْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللہِ۔ حق تعالیٰ نے آگ کو وحی کی کہ ابراہیمؑ پر سرد اور باعثِ سلامتی ہو جا۔ پس تین روز تک دُنیا میں کوئی آگ سے حرارت حاصل نہ کر سکا اور پانی تک گرم نہ ہُوا۔ نمرود کے لیئے ایک بُلند عمارت بنائی گئی تھی۔ تین روز کے بعد وُہ آزر کے ساتھ اس عمارت پر آیا اور آگ میں دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام ایک سبز باغ میں بیٹھے ہُوئے ایک ضعیف آدمی کے ساتھ گفتگو کر رہے ہیں۔ نمرود نے آزر سے کہا کہ کس قدر گرامی ہے تیرا فرزند اپنے پروردگار کے نزدیک۔ پھر نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے شہر سے چلے جاؤ ایک شہر میں میرے ساتھ نہ رہو۔

بسندِ موثق حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب یوسفؑ نمرود کے پاس گئے اُس نے کہا ابراہیمؑ تمہارا کیا حال ہے۔ فرمایا میں ابراہیم نہیں ہوں بلکہ یوسفؑ پسر یعقوبؑ پسر اسحٰقؑ پسر ابراہیمؑ ہوں۔ وُہ وُہی نمرود تھا جس نے ابراہیمؑ سے اُن کے پروردگار کے بارے میں تکرار کی تھی۔ وُہ

چار سو سال جوان رہا۔

بسند معتبر حضرت امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ جب ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے، جبرئیلؑ اُن کے لیئے بہشت سے ایک پیراہن لائے اور اُن کو پہنایا اس سبب سے آگ برطرف ہوگئی اور آپ کے گرد درخت نرگس روئیدہ ہوگیا۔ وہی پیراہن حضرت یوسفؑ کے پاس تھا جس کو انہوں نے جب مصر میں نکالا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُس کی بُو دن میں سُونگھی اور فرمایا کہ یوسفؑ کی بُو آرہی ہے [1]

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جس روز بُتوں کو توڑا وُہ نوروز کا دن تھا۔ امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں مذکور ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ خدا نے بحق محمدؐ و آل محمدؐ نوحؑ کو سختی اور شدید غم سے نجات دی۔ اُنہی کی برکت سے ابراہیمؑ پر آگ کو سرد و باعث سلامتی قرار دیا اور اُس میں اُن کو کُرسی اور ایسے نرم بستر پر متمکن فرمایا کہ اُس کے مثل اُس شیطان بادشاہ نے نہ دیکھا تھا اور نہ دُنیا میں کسی بادشاہ کو میسّر ہُوا تھا۔ اور خدا نے اُس آگ میں درختانِ سبز خوش منظر، پھول اور شگوفے اور سبزے ایسے پیدا کیئے جو چاروں فصلوں میں نہیں میسّر آتے۔

حدیث معتبر میں حضرت امیرالمومنین سے منقول ہے کہ جب نمرود نے چاہا کہ آسمان کا حال دریافت کرے چار کرگس گرفتار کیئے اور اُن کی تربیّت کی۔ اور لکڑی کا ایک صندوق بنایا۔ اس میں ایک شخص کو بٹھایا۔ اور کرگسوں کو چند روز بھوکا رکھا۔ پھر اُس صندوق کے پایہ سے باندھ دیا۔ اور صندوق کے بیچ میں ایک لکڑی لگا کر اس میں گوشت لٹکایا تو وُہ بھوکے کرگس گوشت کھانے کی کوشش میں اُڑے اور تابوت کو مع اُس مَرد کے آسمان کی جانب لے گئے اور اس قدر بُلند کیا کہ اُس نے جب زمین کی جانب دیکھا پہاڑ مثل مورچہ کے معلوم ہونے لگے اور آسمان کو دیکھا تو وُہ اتنا ہی بُلند نظر آیا۔ پھر ایک زمانہ کے بعد زمین کی جانب نگاہ کی تو پانی کے سوا کچھ نہ معلوم ہُوا اور جب آسمان کو دیکھا وُہ اتنا ہی بلند تھا جیسا کہ پہلے دکھائی دیتا تھا۔ پھر ایک مدّت تک اُوپر چلے گئے۔ پھر جب زمین کو دیکھا کچھ نہ دکھائی دیا۔ آسمان کو دیکھا تو وُہ اُتنا ہی بُلند تھا۔ آخر تاریکی میں پڑ گیا کہ نہ آسمان دکھائی دیتا تھا نہ زمین۔ اُس کو خوف ہُوا اور گوشت کو تابوت کے نیچے لٹکا دیا۔ کرگسوں نے

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ ان احادیث میں کوئی منافات نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ یہ سب واقع ہُوا ہو۔ اور ابراہیمؑ نے ان دُعاؤں کو پڑھا ہو اور رسولؐ خدا اور ائمہؑ طاہرین کو شفیع قرار دیا ہو اور حق تعالیٰ نے ان کے لیئے پیراہن اور انگوٹھی بھیجی ہو اور آگ سے بَرْدًا وَّ سَلَامًا فرمایا۔ ۱۲ منہ۔



سر نیچے کیا اور زمین پر آئے [1]

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا محلّ ولادت کوثاربا تھا جو کوفہ کے مقامات میں سے تھا۔ آپ کے باپ بھی وہیں کے رہنے والے تھے۔ آپ کی ماں اور لوطؑ کی والدہ دونوں بہنیں تھیں یعنی سارہ اور ورقہ۔ یہ دونوں لاحج کی بیٹیاں تھیں جو عذاب الٰہی سے ڈرانے والے پیغمبر تھے لیکن رسول نہ تھے۔ ابراہیمؑ ابتدائے طفولیت میں اسی فطرت پر تھے جس پر کہ حق تعالےٰ نے تمام انسانوں کو خلق فرمایا ہے یہاں تک کہ خدا نے اپنے دین کی جانب اُن کی ہدایت فرمائی اور ان کو برگزیدہ فرمایا اور ابراہیمؑ نے اپنی خالہ کی بیٹی سارہ کو تزویج کیا اور اپنے نکاح میں لائے۔ سارہ فارغ البال تھیں۔ ان کے پاس بہت زمینیں اور مویشی تھے۔ آپ نے اپنے تمام اموال حضرت ابراہیمؑ کو بخش دیئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے کوشش کرکے تمام چیزوں کی اصلاح کی۔ مویشیوں اور زراعت میں ترقی ہُوئی اس حد تک کہ کوثاربا میں کسی کا حال اُن سے بہتر نہ تھا۔ جب حضرت ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے اور صحیح وسلامت اس میں سے واپس آگئے اور نمرود کو معلوم ہُوا تو اس نے حکم دیا کہ ابراہیمؑ کو اس شہر سے نکال دیں اور اُن کے تمام مویشی اور سامان، مال و دولت سب ضبط کرلی جائے۔ ابراہیمؑ نے اُن پر حجّت قائم کی کہ اگر ہمارے مویشی اور مال لیئے لیتے ہو تو میری وُہ عمر مجھ کو واپس دو جسے میں نے ان کے حاصل کرنے میں صرف کیا ہے۔ یہ معاملہ آخر کار قاضی کے پاس پیش کیا گیا۔ قاضی نے فیصلہ کیا کہ ابراہیمؑ نے جو کچھ ان کے مُلک میں حاصل کیا ہے ان سے لے لیا جائے اور ان کے ملک میں جو ان کی عمر صرف ہوئی ہے اُن کو واپس دے دی جائے۔ جب یہ قضیہ نمرود سے بیان کیا گیا اس نے حکم دیا کہ ابراہیمؑ کے مال واسباب ان کو دے کر ان کو اس شہر سے نکال دو کیوں کہ اگر وُہ تمہارے شہر میں رہیں گے تو تمہارے دین کو فاسد کردیں گے اور تمہارے خداؤں کو ضرر پہنچائیں گے۔ غرض ابراہیمؑ اور لوطؑ کو اپنے ملک سے شام کی جانب نکال دیا۔ ابراہیمؑ لوطؑ اور سارہ کو لے کر چلے گئے اور کہا۔ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ۔ (آیت ۹۹ سورۃ الصّٰفّٰت پ۲۳) میں اپنے پروردگار کی طرف یعنی بیت المقدس جا رہا ہوں وُہ عنقریب میری راہبری کرے گا۔ پھر ابراہیمؑ نے ایک صندوق بنا کر اس میں سارہ کو بٹھایا اور اپنے تمام مال اور مویشی کو لے کر روانہ ہوئے۔ نمرود کے ملک سے نکل کر ایک

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ مورخوں میں مشہور یہ ہے کہ نمرود خود بھی اسی تابوت میں اپنے ایک مصاحب خاص کے ساتھ بیٹھا تھا۔ ۱۲ منہ

قبطی کے ملک میں داخل ہوئے جس کو عرارہ کہتے تھے۔ چنگی لینے والوں نے روکا اور اُن میں سے ایک شخص نے آکر ابراہیمؑ کے اموال کا محصول لینا شروع کیا۔ جب نوبت صندوق کی آئی اس نے کہا اس صندوق کو کھولو تاکہ اس میں جو کچھ ہے اس کا محصول بھی لیا جائے ابراہیمؑ نے فرمایا اس صندوق کے اندر طلا و نقرہ ہے جو کچھ چاہو سمجھ کر حساب کرلو اور اس کا محصول لے لو لیکن صندوق کو نہ کھولو۔ اُس نے کہا جب تک صندوق نہ کھولا جائے گا اُس کا حساب نہیں ہوسکتا۔ آخر اُس نے بہ جبر صندوق کھولا، اس میں ایک نہایت حسین و جمیل عورت یعنی سارہ نظر آئیں۔ پُوچھا کہ یہ عورت تم سے کیا رشتہ رکھتی ہے؟ فرمایا کہ یہ میری حرمت اور میری خالہ کی دختر ہے۔ اُس نے کہا کیوں اس کو صندوق میں بند کر رکھا ہے؟ ابراہیمؑ نے کہا اس کی غیرت کے لیئے تاکہ کوئی اس کو نہ دیکھ سکے۔ اس نے کہا جب تک میں یہ حال بادشاہ سے نہ بیان کرلوں تم کو نہ جانے دوں گا۔ پھر بادشاہ کے پاس ایک قاصد بھیجا جس نے حقیقت حال عرض کی۔ بادشاہ نے چند لوگوں کو بھیجا کہ صندوق اُٹھا لائیں۔ ابراہیم علیہ السّلام بھی ساتھ چلے اور فرمایا کہ میں صندوق سے جُدا نہ ہوں گا جب تک کہ میرے جسم میں جان باقی ہے۔ جب بادشاہ کو یہ اطلاع دی گئی اُس نے حکم دیا کہ ابراہیمؑ کو بھی تابُوت کے ساتھ حاضر کرو۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السّلام کو مع تابوت اور اُن کے تمام سامان کے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ نے ابراہیمؑ سے کہا کہ تابوت کو کھولو۔ آپ نے فرمایا اس میں میری خالہ کی دختر اور میری حرمت ہے میں اپنا تمام مال اس کے عوض دینے کو تیار ہوں مگر اس صندوق کو نہ کھولو۔ بادشاہ نے بہ جبر صندوق کو کھولا۔ جب جناب سارہ کا حسن و جمال مشاہدہ کیا ضبط نہ کرسکا اور ہاتھ اُن کی طرف بڑھایا۔ ابراہیمؑ نے اُس طرف سے مُنہ پھیر لیا اور کہا خداوندا میری خالہ کی دختر کی حرمت سے اس کے ہاتھ کو باز رکھ۔ بادشاہ کا ہاتھ خشک ہوگیا اور وُہ سارہ کی طرف نہ بڑھا سکا اور نہ اپنی طرف واپس لاسکا۔ بادشاہ نے ابراہیمؑ سے کہا کہ تمہارے خدا نے ایسا کیا؟ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا ہاں! میرا خدا صاحب غیرت ہے اور حرام کو دشمن رکھتا ہے۔ چونکہ تُو نے حرام کا ارادہ کیا تھا اس لیئے تیرے اور تیرے ارادہ کے درمیان مانع ہُوا۔ اُس نے کہا اپنے خدا سے کہو کہ میرا ہاتھ میری طرف واپس کردے میں پھر متعرض نہ ہوں گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے کہا خداوندا اس کا ہاتھ اُس کی طرف واپس کردے تاکہ پھر میری حرمت سے متعرض نہ ہو۔ خدا نے اُس کا ہاتھ اُس کی طرف پھیر دیا۔ پھر جب سارہؑ کی جانب نظر کی ضبط نہ کرسکا اور ہاتھ اُن کی طرف بڑھایا پھر ابراہیمؑ نے غیرت سے مُنہ پھیر لیا اور دُعا کی، اُس کا ہاتھ خشک ہوگیا اور جناب سارہ تک نہ پہنچ سکا۔ بادشاہ نے کہا تمہارا پروردگار بہت صاحب غیرت ہے اور تم بہت غیور ہو۔ اچھا اپنے خدا سے دُعا کرو کہ میرا ہاتھ میری طرف واپس کردے۔ اگر تمہاری دُعا قبول کرلے گا



میں پھر ایسی حرکت نہ کروں گا۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا اس شرط سے دُعا کروں گا کہ اگر پھر تُو ایسا کرے تو مجھ سے دُعا کے لیئے نہ کہنا۔ اس نے کہا اچھا۔ ابراہیمؑ نے دُعا کی کہ خداوندا اگر یہ سچ کہتا ہے، اس کا ہاتھ واپس کردے۔ تو اُس کا ہاتھ واپس ہوگیا۔ جب بادشاہ نے یہ حالات دیکھے اس کے دل میں حضرت ابراہیمؑ کا رُعب پیدا ہوگیا۔ اور اُس نے آنحضرتؑ کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور کہا کہ تم بے خوف رہو تمہاری حرمت یا تمہارے اموال سے اب تعرض کروں گا۔ جس جگہ مزاج چاہے جاؤ۔ لیکن تم سے میری ایک حاجت ہے۔ ابراہیم علیہ السّلام نے پُوچھا وُہ کونسی حاجت ہے؟ کہا میرے پاس حسین و جمیل اور عاقل و دانا ایک کنیز ہے میں اُسے سارہؑ کی خدمت کے لیئے دینا چاہتا ہوں۔ آپؑ نے منظور فرمایا۔ اُس نے ہاجرہؑ مادرِ اسمٰعیلؑ کو سارہؑ کو عطا کیا اور ابراہیمؑ اپنے اہل و اموال کے ساتھ روانہ ہُوئے۔ بادشاہ بھی ان کی تعظیم و مہابت سے اُن کی مشایعت کے لیئے اُن کے پیچھے چلا۔ خدا نے ابراہیمؑ کو وحی کی کہ کھڑے ہوجاؤ اور اُس بادشاہ کے آگے جس پہ قابو پاچکے ہو راستہ نہ چلو بلکہ اس کو آگے کرو اُس کے پیچھے چلو اور اس کی تعظیم کرو۔ کیونکہ وہ بادشاہی کے باوجود مغلوب اور ناچار ہے خواہ نیکوکار ہے یا بدکار۔ یہ سُن کر ابراہیمؑ کھڑے ہوگئے اور بادشاہ سے کہا کہ آگے چلو کیوں کہ میرے خدا نے اس وقت مجھ پر وحی کی کہ تمہاری تعظیم کروں اور تم کو مقدم رکھوں، اور تمہارے پیچھے چلوں تمہاری جلالت کے سبب سے۔ بادشاہ نے پوچھا کیا واقعی تمہارے خدا نے ایسی وحی کی ہے؟ ابراہیمؑ نے کہا ہاں۔ اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارا خدا صاحب رفق و مدارا، بردبار اور صاحب کرم ہے۔ تم نے اپنے دین کی طرف مجھے راغب کرلیا۔ پھر بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو رخصت کیا اور وہ روانہ ہُوئے۔ شہر شام میں پہنچ کر ٹھہرے اور لوطؑ کو اس کے مضافات ہی میں چھوڑ دیا۔ جب ایک مدّت گزر گئی اور کوئی فرزند نہ پیدا ہُوا تو ابراہیمؑ نے سارہؑ سے کہا کہ اگر مناسب سمجھو تو ہاجرہ کو میرے ہاتھ فروخت کردو شاید خدا کوئی فرزند کرامت فرمائے جو کہ میرا قائم مقام ہو۔ غرض سارہؑ سے ہاجرہؑ کو خرید فرمایا اور اُن سے حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام پیدا ہُوئے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ شام کے ایک شخص نے امیرالمومنینؑ سے قولِ خدا۔ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۔ کی تفسیر دریافت کی۔ فرمایا کہ قیامت میں جو اپنے باپ سے دوری چاہے گا وُہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام ہوں گے [1]

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ اس فصل میں چند اشکال ہیں جن کی تفصیل میں نے بحارالانوار میں تحریر کی ہے لیکن اس جگہ اس کا اشارہ کردینا بھی ضروری ہے۔ اوّل یہ کہ آیات و احادیث کے (باقی بر صفحہ ۲۲۸)

(بقیہ از صـ۲۲۷) ظاہری معنی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آزر ابراہیمؑ کا باپ تھا اور یہی عامّہ میں مشہور بھی ہے۔ لیکن علمائے شیعہ میں یہ مشہور ہے بلکہ ان کا اجماع ہے کہ آزر ابراہیمؑ کا باپ نہ تھا بلکہ ان کے والد تارخ تھے اور وہ مسلمان تھے۔ اور اکابرِ علماء کے ایک گروہ نے علمائے امامیہ کے اجماع کا دعوےٰ اس پر کیا ہے اور بہت سی حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں کہ آدمؑ سے حضرت رسولؐ اکرم تک تمام انبیاء و مرسلین کے باپ مسلمان تھے اور سب کے سب انبیاء و اوصیا تھے۔ اور چونکہ ابراہیمؑ آنحضرتؐ کے جد بزرگ تھے، لہٰذا اُن کے والد کو بھی مسلمان ہونا چاہیئے۔ اربابِ نسب کا بھی اسی پر اتفاق ہے کہ آنحضرت علیہ السّلام کے والد تارخ تھے۔ لہٰذا قرآن مجید اور اکثر حدیثوں میں جو آزر کو باپ کہا گیا ہے وُہ مجاز کے طور پر ہے کیونکہ وہ آنحضرتؑ کا چچا تھا۔ اور عرب میں یہ رواج ہے کہ چچا کو باپ کہتے ہیں۔ یا نانا تھا اور مشہور ہے کہ نانا کو بھی باپ کہتے ہیں، یا آنحضرتؑ کا چچا ہی رہا ہو اور تارخ کی وفات کے بعد اُن کی والدہ سے عقد کیا ہو۔ اور آنحضرتؑ کی تربیت کی ہو، اسی سبب سے اس کو باپ کہا گیا ہے۔ اور بعض حدیثیں جو قابلِ تاویل نہیں ہیں ممکن ہے کہ وُہ تقیہ پر محمول ہوں۔ دُوسرے یہ کہ حق تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے قصّہ میں فرمایا ہے فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ (آیت ۸۸، ۸۹ سُورۃ والصّفت پ۲۳) جس کا مضمون حدیث کے موافق یہ ہے کہ جب اُن کی قوم نے عید گاہ جانا چاہا ابراہیمؑ نے ستاروں پر نظر کی اور کہا میں بیمار ہوں اور اُن لوگوں کے ساتھ نہ گئے؛ اور پھر ان بتوں کو توڑا۔ یہ کلام کس وجہ سے تھا۔ آیا سچ تھا یا جھوٹ۔ بعضوں نے کہا ہے کہ آنحضرتؑ کو باری کا بخار عارض ہوتا تھا اس لئے ستاروں پر نظر کر کے کہا کہ یہ میری توبہ کا وقت ہے مجھے بخار آئے گا اور میں باہر نہیں آسکوں گا۔ اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ چونکہ وُہ لوگ منجّم تھے، حضرت ابراہیمؑ نے بھی اُن کے طریقہ کے موافق ستاروں کو دیکھ کر فرمایا کہ میں بیمار ہوں گا یا واقعہ یا برسبیل مصلحت و عذر فرمایا۔ اور ایسا کلام جو خلافِ واقع ہوتا ہے برسبیلِ مصلحت کہا جاتا ہے۔ توریہ کے طور پر اُس میں صحیح بات کا ارادہ ہوتا ہے۔ وُہ جھوٹ نہیں ہوتا اور جائز ہے۔ بلکہ بہت سے مقامات پر اپنے نفس یا اپنے مال یا اپنی غرض یا دُوسری معقول ضرورت کی حفاظت کے لیئے واجب ہوتا ہے۔ اور بعض لوگوں نے کہا ہے، کہ آنحضرتؑ نے جب ستاروں پر نظر کی جو صانع کی وحدت و صفاتِ کمالیہ کے وجود پر دلالت کرتے ہیں۔ اور اپنی قوم کو دیکھا کہ ستاروں اور بتوں کی پرستش کرتے ہیں تو فرمایا کہ میرا دل بیمار ہے اور اپنی قوم کی ضلالت سے مجھے اندوہ و غم ہے۔ اور بہت سی معتبر حدیثوں کا ظاہر یہ ہے کہ یہ کلام مصلحت کے سبب سے تھا جس کی وجہ مذکور ہوئی یا یہ ہو کہ حضرتؑ نے توریہ فرمایا جس کے ظاہری مفہوم کی وجہ سے لوگوں نے معنیٰ نہ سمجھا۔



اور آنحضرت علیہ السلام کی واقعی غرض صحیح تھی۔ چنانچہ حدیث معتبر میں منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت صادقؑ سے پُوچھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے کس طرح کہا کہ میں بیمار ہوں؟ فرمایا کہ وُہ بیمار نہ تھے اور آپ نے جھُوٹ بھی نہیں کہا۔ اُن کی غرض یہ تھی کہ میں اپنے دین میں بیمار ہوں اور دینِ حق کی تلاش کرتا ہوں یا اس کا علاج طلب کرتا ہوں تاکہ دینِ باطل کو زائل کر دوں اور دوسری روایت میں وارد ہوا ہے؛ یعنی میں بیمار ہوں گا۔ اور جو شخص کہ مرنے کی حالت میں مجبور ہے وُہ بیماری کی حالت میں بھی مجبور ہوتا ہے۔ اور دُوسری روایت میں ہے کہ حضرتؑ نے جب نجوم میں اُس علم کے ذریعہ سے جو خدا نے آپ کو عطا فرمایا تھا نظر کی اور واقعہ کربلا اور شہادتِ امام حسین علیہ السلام سے مطلع ہوئے فرمایا کہ میں بیمار ہوں۔ یعنی میرا دل غمگین و بیمار ہے اس واقعہ کے لیئے۔ تیسرے یہ کہ جب ثابت ہو چکا کہ پیغمبرانِ خدا ابتدائے عمر سے آخر عمر تک معصوم ہیں تو جس وقت کہ آپ نے زہرہ و مشتری اور آفتاب و ماہتاب کو دیکھا کہ اُن کی قوم اُن کی پرستش کرتی تھی تو فرمایا هٰذَا رَبِّيْ۔ یہ میرا پروردگار ہے، اور یہ بات بظاہر کفر ہے۔ یہ قول کیا معنی رکھتا ہے۔ اس شبہہ کا چند طریقہ پر جواب ہو سکتا ہے۔ اول یہ کہ یہ ایسی بات ہوتی ہے جو اپنے نفس سے غور و خوض کے موقع پر کی جاتی ہے۔ چنانچہ کوئی شخص کسی مسئلہ میں غور کرتا ہے تو ایک شق کو سامنے رکھ کر خیال کرتا ہے کہ اگر ایسا ہوگا تو پھر ایسا ہوگا۔ اور اس کے بعد فکر کرتا ہے جس سے اُس کا صحیح اور باطل ہونا ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور حضرت صادقؑ کی حدیث اس کی تائید کرتی ہے کہ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا ابراہیم علیہ السّلام خدا کے سوا (ستاروں کو) هٰذَا رَبِّيْ کہنے سے (معاذاللہ) کافر ہوگئے فرمایا کہ اگر آج کوئی شخص ایسی بات کہے تو کافر ہو جائے گا۔ لیکن ابراہیمؑ سے شرک نہیں ہُوا کیوں کہ وُہ اپنے پروردگار کی تلاش میں تھے یعنی دُوسروں کو سمجھانا چاہتے تھے۔ اور دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ابراہیمؑ کے سوا کوئی شخص اگر دینِ حق کی جستجو اور فکر میں ایسی بات کہے تو وہ ابراہیمؑ کے ایسا ہے۔ اور اس وجہ پر بہت سی حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ وجہ دوم یہ کہ یہ ایسی بات تھی جس سے بظاہر تصدیق کا خیال ہوتا ہے لیکن مراد فرض اور تقدیر سے تھی۔ اور حضرتؑ نے مصلحت کی بنا پر ایسا فرمایا تھا۔ کیوں کہ اگر پہلے ہی انکار کر دیتے تو قوم آپ سے متنفر ہو جاتی اور آپ کی حجت قبول نہ کرتی۔ اس لیئے ابتداء میں اُن سے موافقت کی اور یہ بات فرمائی۔ غرض یہ تھی کہ اگر فرض کر لوں کہ میرا پروردگار یہ ہے تو ہو سکتا ہے اس کے بعد استدلال کیا کہ نہیں ہو سکتا، اور اُن پر حجّت تمام کی۔ اور اس

وجہ کی مؤید حضرت صادقؑ کی وُہ حدیث ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا وہ کلام دراصل ابراہیمؑ کا نہ تھا بلکہ دُوسرے جو کہتے تھے ان کی نقل تھی۔ وجہ سوم یہ کہ آپ کا یہ قول سوال کے طریقہ پر تھا اور سوال یا حقیقۃً کسی چیز کے دریافت کرنے کے لئے ہوتا ہے یا کبھی انکار کے طریقہ پر۔ یعنی کیا تم کہتے ہو کہ یہ میرا پروردگار ہے جیسا کہ معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ مامون نے امام رضاؑ سے اسی آیت کی تفسیر دریافت کی فرمایا کہ اُس وقت تین جماعت تھی۔ ایک زہرہ کی پرستش کرتی تھی، ایک ماہتاب کی اور ایک آفتاب کی۔ جس وقت ابراہیمؑ غار سے باہر آئے تھے جس میں کہ آپ کو ولادت کے وقت سے پوشیدہ رکھا تھا۔ رات کی تاریکی پھیل گئی تھی۔ آپ نے زہرہ کو دیکھا تو اقرار و تصدیق کی بنا پر نہیں بلکہ انکار کے طور پر فرمایا کہ یہ میرا پروردگار ہے۔ جب ستارہ غروب ہوگیا کہا میں غروب ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا کیوں کہ پوشیدہ ہونا اور غروب ہونا حادث کی صفت ہے قدیم واجب الوجود بالذات کی صفت نہیں ہے۔ پھر نورانی چاند کو طالع دیکھا تو انکار و خبر دینے کے طریقہ سے کہا کہ یہ میرا پروردگار ہے۔ جب وُہ بھی غروب ہو گیا تو فرمایا اگر میرا پروردگار میری ہدایت نہ کرتا تو یقیناً میں گمراہ ہو جاتا۔ امامؑ نے فرمایا یعنی اگر خدا میری ہدایت نہ کئے ہوتا میں گمراہوں کی جماعت سے ہو جاتا۔ پھر جب صبح ہُوئی اور آفتاب طلوع ہُوا، انکار کے طور پر اور آگاہ کرنے کے طریقہ سے اور خبر دینے اور اقرار کرنے کے سوال کے طریقہ سے فرمایا کہ یہ میرا پروردگار ہے۔ یہ زہرہ اور چاند سے بڑا ہے، جب آفتاب غروب ہوگیا تینوں گروہوں سے جو زہرہ چاند اور آفتاب کی پرستش کرتے تھے فرمایا کہ اے میری قوم والو جو کچھ تم خدا کا شریک قرار دیتے ہو میں اُس سے بیزار ہوں۔ میں نے تو اپنا مُنہ جان اور دِل اُس خدا کی طرف کر لیا ہے جو آسمانوں اور زمینوں کو عدم سے وجود میں لایا میں خدا کے لئے خالص اور تمام باطل دینوں سے متنفر ہوں اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ ممکن ہے ابراہیمؑ کی غرض جو کچھ آپ نے پہلے کہا اس سے یہ ہو کہ ان سب دینوں پر ان کے دین کا باطل ہونا ظاہر ہو جائے اور آپ ان پر یہ ثابت کردیں کہ اُس چیز کا پُوجنا سزاوار اور مناسب نہیں جو زہرہ، ماہتاب اور آفتاب کے ایسی صفت رکھتی ہو، بلکہ اُس کی پرستش کرنا چاہیئے جس نے ان سب کو آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے۔ اور یہ حجت جو آپ نے اپنی قوم پر تمام کی ان حجتوں میں سے تھی جن کو خدا نے آپ کو الہام فرمایا تھا۔ اور عطا کیا جیسا کہ خدا نے اس قصّہ کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ یہ وُہ حجت ہے جو میں نے ابراہیمؑ کو ان کی قوم پر عطا کی۔ مامون نے کہا یا بن رسول اللہ



خدا آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے میرے دل کی گرہ کھول دی۔

دُوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نمرود پسر کنعان کے زمانہ میں پیدا ہُوئے اور چار نفر تمام روئے زمین کے بادشاہ ہُوئے دو مومن سلیمانؑ و ذوالقرنینؑ اور دو کافر۔ نمرود اور بخت نصر۔ اور لوگوں نے نمرود کو آگاہ کیا تھا کہ امسال ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تجھ کو اور تیرے دین اور بتوں کو ہلاک و برباد کرے گا۔ یہ معلوم کرکے اُس نے عورتوں پر قابلہ عورتوں کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ جو لڑکا اُس سال میں پیدا ہو اُس کو مار ڈالو۔ ابراہیمؑ کی والدہ بھی اُسی سال حاملہ ہوئیں۔ خدا نے اُن کے حمل کو بجائے شکم کے اُن کی پُشت میں قرار دیا۔ جب وُہ پیدا ہُوئے اُن کی ماں نے زمین کے نیچے ایک غار میں اُن کو چھپا دیا اور اُس کا مُنہ بند کر دیا۔ وہ بڑے ہوئے اُن کا بڑا ہونا دوسرے بچوں کے مانند نہ تھا۔ اُن کی والدہ کبھی کبھی اُن کو دیکھ آیا کرتی تھیں۔ غرض ابراہیمؑ جب زمین کے نیچے سے نکلے اُن کی نگاہ پہلے زہرہ پر پڑی کہ اس سے بہتر ستارہ آپ نے نہ دیکھا تھا کہا یہ میرا پروردگار ہے۔ پھر تھوڑی ہی دیر میں چاند نکلا۔ جب ابراہیم علیہ السّلام نے اُس کو دیکھا کہا یہ بہت بڑا ہے یہ میرا پروردگار ہے۔ جب وہ غروب ہوگیا فرمایا میں غروب ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ پھر صبح کے وقت آفتاب نکلا تو کہا یہ میرا پروردگار ہے یہ ان سب سے بڑا ہے۔ جب آفتاب بھی غروب ہوگیا تو ہر ایک کی طرف سے رُخ پھیر کر خدائے عالمیان کی جانب کیا۔ یہ حدیث سابقہ تمام وجہوں کا احتمال رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ دوسری وجہیں بھی ہیں جن کو میں نے بحار الانوار میں ذکر کیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کا استدلال ستارہ کے غروب ہونے پر کہ وُہ خدائی کے قابل نہیں ہے اس اعتبار سے ہے کہ چونکہ ستاروں سے طلوع کے وقت ایک نُور اور روشنی ساطع ہوتی ہے لیکن جب وہ غروب ہونے لگتے ہیں تو روشنی بہت کم ہو جاتی ہے۔ اور جب غروب ہو جاتے ہیں تو نور کا اثر اور روشنی بالکل زائل ہو جاتی ہے۔ لہذا طلوع کے وقت وُہ لوگ پرستش کرتے تھے۔ ابراہیمؑ نے اُن کے مذہب کے بطلان پر استدلال کیا اس طرح پر کہ جو چیز کہ کبھی نفع دیتی ہے اور کبھی اُس سے فائدہ نہیں حاصل ہوتا کبھی ظاہر ہوتی ہے اور کبھی پوشیدہ ہو جاتی ہے۔ وُہ پرستش کے قابل نہیں ہے۔ پرستش اس کی کرنا چاہیئے جس کے کمالات اور وجود کے فیض سے ہمیشہ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اور خیر کے حاصل کرنے میں وُہ کسی شرط سے مشروط نہیں ہے۔ اس کا ظہور اور ہویدا ہونا کسی وقت میں کسی وقت سے زیادہ نہیں ہے۔ یا اس اعتبار سے کہ جو حوادث سے مح

وُہ خود حادث ہے۔ یا حضرت کا استدلال اس اعتبار سے ہے کہ وُہ لوگ منجّم تھے اور ستارہ کی تاثیر اس کے طلوع کے وقت قوی جانتے تھے اور انحطاط اور غروب کے وقت کمزور جانتے تھے۔ لہٰذا حضرت نے یہ ثابت کیا کہ جس چیز میں عجز اور نقص ہوتا ہے وُہ صانع اشیاء نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ تمام عقلیں اس پر شہادت دیتی ہیں۔ اس کے علاوہ اس بارے میں اور بہت سی وجہیں ہیں جن کے ذکر کی گنجائش اس کتاب میں نہیں ہے۔ چہارم یہ کہ ابراہیمؑ نے یہ کیوں کہا کہ بتوں کو بڑے بُت نے توڑا ہے حالانکہ خود توڑا تھا، اور یہ دروغ ہے اور دروغ پیغمبروں کے لیئے جائز نہیں ہے۔ اس شبہہ کا بھی چند طرح سے جواب ہو سکتا ہے۔ اوّل یہ کہ ابراہیمؑ کا کلام ایک شرط سے مشروط تھا کیوں کہ آپ نے اس طرح فرمایا کہ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَاسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ۔ آیت ۶۳ سورۃ انبیاء پ۱۷۔ یعنی) اُن کے بڑے نے کیا ہے۔ تم اُن سے پُوچھ لو اگر وہ بولتے ہوں۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ اگر وُہ بات کر سکتے ہیں اور شعور رکھتے ہیں اور پرستش کے قابل ہیں تو اُن سے صادر ہوا لہٰذا اُن سے پُوچھو کہ کس نے یہ فعل کیا ہے۔ اس کلام سے اُن بتوں کی بہت ذلّت ہوئی کہ جو بول نہ سکتا ہو اُس کی طرف کسی فعل اور حرکت کی نسبت نہیں دی جا سکتی۔ اور جو کہ اپنی ذات سے نقصان کو دفع نہیں کر سکتا کس طرح معبُودیت کا سزاوار ہو سکتا ہے اور اُس سے کیونکر کسی نفع یا نقصان کی اُمید کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ حضرت صادقؑ سے معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ لوگوں نے اس آیت کی تفسیر دریافت کی حضرتؑ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ نے اپنے کلام کے آخر میں کہا کہ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ۔ اس کے معنی یہ ہُوئے کہ اگر وُہ بات کرتے ہیں تو ان کے بزرگ نے یہ فعل کیا ہے۔ اور بولتے نہیں تو یہ اس کا کام نہیں ہے۔ تو حضرت ابراہیمؑ نے جھُوٹ نہیں کہا۔ دُوسرے یہ کہ فعل کی نسبت اُن کے بڑے کو دینا مجاز کی صورت سے تھا چونکہ ابراہیمؑ کے نزدیک اُن کے توڑنے کا سبب یہ تھا کہ قوم اُن بُتوں کی تعظیم کرتی تھی۔ چونکہ بڑے بُت کی زیادہ تعظیم کرتی تھی لہٰذا اُن کے توڑنے میں وُہ بُت بہت زیادہ دخل رکھتا تھا اس لیئے اُس کی طرف نسبت دی۔ اور یہ عرب میں رائج ہے کہ فعل کو دُوسرے اسباب کے ساتھ فاعل کے علاوہ بھی نسبت دیتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ كَبِيْرُهُمْ ابتدائے کلام ہوگا اور فَعَلَهٗ کا فاعل مقدر یعنی کیا ہے جس نے کہ کیا ہے۔ اگر تم لوگ سچ کہتے ہو کہ یہ سب خدا ہیں تو اُن کا بڑا بُت موجود ہے اس سے پُوچھ لو کہ یہ فعل کس کا ہے (باقی بر صفحہ ۲۲۳)



## فصل سوم

ملکوتِ آسمان وزمین میں حضرت ابراہیمؑ کی سیر اور آپ کے علوم وغیرہ کا تذکرہ۔

حضرت امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں مذکور ہے کہ جناب رسُولؐ خدا نے فرمایا کہ جب ابراہیمؑ خلیل کو ملکوت آسمان میں بلند کیا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "ہم نے ابراہیمؑ کو ملکوت آسمان وزمین کی اس لیئے سیر کرائی کہ وُہ صاحبِ یقین تھے خدا نے ان کی آنکھوں کو قوی کیا جب کہ اُن کو آسمان پر بلند کیا اور انہوں نے زمین اور اُس کی ظاہر و پوشیدہ تمام چیزوں کو دیکھا (آیت ۷۵ سورۃ الانعام پ۷) حضرت ابراہیمؑ نے ایک مرد و عورت کو زنا کرتے ہوئے دیکھا، آپ نے نفرین کی کہ وُہ ہلاک ہو جائیں لہٰذا وُہ دونوں ہلاک ہو گئے۔ پھر دُو آدمیوں کو اسی حال میں دیکھا اور بددُعا کی وُہ بھی ہلاک ہو گئے۔ پھر ایک مرد و زن کو اسی طرح دیکھا پھر بددُعا کی وُہ بھی ہلاک ہو گئے۔ چوتھی مرتبہ پھر ایک جوڑے کو اسی گناہ میں مُبتلا دیکھا اور چاہا کہ بددُعا کریں کہ حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ اے ابراہیمؑ اپنی بددُعا کو میرے بندوں اور کنیزوں سے روکے رکھو بتحقیق کہ میں بخشنے والا مہربان اور جبّار و بُردبار ہوں۔ میرے بندوں کے گناہ مجھ کو ضرر نہیں پہنچاتے جس طرح کہ اُن کی عبادت فائدہ نہیں پہنچاتی۔ اور میں اُن کی سزا و تربیت اس طرح نہیں کرتا کہ جلد اپنے غضب سے اُن کا تدارک کر لوں جس طرح کہ تم کرتے ہو۔ لہٰذا اپنی دُعا میرے بندوں سے باز رکھو۔ بتحقیق کہ تم میرے بندوں کو میرے عذاب سے ڈرانے والے ہو میری بادشاہی میں شریک نہیں ہو نہ میرے بندوں پر حافظ و نگہبان اور شاہد ہو میں اپنے بندوں کے ساتھ تین طریقوں میں سے ایک اختیار کرتا ہوں۔ یا تو وُہ توبہ کرتے ہیں اور میں اُن کی توبہ قبول کرتا ہوں اور اُن کے گناہوں کو بخش دیتا ہوں اور اُن کے عیبوں کو پوشیدہ کر دیتا ہوں یا یہ کہ اپنے عذاب کو اُن سے روک دیتا ہوں اس لیئے کہ میں جانتا ہوں کہ اُن کے صلب سے چند مومن پیدا ہونے والے ہیں۔ لہٰذا کافر ماں باپ پر رحم و مہربانی کرتا ہوں اور عذاب کو

(بقیہ صفحہ ۲۲۲) چوتھے یہ کہ جھُوٹ وہ کلام ہے جو واقعہ کے خلاف اور کسی مصلحت سے خالی ہوتا ہے اور یہ بات حضرت ابراہیمؑ نے مصلحت سے فرمایا تاکہ اُن کو حجت میں عاجز کر دیں۔ چنانچہ معتبر حدیث میں منقول ہے کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ کسی پر جھُوٹ کا الزام نہیں ہوتا جب کہ وُہ اصلاح کی غرض سے کوئی بات کہتا ہے۔ پھر امام نے اس آیت کو پڑھا اور فرمایا کہ خدا کی قسم انہوں نے نہیں کیا تھا اور نہ ابراہیمؑ نے غلط کہا تھا۔ اور دُوسری حدیث میں فرمایا کہ خدا دوست رکھتا ہے دروغ کو ابراہیمؑ کی طرح اصلاح کے لیئے کہ آپ نے بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ کو اصلاح کے لیئے فرمایا۔ اور یہ ظاہر کیا کہ وُہ صاحبانِ عقل نہیں ہیں۔ ۱۲ منہ

ان سے رفع کر دیتا ہوں۔ جب مومنین اُن کے صلبوں اور رحموں سے باہر آ جاتے ہیں اور علیحدہ ہو جاتے ہیں تو اُن پر میرا عذاب واجب ہو جاتا ہے۔ پھر میری بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ اور اگر ان کے صلبوں اور رحموں میں مومنین نہیں ہوتے اور نہ وُہ توبہ ہی کرتے ہیں تو میں نے جو عذاب اُن کے لیئے آخرت میں مہیا کر رکھا ہے وُہ اس سے زیادہ سخت ہے جو تم ان کے واسطے دُنیا میں چاہتے ہو کیونکہ میرے بندوں کے لیئے میرا عذاب میرے جلال و بزرگی کے موافق ہے۔ لہٰذا مجھ کو میرے بندوں کے ساتھ چھوڑ دو اور دخل نہ دو کیونکہ میں اُن پر تم سے زیادہ مہربان ہوں اور متحمل جبار اور دانا حکیم ہوں۔ اپنے علم سے تدبّر کرتا ہوں اور اُن میں قضا و قدر کو جاری کرتا ہوں۔ اسی مضمون سے ملتی ہوئی بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔

بہت سی صحیح و معتبر حدیثوں میں ائمہ اطہار سے اس آیۃ کریمہ کی تفسیر میں منقول ہے وَكَذٰلِكَ نُرِيٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ط (آیۃ ۷۶ سورۃ الانعام پ۷) یعنی ابراہیمؑ کی آنکھوں میں اس قدر قوّت دی گئی کہ آسمانوں سے (ان کی نگاہ) گزر گئی۔ اور اُن کے لیئے زمین کے حجابات ہٹا دیئے گئے تو انہوں نے جو کچھ زمین میں تھا اور جو کچھ ہوا میں تھا مشاہدہ کیا اور آسمانوں کو دیکھا اور جو کچھ اس میں تھا۔ اور فرشتوں کو جو آسمانوں کے حامل ہیں مشاہدہ فرمایا اور عرش و کرسی کو اور اُن تمام چیزوں کو دیکھا جو اُن پر تھیں۔ اسی طرح حضرت رسولؐ خدا اور تمہارے ہر امام کو تمام چیزوں کو جو زمین و آسمان میں ہیں دکھلایا [1]

بسند صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب ابراہیمؑ نے ملکوت آسمان و زمین کو دیکھا تو مثلِ سابق تین اشخاص کو زنا کرتے ہوئے دیکھا بد دُعا کی وُہ مر گئے تو خدا نے وحی کی کہ اے ابراہیمؑ تمہاری دُعا مستجاب ہے لیکن میرے بندوں پر نفرین نہ کرو کیوں کہ اگر میں چاہتا تو اُن کو پیدا ہی نہ کرتا۔ میں نے اپنی مخلوق کو تین قسم پر خلق کیا ہے۔ ایک صنف میری عبادت کرتی ہے اور کسی کو میرے ساتھ شریک نہیں کرتی اُس جماعت کو میں ثواب عطا کرتا ہوں۔ ایک قسم کے لوگ دُوسرے کی پرستش کرتے ہیں لیکن میرے اختیار سے باہر نہیں جا سکتے اور ایک طرح کے لوگ میرے غیر کی پرستش کرتے ہیں اور اُن کے صلب سے ایک گروہ کو پیدا کروں گا جو میری عبادت کریں گے۔ پھر ابراہیمؑ نے دیکھا کہ دریا کے کنارے ایک مُردار پڑا ہے اُس کا بعض حصہ پانی میں ہے اور بعض حصہ خشکی میں ہے۔ دریا کے جانور اُس حصّہ کو کھاتے

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ آئندہ بہت سی حدیثیں اس بارہ میں فضائلِ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے ذیل میں مذکور ہوں گی۔ ۱۲



ہیں جو حصہ پانی میں ہے۔ اور جب واپس جاتے ہیں تو اُن میں سے بعض جانور اُن بعض کو کھا جاتے ہیں۔ اسی طرح صحرائی درندے آتے ہیں اور اس کو کھا کر جب واپس جاتے ہیں تو ان میں سے بعض درندے بعض کو کھا جاتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السّلام نے یہ دیکھ کر تعجب کیا اور اپنے پروردگار سے عرض کی کہ کیوں کر تو مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔ یہ چند گروہ ہیں جن میں سے بعض دُوسرے کو کھاتے ہیں ان حیوانات کے اجزا کس طرح آپس سے جُدا ہوتے ہیں۔ خدا نے اُن پر وحی کی کہ کیا تم ایمان نہیں رکھتے ہو اس پر کہ میں مُردہ کو زندہ کروں گا۔ عرض کی ہاں ایمان تو رکھتا ہوں لیکن چاہتا ہوں کہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔ یعنی میں چاہتا ہوں کہ دیکھ لوں جس طرح تمام چیزوں کو دیکھا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ چار طائروں کو لو اور ریزہ ریزہ کرو۔ پھر ہر ایک کے اجزا کو آپس میں ایک دُوسرے سے مخلوط کر دو جس طرح اس مُردار کے اجزا ان حیوانوں کے بدن میں ہیں۔ اور درندے جو ایک دُوسرے کو کھا کر مخلوط ہو گئے ہیں۔ پھر دَس پہاڑوں پر ایک ایک جز و رکھو اور اُن کے نام لے کر پکارو۔ وُہ دوڑتے ہوئے تمہارے پاس آئیں گے۔ اور دوسری روایت کے بموجب یہ کہ میرے نام بزرگ سے اُن کو بلاؤ اور اُن کو میری عظمت و جلال کی قسم دو اور وُہ طیور مُرغ اور کبوتر اور طاؤس اور زاغ صحرائی تھے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ مامون نے حضرت امام رضاؑ سے قولِ حضرت ابراہیمؑ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى۔ (آیۃ ۲۶۰ سورۃ بقرہ پ۳) کی تفسیر دریافت کی آنحضرتؑ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو وحی کی کہ یقیناً میں اپنے بندوں میں سے ایک شخص کو اپنا خلیل اور دوست بناؤں گا جو اگر مجھ سے مُردوں کو زندہ کرنے کا سوال کرے گا تو میں قبول کروں گا۔ ابراہیمؑ کو خیال ہُوا کہ وُہ خلیل شاید میں ہوں گا۔ اس لیئے خدا سے عرض کی کہ خداوندا مجھ کو دکھا کہ تو مُردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ خدا نے فرمایا کیا ایمان نہیں رکھتے۔ عرض کی ہاں ایمان تو رکھتا ہوں مگر چاہتا ہوں کہ میرا دل مطمئن ہو جائے کہ میں ہی تیرا خلیل ہُوں۔ فرمایا فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ۔ تو چار طائروں کو لے کر فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ۔ ان کو کوٹ کر ایک دُوسرے میں ملا دو اور اچھی طرح دیکھ لو تاکہ زندہ ہونے کے بعد تم کو اُن پر شبہہ نہ ہو اور ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا پھر اُن میں سے ہر پہاڑ پر ایک جز و رکھ دو ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا۔ پھر ان کو پکارو تو وُہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آویں گے۔ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ اور سمجھ رکھو کہ خدا عزیز و حکیم ہے اور جو ارادہ کرتا ہے اُس پر غالب اور اُس کے تمام کام حکمت سے بھرے ہوئے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ نے کرگس اور مُرغ آبی اور طاؤس اور مُرغ خانگی

کو پکڑا اور ریزہ ریزہ کیا۔ پھر ان کے ذرّوں کو باہم مخلوط و ممزوج کر دیا پھر ہر پہاڑ پر ان پہاڑوں میں سے جو اُن کے گرد تھے ایک ایک جزو رکھا اور وُہ دس پہاڑ تھے اور ان پرندوں کی چونچیں اپنی انگلیوں میں پکڑ لیں اور اپنے پاس دانہ اور پانی رکھ لیا پھر اُن پرندوں کا نام لے کر اُن کو آواز دی تو ان حیوانوں کے بعض اجزا، بعض کی طرف اڑے اور اُن کے بدن درست ہوئے اور ہر بدن اپنی گردن اور سر سے آکر متصل ہو گئے۔ ابراہیمؑ نے اُن کی منقاریں چھوڑ دیں تو وُہ پرندے اُڑے زمین پر بیٹھے اور اس دانہ میں سے چنا اور پانی میں سے پیا اور کہا اے پیغمبرؑ خدا آپ نے مجھ کو زندہ کیا خدا آپ کو زندہ رکھے۔ ابراہیمؑ نے فرمایا نہیں بلکہ خدا مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

دُوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی۔ فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار پرند ہُدہُد۔ لٹورہ۔ طاؤس اور زاغ صحرائی کو لیا اور ذبح کیا اور اُن کے سروں کو جُدا کیا اور ہاون میں رکھ کر ان کا بدن مع ہڈی گوشت اور پر وغیرہ کے کوٹ ڈالا کہ اُن کے اجزاء باہمدگر مخلوط ہو گئے۔ پھر دس حصّے کر کے دس پہاڑوں پر رکھا اور اپنے پاس آب و دانہ رکھ لیا اُن کی منقاریں اپنی انگلیوں کے درمیان رکھیں پھر آواز دی کہ اے پرندو جلد خدا کے حکم سے آؤ۔ تو گوشت، ہڈیوں اور پروں کے اجزا میں سے بعض نے بعض کی طرف پرواز کی یہاں تک کہ جسم دُرست ہو گئے جس طرح کہ پہلے تھے اور ہر بدن اپنی گردن سے آکر مل گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی منقاریں چھوڑ دیں تو وہ پرند زمین پر بیٹھے۔ دانہ کھایا اور پانی پیا۔ پھر کہا اے پیغمبرؑ خدا آپ نے ہم کو زندہ کیا خدا آپ کو زندہ رکھے۔ پس ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ خدا زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ ظاہر آیت کی تفسیر ہے اور اس کی معنوی تفسیر یہ ہے کہ ایسے چار شخصوں کو اختیار کرو کہ بات سمجھنے اور ضبط رکھنے کی گنجائش رکھتے ہوں اور اپنا علم ان کو سپرد کرو پھر ان کو زمین کے چاروں طرف بھیجو تاکہ لوگوں پر تمہاری حجت ہوں۔ اور جس وقت تم چاہو تمہارے پاس وہ لوگ آسکیں۔ لہٰذا اُن کو خدا کے بزرگ تر کے نام سے بلاؤ تاکہ اُس کے حکم سے وُہ جلد آجائیں۔

دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ابراہیمؑ نے ہاون میں تمام پرندوں کو باریک کوٹ ڈالا اور اُن کے سروں کو اپنے پاس رکھ لیا۔ پھر خدا کو اس نام سے پکارا جس کا اس نے حکم دیا تھا اور وُہ دیکھ رہے تھے کہ پروں اور گوشت وغیرہ کے اجزا کس طرح اجزا کے درمیان سے ایک پہاڑ سے دُوسرے پہاڑ پر پرواز کرتے ہیں اور ہر ایک



کی رگیں باہر آتی ہیں اور بدنوں سے متصل ہوتی ہیں یہاں تک کہ اُن کے پَر پُورے طور پر تیار ہو گئے اور ہر ایک حضرت ابراہیمؑ کے پاس اُڑ کر آیا اور اپنے سَر سے ملنے لگا۔ حضرت ابراہیمؑ دوسرے کا سر اس کے نزدیک لاتے تھے لیکن گھوم کر وُہ اپنے ہی سر سے متصل ہوتا تھا۔

بسند معتبر حضرت امام محمّد باقرؑ سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ نے شتر مُرغ، طاؤس، مرغابی اور مُرغ خانگی کو لیا۔ ان کے پروں کو اکھاڑ کر ان کو ذبح کیا۔ پھر ان کو ہاون میں رکھ کر کوٹ ڈالا اور اُردن کے پہاڑوں پر رکھ دیا۔ وُہ دس پہاڑ تھے پھر اُن کو اُن کے ناموں سے پکارا اور وُہ دوڑتے ہوئے اُن کے پاس آئے [۱]

[۱] مولّف فرماتے ہیں کہ جو اختلاف پرندوں کے تعین میں واقع ہُوا ہے شاید بعض تقیہ پر محمول ہوں۔ اور روایات عامہ کے طریقہ پر وارد ہوئے ہوں۔ اور ممکن ہے کہ یہ امر چند بار واقع ہُوا ہو، لیکن یہ مشکل ہے۔ اور یہ شبہہ جو اس بارے میں وارد ہوتا ہے کہ کس طرح حضرت ابراہیمؑ کو خدا کے زندہ کرنے کے بارے میں شک ہُوا کہ ایسا سوال کیا؟ اس کے جواب میں چند وجوہ بیان کئے گئے ہیں۔ اوّل یہ کہ جس طرح آپ کو دلیل و بُرہان کے ذریعہ سے علم تھا اُسی طرح چاہتے تھے کہ ظاہر بظاہر اور بطریق مشاہدہ بھی سمجھ لیں۔ چنانچہ حدیث معتبر میں منقول ہے کہ حضرت امام رضاؑ سے لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ کے قول لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي ۔ کہ اپنے دل کے اطمینان کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا اُن کے دل میں شک تھا؟ فرمایا نہیں۔ لیکن خدا کے بارے میں اپنے یقین میں اضافہ چاہتے تھے۔ یہی مضمون حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے بھی منقول ہے۔ دوم یہ کہ اصل زندہ کرنے کو جانتے تھے اُس کی کیفیت کو چاہتے تھے کہ دیکھ لیں کہ کس طرح ہوتا ہے۔ سوم یہ کہ سابقہ حدیثوں میں بیان ہوا کہ وُہ جاننا چاہتے تھے کہ وہی خلیلِ خدا ہیں یا نہیں۔ چہارم یہ کہ نمرود نے اُن سے کہا تھا کہ مُردہ کو زندہ کریں۔ اور اُن پر تشدد کیا کہ اگر زندہ نہ کرو گے تو تم کو مار ڈالوں گا۔ حضرتؑ نے چاہا کہ اس کے سوال کی قبولیت کے ساتھ آپ کا دل قتل سے مطمئن ہو جائے۔ لیکن حق وہی دُو وجہیں ہیں جو معتبر حدیثوں میں گذریں۔ اور شیخ محمد بن بابویہ نے ذکر کیا ہے کہ محمد بن عبداللہ بن طیفور سے میں نے سُنا وُہ قولِ ابراہیمؑ۔ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۔ کے بارے میں کہتے تھے کہ حق تعالیٰ نے ابراہیمؑ سے کہا کہ اُس کے شائستہ بندوں میں سے کسی کی زیارت کریں جب حضرتؑ اُس کے پاس گئے، اُس سے گفتگو کی تو اُس شخص نے کہا کہ خدا کا ایک بندہ دُنیا میں ہے جس کو ابراہیمؑ کہتے ہیں خدا نے اس کو اپنا خلیل قرار دیا ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا کہ اُس کی علامت کیا ہے اُس نے کہا خدا اس کے لیئے مُردہ کو زندہ کرے گا۔ لہٰذا ابراہیمؑ کو (باقی برصفحہ ۲۳۸)

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ صحف ابراہیمؑ ماہِ مبارکِ رمضان کی پہلی شب میں نازل ہُوا۔ اور ابو ذرؓ سے منقول ہے کہ رسُولِ خدا نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ابراہیمؑ پر بیس صحیفے نازل کیئے۔ ابوذرؓ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ابراہیمؑ کے صحیفوں میں کیا تھا۔ فرمایا کہ تمام مثالیں اور حکمتیں تھیں۔ اور ان صحیفوں میں یہ نصیحتیں بھی تھیں یعنی اے امتحان میں اُفتادہ مغرور بادشاہ تجھ کو میں نے اس لیئے نہیں بھیجا ہے کہ تو مالِ دنیا کو جمع کرے بلکہ اس لیئے بھیجا ہے کہ مظلوموں کی دُعا مجھ سے رد کرے، اور میں اُن کی دُعا کو رد نہیں کرتا اگرچہ کوئی کافر ہو۔ اور عاقل پر یہ لازم ہے کہ جب تک کوئی عذر نہ ہو اپنے لیئے چار ساعتیں مقرر کرے ایک وُہ جس میں وہ اپنے پروردگار سے مناجات کرے ایک ساعت وُہ جس میں وہ اپنے نفس کا حساب کرے جو کچھ اُس نے نیکی یا بدی کی ہے اور ایک ساعت وہ ہے جس میں وُہ خدا کی اُن تمام نعمتوں پر غور کرے جو کچھ اس نے عطا کی ہیں اور ایک ساعت وُہ ہے جس

(بقیہ) صـ۲۳۷ گمان ہُوا کہ وُہ خود ہوں گے۔ اس لیئے خدا سے سوال کیا کہ مُردہ کو زندہ کرے خدا نے فرمایا کیا ایمان نہیں رکھتے کہا ہاں ایمان تو رکھتا ہوں لیکن چاہتا ہوں کہ میرے دل کو اطمینان ہو جائے کہ میں ہی تیرا خلیل ہوں۔ اور وُہ چاہتے تھے کہ ان کے لیئے ایک معجزہ ہو جس طرح کہ دُوسرے پیغمبروں کے لیئے تھا اس لیئے آپ نے خدا سے مُردہ کو زندہ کرنے کا سوال کیا اور خدا نے اُن کو حکم دیا کہ اس کے لیئے زندہ کو مار ڈالیں۔ لہٰذا حضرتؑ نے اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کو ذبح کیا اور خدا نے اُن کو حکم دیا کہ چار پرندوں کو ذبح کریں طاؤس اور لٹورہ اور مُرغ آبی اور مُرغ خانگی —! طاؤس دُنیا کی زینت تھا اور لٹورہ امیدوں کی درازی چونکہ اُس کی عمر زیادہ بڑی ہوتی ہے۔ اور مرغابی حرص تھا اور مُرغ خانگی شہوت۔ گویا خدا نے فرمایا کہ اگر یہ پسند کرتے ہو کہ تمہارا دل زندہ اور مجھ سے مطمئن ہو تو ان چار چیزوں کو اپنے دل سے نکال دو اور اپنے نفس سے اُن کو مار ڈالو کیونکہ یہ جس دل میں ہوں گے وُہ مطمئن نہیں ہو سکتا۔ (شیخ کہتے ہیں کہ) میں نے اس سے پُوچھا کہ خدا نے اُن سے کیوں پُوچھا کہ کیا ایمان نہیں رکھتے باوجودیکہ جانتا تھا کہ وُہ ایمان رکھتے ہیں اور اُن کے حال سے واقف تھا اس نے جواب دیا کہ چونکہ ابراہیمؑ کا سوال اس طرح کا تھا کہ گویا وُہ شک رکھتے ہیں۔ خدا نے چاہا کہ یہ توہّم ان سے زائل ہو جائے اور یہ تہمت اُن سے دفع ہو جائے۔ تو ابراہیمؑ نے ظاہر کیا کہ وُہ شک نہیں رکھتے لیکن یقین کی زیادتی کے لئے چاہتے ہیں یا دُوسرے امُور کے لیئے جو بیان ہُوئے۔ یہ ابن طیفور کا کلام جو حدیث کے مانند مستند نہیں محل اعتماد نہیں ہو سکتا۔ لیکن چونکہ شیخ بزرگ نے ذکر کیا تھا میں نے بھی نقل کر دیا۔ ۱۲ منہ



میں وُہ حلال طریقہ پر حظِّ نفس کے لیئے خلوت کرے۔ یقیناً یہ ساعت اس کے لیئے دُوسری ساعتوں سے زیادہ محبُوب ہے اس میں دلوں کے لیئے زیادہ راحت و آرام ہے۔ عاقل پر لازم ہے کہ وُہ اپنے زمانہ اور اہلِ زمانہ پر نظر رکھے اور ہمیشہ اپنے حال کی اصلاح کا خیال رکھے اور اپنی زبان کی حفاظت کرے اُن باتوں سے جو نہ کہنا چاہیئے۔ جو شخص اپنے عمل سے اپنے قول کا حساب کرتا ہے اُس کا بولنا کم ہو جاتا ہے سوائے اس وقت کے جب کہ اُس کا نفع ہوتا ہے۔ عقلمند کو چاہیئے کہ تین باتوں کا ہمیشہ طالب رہے۔ اپنی دُنیاوی معاش کی اصلاح اپنی آخرت کے توشہ کی تحصیل اور اُس چیز سے لذّت حاصل کرنا جو حرام نہ ہو۔ ابوذرؓ نے کہا جو کچھ کہ خدا نے قرآن میں نازل کیا ہے کیا اُس میں صحف ابراہیمؑ و موسٰیؑ میں سے بھی کچھ ہے؟ فرمایا اے ابوذر ان آیات کو پڑھو۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى۔ (آیۃ سورۃ اعلیٰ پ۳۰) جس نے زکوٰۃ دی وُہ رُستگار ہوا یا اپنے نفس کو کفر و معصیت سے پاک کیا اور اپنے پروردگار کو یاد کیا پھر نماز ادا کی بلکہ تم تو دُنیاوی زندگی ہی کو بہتر سمجھتے ہو حالانکہ آخرت بہت بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ بیشک یہ اگلے صحیفوں ابراہیمؑ و مُوسٰیؑ میں موجود ہے۔

بسند صحیح حضرت صادقؑ سے تفسیر قولِ خدا اِبْرٰهِيْمَ الَّذِىْ وَفّٰٓى میں منقول ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ابراہیمؑ جنہوں نے کہ پُورا کیا جس پر وُہ مامور ہُوئے تھے یا خدا سے جو عہد کیا تھا اس کو اچھی طرح وفا کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ وُہ ہر صبح یہ دُعا پڑھتے تھے:۔ اَصْبَحْتُ وَرَبِّىْ مَحْمُوْدًا اَصْبَحْتُ لَا اُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا اَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا اَتَّخِذُ مَعَهٗ وَلِيًّا۔ اس سبب سے اُن کو بندۂ شکور کہتے تھے۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ مفضل بن عمر نے حضرت صادقؑ سے قولِ خدا:۔ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ (آیت ۱۲۴ سورۃ بقرہ پ۱) کی تفسیر دریافت کی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اس وقت کو یاد کرو جبکہ ابراہیمؑ کے پروردگار نے چند امور میں ان کا امتحان لیا تو ابراہیمؑ نے پُورا کر دکھایا۔ دریافت کیا کہ وُہ کلمات کیا تھے؟ فرمایا کہ وہ کلمات وہی تھے جو آدمؑ نے خدا سے سیکھے تھے اور ان کی توبہ قبول ہُوئی تھی یعنی انہوں نے کہا کہ خداوندا میں تجھ سے بحق محمدؐ و علیؑ و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام سوال کرتا ہوں کہ میری توبہ قبول فرما تو خدا نے ان کی توبہ قبول کی۔ مفضل نے پُوچھا فَاَتَمَّهُنَّ کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا

کہ حضرت ابراہیمؑ نے اُن کے اسمارِ مبارکؑ بارھویں امام قائم آلِ محمدؐ تک تمام کئے جو کہ حضرت امام حسینؑ کی اولاد میں سے نو امام ہیں۔ اور ابن بابویہ نے فرمایا ہے کہ جو کچھ اس باب میں وارد ہوا ہے کلمات کے لیئے ایک وجہ ہے۔ اور کلمات کی دوسری وجہیں ہیں اوّل یہ کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ کو ملکوتِ آسمان و زمین دکھائے کہ وُہ صاحبانِ یقین میں سے ہو جائیں۔ دوئم معرفت۔ یعنی اپنے خالق کو قدیم جاننا اور اس کو یکتا سمجھنا اور مخلوقات کی مشابہت سے منزّہ جاننا۔ جس وقت کہ آپ نے ستارہ و ماہتاب و آفتاب کو دیکھا اور اُن میں سے ہر ایک کے غروب ہو جانے پر استدلال کیا کہ حادث ہیں اور اُن کے محدوث پر یہ استدلال کہ وُہ ایک پیدا کرنے والا رکھتے ہیں۔ سوئم شجاعت۔ اور اُن کی شجاعت بُتوں کے توڑنے میں ظاہر ہوئی جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے جس وقت کہ ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ مجسّمے اور صورتیں کیسی ہیں جن کی تم لوگ تعظیم کرتے ہو اور اُن کی عبادت کے لیئے کھڑے ہوتے ہو۔ اُن لوگوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اُن کی پرستش کرتے ہوئے دیکھا۔ ابراہیمؑ نے کہا تم اور تمہارے باپ دادا کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔ وُہ لوگ کہنے لگے کہ کیا تم جو کچھ کہتے ہو سچ کہتے ہو یا مذاق و مسخرہ پن کرتے ہو۔ فرمایا کہ تمہارا پروردگار وُہ ہے جو زمین و آسمان کا خدا ہے اور جو سب کو عدم سے عالم وجود میں لایا ہے۔ اور میں اس بات پر گواہ ہوں۔ خدا کی قسم میں تمہارے بتوں کے ساتھ ایک تدبیر کروں گا جب کہ تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ گے۔ جب وُہ لوگ عیدگاہ چلے گئے ابراہیمؑ نے سوائے بڑے بُت کے تمام بُتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اس خیال سے کہ شاید واپسی پر وُہ لوگ اس بُت سے سوال کریں اور اس طرح اُن پر حجّت تمام ہو جائے۔ اور ایک تن تنہا کا اتنے ہزار اشخاص سے مقابلہ کرنا کامل شجاعت ہے۔ چہارم حلم و بردباری ہے۔ جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ ابراہیمؑ بردبار اور خوفِ خدا سے بہت آہ و زاری کرنے والے یا دُعا کرنے والے یا اُس کی طرف بہت رجوع کرنے والے تھے۔ پانچویں سخاوت و جوانمردی ہے جیسا کہ خدا نے اُن کے مہمانوں کے قصّہ میں ذکر کیا ہے۔ چھٹے علیحدگی و دُوری اختیار کرنا اپنے اہل بیتؑ سے خدا کے لئے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ ابراہیمؑ نے آزر اور اپنی قوم سے کہا کہ میں تم سے اور اُن سے جن کو خدا کے سوا تم پُوجتے ہو علیحدگی اور دُوری اختیار کرتا ہوں۔ میں تو اپنے پروردگار کو پکارتا ہوں اور اسی کی عبادت کرتا ہوں ساتویں نیکی کا حکم اور بدی کی ممانعت کرنا جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ ابراہیمؑ نے آزر سے



کہا کہ اے میرے باپ کیوں تم ایسی چیز کو پُوجتے ہو جو نہ بولتی ہے نہ سُنتی ہے اور نہ تم کو کوئی فائدہ پہنچاتی ہے۔ بہ تحقیق کہ میرے پاس وُہ علم آ چکا ہے جو تمہارے پاس نہیں آیا ہے۔ لہٰذا میری اطاعت کرو تاکہ میں تم کو سیدھی راہ کی ہدایت کروں۔ اے پدر شیطان کی عبادت نہ کرو اس لیئے کہ وُہ خدا کی بہت معصیت کرنے والا ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ تم پر خداوند رحمٰن کی جانب سے کوئی عذاب نہ نازل ہو۔ اس وقت تم شیطان کے ساتھی ہو جاؤ گے۔ آٹھویں بدی کو نیکی کے ذریعہ سے روک دینا۔ جس وقت کہ آزر نے اُن سے کہا اے ابراہیمؑ کیا تم ہمارے خداؤں کو نہیں مانتے۔ اگر تم اس خیال کو ترک نہ کرو گے تو تم کو سنگسار کروں گا۔ ایک مدّت کے لیئے میرے پاس سے دُور ہو جاؤ۔ آپ نے فرمایا کہ میں جلد تمہارے لئے اپنے خدا سے آمرزش کی دُعا کروں گا کیونکہ وُہ مجھ سے زیادہ مہربان اور کریم ہے۔ نویں توکّل جیسا کہ فرمایا اے قوم تم جن کی پرستش کرتے ہو اور ہمارے گزشتہ بزرگ جن کو پُوجتے تھے سب کے سب ہمارے دُشمن ہیں سوائے عالمین کے پروردگار کے جس نے مجھ کو خلق کیا ہے۔ وہی میری رہبری فرماتا ہے اور مجھے آب و غذا دیتا ہے۔ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وُہی شفا عطا فرماتا ہے۔ وہی یقیناً مجھے مُردہ کرے گا اور پھر قیامت میں وُہی مجھ کو زندہ کرے گا۔ اور میری التجا ہے کہ وُہ اس روز میرے گناہوں کو بخش دے دسویں حکم اور صالحین کے ساتھ منسُوب ہونا۔ چنانچہ دُعا کی خداوندا مجھے حکم عطا فرما اور مجھ کو صالحوں میں شامل کر اور وُہ صالحین رسولِ خدا اور ائمۂ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ اور کہا میرے لیئے بعد کے لوگوں میں لسان صدق (سچّی زبان) یعنی میرا ذکرِ خیر قائم فرما۔ اور لسان صدق سے مراد امیرالمومنینؑ ہیں جیسا کہ خدا نے دُوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا گیارھویں جان کے بارے میں امتحان جس وقت کہ ان کو منجنیق میں بٹھا کر آگ میں ڈالا۔ بارھویں فرزند کے بارے میں امتحان جس وقت کہ خدا نے ان کو حضرت اسمٰعیلؑ کے ذبح کا حکم دیا۔ تیرھویں زوجہ کے بارے میں امتحان جس وقت کہ خدا نے اُن کی حُرمت کو عزارہ قبطی سے بچایا۔ چودھویں حضرت سارہ کی کج خلقی پر صبر۔ پندرھویں اپنی ذات کو خدا کی اطاعت میں وقف کر دینا جیسا کہ آپ نے دُعا کی کہ خداوندا مجھ کو رُسوا نہ کرنا جس روز کہ لوگ مبعوث ہوں۔ سولھویں عیوب سے پاک ہونا۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابراہیمؑ نہ یہودی تھے، نہ نصرانی بلکہ باطل دینوں سے متنفّر تھے اور مسلمان اور حق کے مطیع تھے اور مشرک نہ تھے۔ سترھویں تمام عبادتوں کی شرطوں کو جمع کرنا جس مقام پر کہا ہے کہ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ۔ (آیت ۱۶۳، ۱۶۴ سورۃ انعام پ ۸) یعنی یقیناً میری نماز، میری قربانی، میرا حج یا میری عبادت اور زندگی اور موت اُس

خدا کے لیئے خاص ہے جو عالم کا پروردگار ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں اس پر مامور کیا گیا ہوں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں پس جب یہ کہہ دیا کہ زندگی اور موت، تو تمام عبادتوں کو اُس میں داخل کر دیا۔ اٹھارھویں مُردوں کے زندہ کرنے میں اُن کی دُعا کا مستجاب ہونا۔ اُنیسویں خدا کا اُن کے لیئے گواہی دینا کہ وُہ صالحین میں سے ہیں جس جگہ کہ فرمایا ہے کہ بتحقیق میں نے ابراہیمؑ کو دُنیا میں برگزیدہ کیا اور وُہ آخرت میں یقیناً صالحین میں سے ہیں۔ (صالحین) یعنی رسولِؐ خدا اور آئمۂ ھدیٰ علیہم السّلام۔ بیسویں پیغمبروں کا اُن کے بعد اُن کی اقتدا کرنا۔ اسی جگہ فرماتا ہے کہ (اے محمدؐ) میں نے تم کو وحی کی کہ ملّتِ ابراہیمؑ کی متابعت کرو۔ اور پھر فرمایا کہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کا دین سچّا ہے جس نے تمہارا نام مسلمان رکھا۔ (ابن بابویہ کا کلام تمام ہوُا)

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ کی ابتدا یہ تھی کہ خواب میں اُن کو حکم دیا گیا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرو۔ ابراہیمؑ نے اس حکم کو پُورا کیا اور اس پر آمادہ ہوئے اور خدا کا حکم بخوشی منظور کیا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ان پر وحی کی کہ میں نے تم کو لوگوں کا امام بنایا۔ پھر اُن پر سُنّتہائے حنیفہ کو نازل کیا جو دس چیزیں ہیں پانچ سر سے متعلق ہیں اور پانچ جسم سے۔ پانچ جو سر سے متعلّق ہیں یہ ہیں:۔ شاربؔ لینا، داڑھیؔ رکھنا، سرؔ کے بال ترشوانا، مسواکؔ و خلالؔ کرنا۔ جسم سے متعلق پانچ امور یہ ہیں: موئےؔ زیر ناف بنانا، ختنہؔ کرنا، ناخنؔ کٹوانا، غسلِ جنابتؔ کرنا، پانیؔ سے استنجا کرنا۔ یہ ہیں حنیفۂ طاہرہ جو ابراہیمؑ لائے اور یہ قیامت تک منسوخ نہ ہوں گے اور یہ ہیں قولِ خدا کے معنی کہ ملّتِ ابراہیمؑ کی پیروی کرو۔ کیونکہ ان کا باطل سے حق کی جانب مائل (ہونے کا صحیح راستہ) ہے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ابراہیمؑ پہلے شخص تھے جنہوں نے مہمانوں کی مہمانی کی اور ختنہ کیا اور خدا کی راہ میں جہاد کیا اور اپنے مال سے خمس نکالا اور نعلین پہنی اور جنگ کے لیئے علموں کو درُست کیا۔

ایک روایت میں منقول ہے کہ ابراہیمؑ نے ایک فرشتہ سے ملاقات کی اس سے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ اُس نے کہا میں ملکُ الموت ہوں۔ آپؑ نے پُوچھا کیا ہوسکتا ہے کہ تم اپنی وُہ صورت مجھے دکھاؤ جس سے کہ تم مومن کی رُوح قبض کرتے ہو؟ کہا اچھا۔ میری جانب سے ذرا مُنہ پھیر لیجئے۔ حضرتؑ نے مُنہ پھیر لیا۔ پھر جب نظر کی تو دیکھا کہ ایک خوبصورت اور خوش لباس حسین جوان ہے جس کے بدن سے خوشبو آرہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مومن تم کو بغیر حسن وجمال کے نہ دیکھے تو اس کے لیئے بہتر ہے۔ پھر کہا کیا



ممکن ہے کہ تم مجھے اپنی وہ صورت دکھاؤ جس سے تم فاجروں کی رُوح قبض کرتے ہو؟ ملکؑ الموت نے کہا کہ آپ اس کے دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا میں دیکھ سکتا ہوں۔ کہا بہتر ہے۔ میری جانب سے مُنہ پھیر لیجئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب حضرتؑ نے نگاہ کی تو ایک مردِ سیاہ کو سیاہ لباس میں دیکھا جس کے بال جسم پر کھڑے ہیں اور بدبُو آرہی ہے اور اس کے مُنہ اور ناک سے آگ اور دُھوُاں نکل رہا ہے۔ پس حضرت ابراہیمؑ بے ہوش ہوگئے۔ جب ہوش آیا ملکؑ الموت صورتِ اوّل میں نظر آئے۔ فرمایا اے ملکؑ الموت اگر فاجر تم کو اسی صورت میں دیکھے تو اس کے عذاب کے لیئے یہی کافی ہے۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو وحی کی کہ زمین کو تمہارا ستر دیکھنے سے شرم آتی ہے اور اُس نے مجھ سے شکایت کی ہے لہٰذا اپنے ستر اور زمین کے درمیان ایک حجاب قرار دو۔ پس حضرتؑ نے اپنے لیئے ایک زیر جامہ تیار کیا جو آپ کے زانوؤں تک تھا۔

## فصل چہارم

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی عمر اور وفات وغیرہ کا تذکرہ:۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ کی عمر ایک سو پچھتر سال کی تھی۔

بسندِ معتبر حضرت امیرؑ المومنین سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کا گذر انقیا میں ہوُا جو نجفِ اشرف کے پہلو میں واقع ہے۔ اُس شہر میں ہر شب زلزلہ آتا تھا جب ابراہیمؑ نے رات بھر وہاں قیام کیا تو زلزلہ نہ آیا۔ اس شہر کے رہنے والوں کو تعجب ہوُا اور کہا کیا سبب ہے کہ ہمارے شہر میں زلزلہ نہیں آیا لوگوں نے کہا کل رات ایک مردِ پیر ہمارے شہر میں وارد ہوُا ہے اس کا ایک لڑکا اس کے ساتھ ہے یہ معلوم کرکے لوگ حضرتؑ کے پاس آئے اور کہا کہ ہر شب ہمارے شہر میں زلزلہ آتا تھا اس رات جب کہ آپ ہمارے شہر میں وارد ہوئے زلزلہ نہیں آیا۔ آج رات بھی قیام فرمایئے تاکہ ہم اچھی طرح سمجھ لیں۔ جب دوسری رات پھر زلزلہ نہیں آیا تو اس شہر کے لوگ حضرتؑ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ ہمارے شہر میں قیام رکھیئے آپ جو چاہیں ہم سے خدمت لیں ہم حاضر ہیں۔ فرمایا میں اس شہر میں تو نہ رہوں گا لیکن اس صحرائے نجف کو جو کہ تمہارے شہر کے پیچھے ہے میرے ہاتھ فروخت کردو پھر تمہارے شہر میں زلزلہ نہ آئے گا۔ ان لوگوں نے کہا ہم نے یوں ہی بخشا۔ حضرتؑ نے فرمایا میں تو قیمت دے کر لوں گا۔ اُن لوگوں نے کہا جو چاہے دے دیجئے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے سات گوسفند اور چار دراز گوش کے عوض اس زمین کو اُن سے خرید فرمایا اس سبب سے اس زمین کو انقیا کہتے تھے کیونکہ زبان نبطی میں انقیا کے معنی گوسفند کے ہیں۔ آپؑ کے

فرزند نے کہا اے خلیل الرحمٰن آپ اس زمین کو کیا کیجئے گا جس میں نہ زراعت کی جاسکتی ہے اور نہ حیوانات چرائے جاسکتے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا خاموش رہو۔ کیوں کہ خداوندِ عالمیان ستّر ہزار پیغمبروں کو اس صحرا سے محشور کرے گا جو بے حساب بہشت میں داخل ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک کثیر جماعت کی شفاعت کرے گا۔

حدیث معتبر میں حضرت محمّد باقرؑ سے منقول ہے کہ اوّل وُہ اشخاص جنہوں نے رُوئے زمین پر باہم مصافحہ کیا وہ ذوالقرنین اور ابراہیمؑ خلیل تھے۔ ابراہیمؑ نے ان سے رُوبرُو ملاقات کی اور مصافحہ کیا۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ جنگ عمالقہ کے لیئے مسجد سہلہ سے یمن کی جانب گئے۔

بسندِ معتبر انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے خدا سے سوال کیا کہ ایک دختر ان کو عطا فرمائے جو ان کے مرنے کے بعد اُن پر گریہ کرے۔

معتبر حدیث میں آنحضرتؑ سے منقول ہے کہ سارہؑ نے ابراہیمؑ سے کہا کہ اے ابراہیمؑ آپ ضعیف ہوگئے خدا سے سوال کیجئے کہ ایک فرزند عطا فرمائے جس سے ہماری آنکھیں روشن ہوں کیونکہ خدا نے آپ کو اپنا خلیل قرار دیا ہے اگر چاہے گا تو وُہ آپ کی دُعا مستجاب کریگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے دُعا کی کہ اُن کو ایک فرزندِ دانا کرامت فرمائے خدا نے اُن پر وحی فرمائی کہ ہاں ایک عقلمند لڑکا عطا کروں گا۔ اور اُس کے بارے میں تمہارا امتحان بھی لوں گا۔ ابراہیمؑ اس خوشخبری کے تین سال تک منتظر رہے۔ پھر خدا کی جانب سے وُہ موقع آیا۔ سارہؑ نے کہا کہ اے ابراہیمؑ آپ ضعیف ہوگئے اور آپ کی اجل قریب ہے۔ اگر دُعا کیجئے کہ خدا آپ کی اجل میں تاخیر کرے اور عمر دراز کرے تاکہ آپ میرے ساتھ زندگی گزاریں تو زیادہ بہتر ہو۔ ابراہیمؑ نے خدا سے سوال کیا جیسا کہ سارہؑ نے التماس کی تھی، حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ جس قدر چاہو تم کو زندگی عطا کردوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جناب سارہؑ کو خبر دی۔ انہوں نے کہا خدا سے دُعا کیجئے کہ جب تک آپ خود مَوت کے طالب نہ ہوں آپ کو موت نہ آئے۔ ابراہیمؑ نے دُعا کی اور حق تعالیٰ نے مستجاب فرمایا۔ جب ابراہیمؑ نے دُعا کی مقبولیت کی خبر سارہؑ سے بیان کی، سارہؑ نے کہا شکر کیجئے خدا کا اور کھانا پکوائیے اور فقیروں اور اہلِ حاجت کو بلائیے کہ وُہ طعام کھائیں۔ ابراہیمؑ نے عام دعوت کی۔ جب لوگ حاضر ہوئے ان میں ایک کمزور نابینا بڈھا بھی تھا جس کے ساتھ رہبری کے لیئے ایک شخص تھا۔ وُہ دسترخوان پر بیٹھا۔ جب وُہ لقمہ اُٹھا کر مُنہ میں لے جانا چاہتا اُس کے ہاتھ کو لرزہ ہوتا اور لقمہ داہنے اور



بائیں ہو جاتا تھا یہاں تک کہ ایک مرتبہ لقمہ اُس کی پیشانی پر جا لگا۔ اُس کے ساتھی نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر اس کے مُنہ تک پہنچایا۔ پھر اُس نابینا نے دُوسرا لقمہ لیا۔ اُس کا ہاتھ کانپا اور لقمہ اُس کی آنکھوں تک جا پہنچا۔ ابراہیمؑ کی نگاہ اُسی کی جانب تھی۔ آپ کو یہ حال دیکھ کر حیرت ہوئی اور اس کے قائد سے اس اختلال کا سبب دریافت کیا۔ اُس نے کہا آپ اس مرد کا جو حال ملاحظہ کر رہے ہیں یہ کمزوری اور پیری کے سبب سے ہے۔ ابراہیمؑ نے اپنے دل میں سوچا کہ میں بھی اگر بہت بوڑھا ہو جاؤں گا تو اسی مرد کی طرح ہو جاؤں گا۔ پھر تو آپ نے خدا سے دُعا کی کہ خداوندا میری موت کا وہی وقت بہتر ہے جو میرے لیے پہلے تُو مقرر کر چکا تھا۔ کیونکہ اس حال کو مشاہدہ کرنے کے بعد مجھے زیادہ عمر کی ضرورت نہیں ہے۔

حدیثِ معتبر میں حضرت امیرالمومنین علی علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب خدا نے چاہا کہ ابراہیم علیہ السّلام کی رُوح قبض کرے تو ملکؑ الموت کو اُن کے پاس بھیجا۔ کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِبْرٰهِيْمُ آپ نے فرمایا۔ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا مَلَكَ الْمَوْتِ۔ کیا تم اس لیے آئے ہو کہ اپنے اختیار سے مجھے آخرت کو لے چلو یا مَوت کی خبر لائے ہو۔ یقیناً مامور ہوئے ہو کہ میری رُوح قبض کرو۔ ملکؑ الموت نے کہا کہ میں آیا ہوں اور آپ کو آپ کی خواہش سے خدا کی ملاقات اور عالمِ قدس کی جانب دعوت دیتا ہوں۔ لہٰذا قبول کیجئے۔ ابراہیم علیہ السّلام نے فرمایا کبھی تم نے دیکھا ہے کہ دوست اپنے دوست کو مار ڈالے۔ ملکؑ الموت واپس گئے اور اپنے موقف عرض پر کھڑے ہو کر کہا خداوندا تو نے سُنا جو کچھ تیرے خلیل ابراہیمؑ نے کہا۔ حق تعالیٰ نے ان کو وحی کی کہ ابراہیمؑ کے پاس جاؤ اور کہو کہ کبھی تم نے دیکھا ہے کہ کوئی دوست اپنے دوست کی مُلاقات کو ناپسند کرے۔ دوست وُہ ہے جو اپنے دوست کی ملاقات کا آرزومند ہو۔ یہ سُن کر ابراہیمؑ راضی ہُوئے۔

بسندِ مؤثق حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب ابراہیم علیہ السّلام جب مناسکِ حج سے فارغ ہو کر شام کی جانب واپس گئے تو وہیں آپ کی رُوحِ مقدس عالمِ قدس کی جانب روانہ ہوئی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ملکؑ الموت آئے تاکہ آپ کی رُوح قبض کریں، ابراہیمؑ نے موت کو پسند نہ کیا۔ ملکؑ الموت اپنے پروردگار کے پاس واپس گئے اور کہا ابراہیمؑ مَوت سے کراہت رکھتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ کو رہنے دو کیونکہ وُہ میری عبادت کرنا چاہتے ہیں یہاں تک کہ ابراہیمؑ نے ایک مردِ پیر کو دیکھا کہ جو کچھ وُہ کھاتا ہے اُسی وقت دُوسری جانب سے نکل جاتا ہے۔ اُنہوں نے زندگی کو ناپسند کیا اور مَوت کی خواہش کی۔ لہٰذا ایک روز وُہ اپنے مکان میں جب آئے تو ایک صورت بہت حسین نظر آئی

کہ اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔ پوچھا تم کون ہو؟ کہا میں ملکؑ الموت ہوں۔ فرمایا سبحان اللہ کون ایسا ہے جو تمہاری زیارت وصحبت کو پسند نہ کرے گا جبکہ تم ایسی نیک صورت رکھتے ہو۔ ملکؑ الموت نے کہا اے خلیل الرحمٰن جب خدا اپنے بندہ کے لیئے بہتری چاہتا ہے تو مجھ کو اس صورت میں بھیجتا ہے۔ اور اگر بندہ کے واسطے بدی پسند کرتا ہے تو مجھ کو دوسری صورت میں اس کے پاس بھیجتا ہے۔ غرضکہ وہ حضرتؑ شام میں رحمتِ الٰہی سے واصل ہوئے اور حضرت اسمٰعیلؑ لقائے خدا سے فائز ہوئے۔ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی عمر مبارک آپ کے بعد حضرت اسمٰعیلؑ ایک سو تیس سال ہوئی اور وہ حجر اسمٰعیلؑ میں اپنی ماں کے پاس دفن ہوئے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے پروردگار سے مناجات میں عرض کی کہ پروردگارا اس شخص کی عیال کا کیا حال ہو گا جس کا کوئی جانشین نہ ہو کہ جس کے ہاتھ میں اس کے عیال کا انتظام ہو۔ خدا نے وحی کی کہ اے ابراہیمؑ کیا اپنے بعد عیال کے لیئے ایک خلیفہ وجانشین کا تم کو مجھ سے زیادہ خیال ہے۔ عرض کی پروردگارا نہیں۔ اب میرا دل مسرور رہے میں نے سمجھ لیا کہ تیرا لطف وکرم ان کے شاملِ حال ہے [1]

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ رسولِ خدا شب معراج ایک مرد پیر کی طرف گزرے جو ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا اور اس کے گرد بہت سے اطفال موجود تھے حضرت نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ یہ مرد پیر کون ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ آپ کے پدر ابراہیمؑ ہیں۔ پوچھا یہ بچے کون ہیں جو ان کے چاروں طرف ہیں کہا یہ مومنوں کے بچے ہیں جن کو موت آچکی ہے حضرتؑ کے پاس پہنچا دیئے گئے ہیں آنحضرتؑ ان کو غذا دیتے ہیں اور ان کی تربیت کرتے ہیں۔

---

[1] مولف فرماتے ہیں کہ اگر دنیاوی زندگی کی خواہش دنیا کی فانی لذتوں اور فائدوں کے لیئے ہو تو بری ہے اور اگر تحصیلِ آخرت اور جنابِ مقدس الٰہی کی عبادت کے لیئے ہو تو وہ دنیا کی نہیں آخرت کی محبت ہے، اور وہ خدا کی دوستی ہے اس کے سوا کسی کی نہیں۔ اسی وجہ سے بہت سی دعاؤں میں طولِ عمر کا طلب کرنا وارد ہے۔ پس مرتبۂ کمال یہ ہے کہ آدمی قضائے الٰہی پر راضی رہے۔ اگر وہ سمجھتا ہے کہ خدا اس کے لیئے موت چاہتا ہے تو وہ اس پر راضی ہوا اور اگر جانتا ہے کہ خدا اس کے لئے حیات پسند کرتا ہے تو وہ اس پر راضی رہے۔ اور اگر بندہ کچھ نہیں جانتا تو تحصیلِ معرفت کے لیئے حیات ہی کو طلب کرتا ہے اور اس سے محبتِ الٰہی مطلوب ہوتی ہے۔ جب تک پیغمبرانِ خدا نہیں جانتے کہ خدا حیات کے طلب کرنے اور موت کی تاخیر میں سفارش کرنے میں راضی ہے اس وقت تک یقیناً وہ سفارش نہیں کرتے اگر وہ لوگ اپنے لیئے ... ڈالتے ... منہ



## فصل پنجم
حضرتؑ کی اولاد و ازواج و بناءِ کعبہ ونصبِ حجر اسمٰعیلؑ وغیرہ کے تذکرے۔

بسندِ حسن بلکہ صحیح حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے بادیۂ شام میں نزول فرمایا اور جب ہاجرہؑ سے اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے سارہؓ کو شدید غم ہوا کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کا کوئی فرزند ان کے شکم سے نہ تھا۔ پھر وہ ہاجرہؑ کے بارے میں ابراہیمؑ کو تکلیف پہنچانے لگی تھیں، اس سبب سے حضرت غمگین رہتے تھے۔ ابراہیمؑ نے جب اس کی بارگاہِ خدا میں شکایت کی ان کو وحی پہنچی کہ عورت کی مثال ٹیڑھی ہڈی کی سی ہے اگر اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے تو اس سے فائدہ ہو سکتا ہے۔ اگر اس کو سیدھی کرو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی۔ پھر خدا نے ان کو حکم دیا کہ اسمٰعیلؑ اور ہاجرہؑ کو سارہؑ سے علیحدہ کر دو۔ عرض کی خداوندا کس جگہ لے جاؤں؟ فرمایا میرے حرم کی جانب اس جگہ جس کو میں نے دارالامن قرار دیا ہے کہ جو شخص اس میں داخل ہو گا بے خوف رہے گا۔ اور وہ زمین کا پہلا قطعہ ہے جس کو میں نے خلق کیا ہے اور وہ مکّہ ہے۔ جبرئیلؑ ان کے لیئے براق لائے اور ہاجرہؑ و اسمٰعیلؑ اور ابراہیمؑ کو اس پر سوار کر کے مکّہ کی جانب روانہ ہوئے۔ ابراہیمؑ جس بہت مقام پر پہنچتے، جس جگہ درخت ونخلستان و زراعت دیکھتے دریافت کرتے تھے کہ اے جبرئیلؑ کیا وہ جگہ یہی ہے۔ جبرئیلؑ کہتے نہیں بلکہ دوسری جگہ ہے چلے چلیئے۔ یہاں تک کہ مکّہ میں پہنچے۔ جبرئیلؑ نے ان کو خانۂ کعبہ میں اتارا۔ ابراہیمؑ نے سارہؓ سے عہد لیا تھا کہ سواری سے نہ اتریں گے جب تک کہ ان کے پاس نہ واپس آجائیں۔ جب ہاجرہؑ و اسمٰعیلؑ اس مکان میں اترے اس جگہ ایک درخت تھا۔ ہاجرہؑ نے ایک بساط اس درخت کے نیچے بچھا دی اور اس کے سایہ میں اپنے فرزند کے ساتھ ٹھہر گئیں اور ابراہیمؑ واپس ہونے لگے تو ہاجرہؑ نے پوچھا ہم کو اس بے آب وگیاہ مقام میں آپ کس پر چھوڑے جاتے ہیں جہاں کوئی مونس وغمخوار نہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا اس پر چھوڑتا ہوں جس نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم کو اس جگہ پہنچا دوں یہ کہہ کر واپس روانہ ہو گئے۔ جب ایک پہاڑ پر پہنچے جو ذی طوی میں ہے مڑ کر ہاجرہؑ و اسمٰعیلؑ کو دیکھا اور کہا خداوندا تحقیق کہ میں نے اپنے فرزند کو اس وادی میں جہاں پانی نہیں، سبزہ وگیاہ نہیں، تیرے خانۂ محترم کے نزدیک آباد کیا ہے اس لیئے کہ اے پالنے والے وہ نماز قائم کریں۔ لہٰذا تو کچھ لوگوں کے دلوں کو پھیر دے کہ وہ ان کی طرف مائل اور ان کے طالب ہوں اور ان کو میوے نصیب کر تاکہ وہ تیرا شکر کریں۔ یہ کہہ کر روانہ ہوئے اور جناب ہاجرہؑ اسی جگہ رہ گئیں جب سورج بلند ہوا اور اسمٰعیلؑ پیاسے ہوئے تو ہاجرہؑ بے قرار ہوئیں۔ اٹھیں اور اس وادی میں صفا اور مروہ کے درمیان گئیں اور فریاد کی کہ کیا اس وادی میں کوئی مونس ہے حضرت

اسمٰعیلؑ اُن کی نگاہ سے اوجھل ہوگئے۔ جناب ہاجرہؑ کوہِ صفا پر گئیں وہاں سے مروہ کی جانب ایک سراب نظر آیا سمجھیں کہ پانی ہے۔ وہاں سے مروہ کی جانب گئیں جب وہاں پہنچیں دیکھا کہ حاجی آہستہ آہستہ چل رہے اور دوڑ بھی رہے ہیں۔ اسمٰعیلؑ پھر نگاہوں سے پوشیدہ ہوگئے۔ ہاجرہؑ بے چین ہوکر وہاں سے دوڑیں اور اس مقام پر پہنچیں جہاں سے اسمٰعیلؑ نظر آنے لگے۔ پھر مروہ پر پہنچیں تو اُس سراب کو کوہِ صفا کی جانب دیکھا اور صفا کو روانہ ہوئیں پھر جب ایسی جگہ پہنچیں جہاں سے اسمٰعیلؑ نہ دکھائی دیئے تو دوڑ کر اُس مقام پر پہنچیں جہاں سے اسمٰعیلؑ نظر آنے لگے، اسی طرح سات مرتبہ صفا و مروہ کی جانب دوڑیں۔ جب ساتویں پھیرے میں مروہ پر پہنچیں اور اسمٰعیلؑ کی جانب نگاہ کی تو دیکھا کہ پانی اُن کے پیروں کے نیچے سے جاری ہے جناب ہاجرہؑ اسمٰعیلؑ کے پاس دوڑ کر آئیں اور پانی کے چاروں طرف بالو جمع کیا تاکہ بہہ نہ جائے، اسی سبب سے اُس کا زمزم نام رکھا گیا۔ عرفات و ذوالمجاز میں قبیلۂ جرہم اترا ہوا تھا جب مکہ میں پانی ظاہر ہوا اور پرندے اور صحرائی جانور ان پانی کے پاس جمع ہوئے تو جرہم نے جانوروں کو دیکھا اور سمجھے کہ اس جگہ پانی ظاہر ہوا ہے، تو اُس مقام پر آئے وہاں ایک عورت اور ایک بچہ کو ایک درخت کے نیچے مقیم دیکھا۔ ہاجرہؑ سے پوچھا کہ تم کون ہو اور تمہارا اور اس بچہ کا کیا معاملہ ہے؟ فرمایا میں ابراہیمؑ خلیل الرحمٰن کے بیٹے کی ماں ہوں اور یہ اُن کا لڑکا ہے۔ خدا نے اُن کو حکم دیا کہ ہم کو اس جگہ چھوڑ جائیں۔ اُن لوگوں نے کہا کہ آپ اجازت دیجئے کہ ہم لوگ بھی آپ کے نزدیک آباد ہو جائیں۔ تیسرے روز حضرت ابراہیمؑ قطع مسافت کرکے اُن کے دیکھنے کے واسطے آئے۔ جناب ہاجرہؑ نے کہا اے خدا کے خلیل یہاں سے قریب جرہم کے کچھ لوگ ہیں وُہ ہمارے ساتھ رہنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ کیا آپ اُن کو اجازت دیتے ہیں؟ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا ہاں اُن کو اجازت ہے۔ پھر جناب ہاجرہؑ نے جرہم کو اجازت دیدی تو وُہ لوگ اُن کے نزدیک مقیم ہوگئے اور اپنے خیمے برپا کیئے۔ ہاجرہؑ اور اسمٰعیلؑ کو اُن لوگوں سے موانست ہوئی۔ تیسری مرتبہ جب حضرت ابراہیمؑ اُن کے دیکھنے کے لئے آئے اُن کے چاروں طرف لوگوں کی کثرت اور آبادی ملاحظہ کرکے خوش ہوئے۔ اسمٰعیلؑ بڑے ہوئے اور قبیلۂ جرہم کے ہر شخص نے ایک ایک دُو دُو گوسفند اُن کو دیئے یہاں تک کہ اُن کے پاس بہت سے گلے جمع ہوگئے اور وُہ باطمینان زندگی بسر کرنے لگے یہاں تک کہ بالغ ہوئے، اس وقت خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ خانہ کعبہ کی تعمیر کریں۔ اُن دونوں نے عرض کی پروردگارا کس مقام پر تعمیر کریں؟ فرمایا اُس بقعۂ زمین پر جہاں کہ میں نے ایک قُبّہ آدمؑ کے لئے بھیجا تھا اور وُہ نصب کیا گیا تھا۔ جس سے تمام حرم روشن ہوگیا تھا۔ وُہ طوفانِ نوحؑ میں آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا



پھر خدا نے جبرئیلؑ کو بھیجا جنہوں نے خانۂ کعبہ کی جگہ پر خط کھینچا اور خدا نے کعبہ کی بنیادوں کو پھر حضرت ابراہیمؑ کے لیئے بہشت سے بھیجا اور حجرالاسود جس کو خدا نے آدمؑ کے لیئے بھیجا تھا برف سے زیادہ سفید تھا کافروں کے ہاتھ ملنے سے سیاہ ہوگیا۔ الغرض ابراہیمؑ نے کعبہ کو تعمیر کیا۔ اسمٰعیلؑ ذی طویٰ سے پتھر لاتے تھے۔ جب نو ہاتھ دیواریں بلند ہو چکیں تو خدا نے اُن کو حجرالاسود کا پتہ بتایا جو ابوقبیس میں پوشیدہ تھا۔ ابراہیمؑ نے اس کو وہاں سے نکالا اور اس مقام پر نصب کیا جہاں کہ آج موجود ہے اور کعبہ کے لیئے دروازے کھولے۔ ایک مشرق کی جانب دوسرا مغرب کی جانب جس کو مستجار کہتے ہیں۔ پھر کعبہ کے اُوپر لکڑیاں لگائیں اور اُس پر گھاس پھیلا دی اور ہاجرہؑ کی چادر خانہ کعبہ کے گرد لٹکا دی اور کعبہ کے اندر رہنے لگے۔ پھر خدا نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کو حکم دیا کہ کنوآں کھودیں۔ پھر جبرئیلؑ آٹھویں ذی الحجہ کو نازل ہوئے اور کہا اے ابراہیمؑ اُٹھیے اور پانی مہیا کیجئے کیوں کہ اُس زمانہ میں منیٰ اور عرفات میں پانی نہ تھا۔ روز ہشتم کو اسی لیئے ترویہ کہتے ہیں کیونکہ ترویہ کے معنی سیرابی کے ہیں۔ پھر جبرئیلؑ ابراہیمؑ کو منیٰ میں لے گئے اور شب وہیں بسر کی اور تمام اعمال حج کے اُن کو تعلیم کیئے جس طرح آدمؑ کو تعلیم کیئے تھے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو دُعا کی کہ خداوندا اس مقام کو ایک ایسا با امن قرار دے جو ہر شہر سے زیادہ پُر امن ہو اور اُس کے باشندوں کو پھل روزی کر جو ان میں خدا اور روز قیامت پر ایمان لائے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ پھل سے مراد دلوں کے میوے ہیں۔ یعنی ان کی محبّت لوگوں کے دلوں میں قائم فرما تاکہ اطرافِ عالم سے اُن کی طرف آئیں۔

دوسری صحیح حدیث میں آنحضرت سے منقول ہے کہ جب ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ کو مکّہ میں چھوڑ دیا۔ اسمٰعیلؑ پیاسے ہوئے۔ صفا و مروہ کے درمیان ایک درخت تھا۔ اُن کی ماں باہر آئیں اور کوہِ صفا پر جا کر کھڑی ہوئیں اور فریاد کی کہ کیا کوئی اس وادی میں انیس و غمخوار ہے کوئی جواب نہ ملا پھر مروہ پر پہنچیں اور آواز دی جواب نہ ملا۔ پھر صفا پر واپس آئیں اور ندا کی کچھ جواب نہ آیا یہاں تک کہ سات مرتبہ اسی طرح کیا۔ پس سنت یہ جاری ہوگئی کہ صفا و مروہ کے درمیان سات مرتبہ سعی کریں۔ پھر جبرئیلؑ ہاجرہؑ کے پاس آئے اور کہا تم کون ہو کہا میں حضرت ابراہیمؑ کے فرزند کی ماں ہوں۔ کہا ابراہیمؑ نے یہاں تم کو کس پر چھوڑ دیا ہے؟ جناب ہاجرہؑ نے کہا میں نے بھی اُن سے یہی سوال کیا تھا جبکہ وہ ہم کو چھوڑ کر واپس جا رہے تھے تو انہوں نے کہا تھا کہ خداوند عالمین پر۔ جبرئیلؑ نے کہا تم کو اُس کے بھروسہ پر چھوڑا ہے جو یقیناً کافی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ لوگ مکّہ میں گزرنے

سے پرہیز کرتے تھے کیونکہ وہاں پانی نہ تھا حضرت اسمٰعیلؑ اپنے پیروں کو زمین میں پیاس کے سبب سے رگڑتے تھے ناگاہ ان کے قدموں کے نیچے سے آب زمزم جاری ہوا۔ پھر جب جناب ہاجرہؑ اسمٰعیلؑ کے نزدیک آئیں اور پانی کو جاری دیکھا اُس پانی کے گرد خاک جمع کرنے لگیں۔ اور اگر اُس کے حال پر چھوڑ دیتیں تو وُہ ہمیشہ جاری رہتا۔ اُس وقت یمن کے کچھ سوار گذر رہے تھے انہوں نے چڑیوں کو دیکھا کہ اُس کے گرد جمع ہو رہی ہیں سمجھ گئے کہ یہ طیور پانی کے سبب سے جمع ہوئے ہیں لہذا وہ لوگ پانی کے پاس آئے جناب ہاجرہؑ نے اُن کو پانی دیا۔ اُن لوگوں نے بہت سا کھانا ہاجرہؑ کو دیا۔ حق تعالیٰ نے اُس پانی کے سبب سے اُن کی روزی جاری کر دی کیونکہ ہمیشہ قافلے ان کے پاس آتے تھے اور اُس پانی سے فائدہ حاصل کرتے تھے اور اُن کو طعام دیتے تھے۔

دوسری معتبر سند کے ساتھ آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ حج کریں اور اسمٰعیلؑ کو اپنے ساتھ حج کے لیے لے جائیں اور ان کو حرم میں ساکن کریں۔ دونوں باپ بیٹے حج کے واسطے ایک سُرخ اُونٹ پر روانہ ہوئے ان کے ساتھ سوائے جبرئیلؑ کے کوئی نہ تھا۔ جب حرم میں پہنچے جبرئیلؑ نے کہا اے ابراہیمؑ نیچے اُتریئے اور حرم میں داخل ہونے سے پہلے غسل کیجئے۔ ابراہیمؑ نے غسل کیا جبرئیلؑ نے ان کو احرام کی تعلیم دی۔ پھر ان کو حج کی صدائے تلبیہ بلند کرنے کو کہا کہ ان چار تلبیوں کو کہیں جو پیغمبرانِ خدا کہا کرتے تھے۔ پھر ان کو صفا کی جانب لائے۔ وُہ اُونٹ سے اُترے جبرئیلؑ ان کے درمیان کھڑے ہوئے اور کعبہ کی طرف مُنہ کر کے اللہ اکبر کہا۔ پھر الحمدللہ کہا اور خدا کو بزرگی کے ساتھ یاد کیا اور خدا کی ثنا کی۔ ان دونوں حضرات نے بھی ایسا ہی کیا۔ پھر وہاں سے حمد و ثنا کرتے ہوئے جبرئیلؑ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جبرئیلؑ ان کو حجر اسود کے پاس لائے اور اُن کو حکم دیا کہ ہاتھ حجر اسود پر ملیں اور اس کو بوسہ دیں اور سات بار طواف کریں۔ ان کو مقامِ ابراہیمؑ پر کھڑا کیا کہ دو رکعت نماز ادا کریں۔ غرض تمام مناسکِ حج ان کو تعلیم کیئے۔ جب تمام اعمال سے فارغ ہوئے ابراہیمؑ واپس چلے گئے۔ اسمٰعیلؑ تنہا مکہ میں رہ گئے۔ کوئی اُن کے ساتھ نہ تھا۔ پھر آئندہ سال خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ حج کے لیئے جائیں اور خانہ کعبہ کی تعمیر کریں۔ اس وقت بھی اہل عرب زیادہ تر حج کو جاتے تھے۔ خانہ کعبہ خراب ہو گیا تھا صرف چند آثار باقی رہ گئے تھے لیکن اس کی وسعت معروف و معلوم تھی۔ جب عرب حج سے واپس چلے گئے اسمٰعیلؑ نے پتھروں کو جمع کر کے کعبہ کے اندر رکھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے اور کعبہ کی تعمیر میں مشغول ہوئے۔ مٹی اور پتھر اُٹھایا اور



اصل بنیاد تک پہنچایا۔ کعبہ کی زمین ایک سُرخ پتھر تھی خدا نے وحی کی کہ کعبہ کی بنیاد اس پتھر پر رکھیں اور چار فرشتوں کو اُن کے پاس بھیجا کہ پتھر جمع کریں فرشتے پتھر دیتے جاتے تھے اور ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ دیوار تعمیر کر رہے تھے یہاں تک کہ دیواریں بارہ ہاتھ بلند ہوئیں اس کے لیئے دو دروازے قائم کئے تاکہ ایک دروازہ سے داخل ہوں اور دوسرے دروازہ سے باہر جائیں۔ پھر اس کے لیئے چوکھٹ قائم کیئے اور اُن کے کواڑوں میں زنجیریں لگائیں لیکن کعبہ عریاں تھا۔ جب لوگ مکہ میں وارد ہوئے۔ اسمٰعیلؑ نے قبیلۂ حمیر کی ایک عورت کے بارے میں خدا سے سوال کیا کہ اس سے اُن کے لیئے تزویج کا موقع حاصل ہو لیکن وُہ عورت شوہر دار تھی۔ خدا نے اس کے شوہر کے لیئے مَوت مقدر فرمایا۔ جب اس کا شوہر مر گیا تو وُہ عورت اپنے شوہر کے غم میں مکہ ہی میں رہ گئی۔ خدا نے اُس کے حُزن کو صبر سے تبدیل کیا اور اسمٰعیلؑ کی خواستگاری اُس کو میسّر کی۔ وُہ عورت بہت سمجھ دار اور عقلمند تھی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حج کے لیئے آئے اسمٰعیلؑ سے ملاقات کے لیئے اُن کے گھر بھی گئے۔ وُہ موجود نہ تھے روزی کی فکر میں کہیں گئے تھے۔ ان کی زوجہ نے ابراہیمؑ کو دیکھا کہ وُہ ایک مردِ پیر ہیں اور گرد میں بھرے ہوئے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس سے پوچھا کہ تم لوگ کیسے؟ کہا بہت اچھے ہیں۔ پھر اسمٰعیلؑ کا حال دریافت کیا۔ عورت نے اُن کی تعریف کی اور کہا کہ اُن کی حالت بہت اچھی ہے۔ پُوچھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو؟ کہا قبیلۂ حمیر سے۔ یہ معلوم کر کے حضرت ابراہیمؑ واپس چلے گئے ایک خط لکھ کر اس عورت کو دے گئے کہ جب تمہارا شوہر آئے تو اس کو دے دینا۔ جب اسمٰعیلؑ واپس آئے خط کو پڑھا اور پُوچھا کہ اس مردِ پیر کو تم جانتی ہو کہ کون تھے؟ اس نے کہا وہ بہت نیک اور تم سے مشابہ معلوم ہوتے تھے۔ فرمایا وُہ میرے پدر تھے۔ عورت نے کہا واسواتاہ۔ اسمٰعیلؑ نے کہا کیوں شاید اُن کی نگاہ تمہارے کسی حصّۂ جسم پر پڑی۔ اُس نے کہا نہیں لیکن افسوس کہ اُن کی خدمت مجھ سے نہیں ہوئی۔

اُس عاقلہ عورت نے کعبہ کے دونوں دروازوں کے لئے دو پردے بنا دیئے جن کی لمبائی بارہ ہاتھ تھی اور اُن کو دروازوں پر لٹکا دیا جو بہت اچھے معلوم ہوئے تو اُس نے تمام عمارت کعبہ کے واسطے لباس تیار کرنے کا مشورہ کیا تاکہ پتھروں کی بدنمائی پوشیدہ ہو جائے اسمٰعیلؑ نے کہا بہتر ہے۔ تو وہ نہایت عجلت کے ساتھ متوجہ ہوئی اور اپنے قبیلہ کی عورتوں کے پاس کاتنے کے لیئے اُون بھیجا۔ اسی روز سے یہ سنّت عورتوں میں جاری ہوئی کہ اس طرح آپس میں ایک دُوسرے کی مدد کرتی ہیں۔ پھر تیزی کے ساتھ اُس نے پردے بُننا شروع کیئے

اور اپنے قبیلے اور شناسا لوگوں سے مدد حاصل کی۔ پردے تیار کر کے ہر طرف لٹکاتی جاتی تھی یہاں تک کہ حج کا زمانہ آ گیا اور ایک سمت کا پردہ باقی رہ گیا اور تیار نہ ہو سکا۔ اس نے حضرت اسمٰعیلؑ سے کہا کہ اب اس طرف کے لیئے کیا کروں کیونکہ اس کا جامہ تیار نہ ہو سکا۔ آخر اس طرف کے لیئے برگِ خرما کے پردے تیار کر کے لٹکا دیئے۔ حج کا وقت آ گیا اور اس مرتبہ بہت زیادہ عرب آئے کہ اس سے پہلے نہیں آئے تھے۔ انہوں نے چند نئی باتیں ملاحظہ کیں جو ان کو اچھی معلوم ہوئیں۔ تو کہنے لگے کہ اس مکان کی تعمیر کرنے والے کے لیئے مناسب ہے کہ ہم ہدیہ لایا کریں۔ پس اُس روز سے خانہ کعبہ کے لیئے ہدیہ مقرر ہُوا اور عرب کے تمام قبیلے خانہ کعبہ کے لیئے ہدیئے مثل روپیہ وغیرہ کے لانے لگے یہاں تک کہ بہت سا مال جمع ہو گیا تو اُس لیف خرما کے پردے ہٹا دیئے گئے اور کعبہ کا لباس پُورا کر کے اس کے گرد لٹکا دیا گیا۔ کعبہ پر چھت نہیں تھی۔ اسمٰعیلؑ نے لکڑی کے ایسے کھمبے بنائے جیسے آجکل دیکھے جاتے ہیں اور اُس کی چھت لکڑیوں اور خشک شاخوں سے دُرست کی اور گیلی مٹی اس پر پھیلا دی۔ جب دُوسرے سال عرب آئے اور کعبہ میں داخل ہُوئے دیکھا اُس کی عمارت میں اور اضافہ ہُوا ہے کہنے لگے سزاوار یہ ہے کہ اس عمارت کی تعمیر کرنے والے کے لیئے ہدیئے اور زیادہ لائے جائیں۔ پھر آئندہ سال بہت سے ہدیئے لائے۔ حضرت اسمٰعیلؑ نہیں جانتے تھے کہ ان ہدیوں کو کیا کریں۔ خدا نے اُن کو وحی کی کہ ان کو ذبح کرو اور حاجیوں کے لیئے طعام کا انتظام کرو۔ اسمٰعیلؑ نے حضرت ابراہیمؑ سے کمئ آب کی شکایت کی۔ خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو وحی کی کہ ایک کنوآں کھودیں جس سے حاجیوں کے پانی پینے کا انتظام ہو۔ پھر جبرئیلؑ نازل ہُوئے اور چاہِ زمزم کھودا گیا۔ جبرئیلؑ نے کہا اے ابراہیمؑ چاروں طرف کنوئیں کے بسم اللہ کہہ کے پھاوڑہ مارو۔ حضرت ابراہیمؑ نے پہلی ضرب اُس زاویہ پہ لگائی جو کعبہ کی جانب ہے اور بسم اللہ کہا تو چشمہ جاری ہو گیا۔ پھر بسم اللہ کہہ کے ہر طرف ضرب لگائی تو چشمہ جاری ہو گیا۔ جبرئیلؑ نے کہا اے ابراہیمؑ اس پانی کو پیو اور دُعا کرو کہ خدا اس میں تمہارے فرزندوں کے لیئے برکت عطا فرمائے اور جبرئیلؑ اور ابراہیمؑ دونوں کنوئیں سے باہر آئے۔ پھر جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ پانی اپنے سر اور بدن پر چھِڑکو اور کعبہ کے گرد طواف کرو کیونکہ یہ وُہ پانی ہے جسے خدا نے تمہارے فرزند اسمٰعیلؑ کے لیئے عطا فرمایا ہے۔ پھر حضرت ابراہیمؑ واپس ہوئے اسمٰعیلؑ نے حرم کے باہر تک آپ کی مشایعت کی۔ ابراہیمؑ چلے گئے اور اسمٰعیلؑ حرم میں واپس آئے۔ خدا نے اُس زن جرہمیہ سے ایک فرزند عطا فرمایا اُس سے پہلے اس عورت کے کوئی بچّہ نہیں پیدا ہُوا تھا،





حضرت اسمٰعیلؑ نے اُس کے بعد چار عورتوں سے عقد کیا اور ہر ایک سے خدا نے اُن کو چار چار فرزند عطا فرمائے۔ اُدھر موسمی بیماری میں ابراہیمؑ نے عالم بقا کی جانب رحلت فرمائی اسمٰعیلؑ کو اس کی اطلاع نہ تھی۔ جب حج کا موسم آیا اسمٰعیلؑ اپنے پدر بزرگوار کے انتظار میں تھے، تو جبرئیلؑ نازل ہوئے اور اُن کو ابراہیمؑ کی رحلت کی اطلاع دی۔ اور تعزیت کی اور کہا اے اسمٰعیلؑ اپنے باپ کی موت پر ایسی باتیں نہ کہو جو خدا کی ناراضی کا سبب ہو۔ ابراہیمؑ خدا کے بندوں میں ایک بندہ تھے۔ خدا نے اُن کو اپنے جوارِ رحمت میں بُلا لیا، انہوں نے قبول کیا۔ پھر اُن کو خبر دی کہ تم بھی ایک روز اپنے باپ سے ملحق ہونے والے ہو۔ اسمٰعیلؑ کا ایک چھوٹا لڑکا تھا جس کو وُہ بہت عزیز رکھتے تھے اور چاہتے تھے کہ ان کے بعد نبوّت و خلافت اسی کو ملے۔ لیکن خدا کو منظور نہ تھا اُس نے دُوسرے فرزند کو اُن کی وصایت و خلافت کے لیئے مقرر فرمایا۔ جب حضرت اسمٰعیلؑ کی وفات کا وقت آیا اُس فرزند کو آپ نے طلب کیا جس کو خدا نے معیّن کیا تھا۔ اور وصیّت کی اور کہا اے فرزند جب تمہاری موت کا وقت آئے ایسا ہی کرنا جیسا کہ میں نے کیا۔ اور جب تک کہ خدا کسی کو خلافت کے لیئے معیّن نہ کرے تم خود معیّن نہ کرنا۔ غرض کہ ہمیشہ سے یہ طریقہ ہے کہ کوئی امام دُنیا سے نہیں جاتا مگر یہ کہ خدا اس کو خبر دیتا ہے کہ وُہ کس کو اپنا وصی قرار دے۔

دُوسری معتبر سند سے منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ سے عرض کی کہ ایک گروہ جو ہمارے پاس رہتا ہے کہتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ خلیلؑ الرحمٰن نے تیشے سے ایک نالاب پر اپنا ختنہ کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا سبحان اللہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ وُہ لوگ کہتے ہیں وُہ ابراہیمؑ پر جھُوٹ باندھتے ہیں۔ راوی نے عرض کی فرمائیے کہ کیوں کر ہُوا ہے فرمایا انبیاءؑ کی ناف اور غلافِ ختنہ ولادت کے ساتویں روز گر جاتا ہے۔ جب حضرت اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے اُن کا بھی غلافِ ختنہ اور ناف گر گئی۔ سارہؑ نے ہاجرہؓ کو سرزنش کی جس طرح کہ کنیزوں کو سرزنش کی جاتی ہے شاید رنگ کی سیاہی یا بدبُو کی وجہ سے کی ہو! ہاجرہؓ کو بہت صدمہ ہُوا اور وُہ روئیں۔ جب اسمٰعیلؑ نے ماں کو روتے ہوئے دیکھا وُہ بھی رونے لگے۔ حضرت ابراہیمؑ تشریف لائے اور اسمٰعیلؑ سے رونے کا سبب پُوچھا۔ اسمٰعیلؑ نے کہا سارہؑ نے میری ماں کو اس طرح سرزنش کی ہے۔ وُہ روئیں۔ اُن کے رونے سے سبب سے میں بھی گریاں ہُوا۔ یہ سُن کر ابراہیمؑ اپنی جائے نماز پر تشریف لے گئے۔ خدا سے مناجات کی اور سوال کیا کہ اس غم کو ہاجرہؓ سے دُور کر دے۔ حضرتؑ کی دُعا مقبول ہُوئی۔ جب سارہؑ سے اسحٰقؑ پیدا ہوئے ساتویں روز ناف تو گر گئی لیکن غلافِ ختنہ

جب ابراہیمؑ تشریف لائے سارہؓ نے کہا یہ کیا معاملہ ہے جو آلِ ابراہیمؑ اور اولادِ پیغمبران میں ظاہر ہُوا یہ تمہارا فرزند اسحٰقؑ ہے جس کی ناف تو گر گئی مگر غلاف دُور نہیں ہُوا۔ حضرت ابراہیمؑ اپنی جائے نماز پر گئے اور اپنے پروردگار سے اس واقعہ کی شکایت کی۔ خدا نے وحی کی کہ یہ اُس سرزنش کا سبب ہے جو سارہؓ نے ہاجرہؓ کو کی تھی۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ پیغمبروں کی اولاد میں سے کسی کا یہ غلاف دُور نہ کروں گا۔ لہٰذا اسحٰقؑ کا ختنہ کرو اور لوہے کی گرمی کا مزہ ان کو چکھاؤ۔ غرض ابراہیمؑ نے اسحٰقؑ کا ختنہ لوہے سے کیا۔ اس کے بعد یہ سُنّت جاری ہُوئی کہ تمام لوگ اپنی اولاد کا ختنہ لوہے سے کرتے ہیں۔

بسندِ معتبر حضرت امیرؑ المومنین سے مروی ہے کہ منیٰ میں رمی جمرات کا سبب یہ ہے کہ جب جبرئیلؑ حضرت ابراہیمؑ کو مناسکِ حج کی تعلیم کر رہے تھے تو شیطان جمرۂ اولیٰ میں ابراہیمؑ کے سامنے ظاہر ہُوا۔ جبرئیلؑ نے ابراہیمؑ سے کہا کہ اس کو پتھر سے ماریں۔ ابراہیمؑ نے سات پتھر اُس کی طرف پھینکے۔ شیطان اُسی جگہ زمین میں غائب ہوگیا۔ پھر جمرۂ دوم میں ظاہر ہوا۔ پھر سات پتھر اُس پر پھینکے۔ وُہ زمین میں غائب ہوگیا اور جمرۂ سوم میں ظاہر ہُوا۔ پھر اُس پر سات پتھر پھینکے وُہ زمین میں غائب ہوگیا پھر ظاہر نہ ہُوا۔

بسند ہائے صحیح ومعتبر حضرت امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ سکینہ ایک اچھی ہوا ہے جو بہشت سے باہر آتی ہے اور انسان کی سی صورت رکھتی ہے اور نہایت خوشبو دار ہوتی ہے۔ وُہ ہوا ابراہیمؑ پر نازل ہوئی جبکہ وُہ خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے۔ اساس خانہ حرکت میں تھی اور ابراہیمؑ اس کی بُنیاد عقب سے رکھ رہے تھے۔

ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ عربی گھوڑے وحشی تھے۔ جب ابراہیمؑ واسمٰعیلؑ خانہ کعبہ کے ستونوں کو باہر لائے خدا نے ابراہیمؑ کو وحی کی کہ میں نے تم کو ایک خزانہ دیا ہے کہ تم سے پہلے کسی کو نہیں دیا۔ پس ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ ایک پہاڑ پر گئے جس کو برجیا کہتے ہیں اور گھوڑوں کو طلب کیا اور کہا الاہلا الا ہلم۔ تو زمین عرب کے تمام گھوڑے آکر اُن کے مطیع ہُوئے۔ اسی سبب سے اُن گھوڑوں کو جیاد کہتے ہیں۔

بہت سی معتبر حدیثوں میں امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہم السّلام سے منقول ہے کہ جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ تعمیر کعبہ سے فارغ ہُوئے حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ لوگوں کو حج کی ندا کریں۔ حضرتؑ ارکانِ کعبہ کے ایک رُکن پر کھڑے ہُوئے اور دوسری روایت کے موافق مقام پر کھڑے ہُوئے۔ وُہ مقام اس قدر بلند ہوا کہ ابوقبیس کے برابر بلند ہوگیا۔ پھر آپ نے لوگوں کو حج کے لیئے طلب کیا۔ خدا نے آپ کی آواز اُن لوگوں تک پہنچا دی



جو باپ کے صلب اور ماں کے شکم میں تھے جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ ان سب نے کہا: لَبَّیْكَ دَاعِیَ اللّٰہِ لَبَّیْكَ دَاعِیَ اللّٰہِ۔ جس شخص نے ایک مرتبہ لبیک کہا ایک بار حج کرتا ہے اور جس شخص نے دو بار کہا دو حج کرتا ہے اور جس نے پانچ مرتبہ کہا پانچ حج کرتا ہے اور جس شخص نے لبّیک نہیں کہا وُہ حج نہیں کرتا۔

حدیث معتبر میں امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ سب سے پہلے عربی گھوڑوں پر حضرت اسمٰعیلؑ سوار ہُوئے۔ گھوڑے پہلے وحشی تھے اُن پر کوئی سوار نہیں ہوسکتا تھا۔ خدا نے سب کو اسمٰعیلؑ کے لیئے کوہِ منیٰ سے جمع کیا اسی سبب سے اُن کو اعراب کہتے تھے کیونکہ اسمٰعیلؑ عرب تھے۔

بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ صفا ومروہ کے درمیان دوڑنے کی سنّت اس لئے ہوئی کہ ابراہیمؑ جب اُس مقام پر پہنچے اُن کے پاس شیطان آیا۔ جبرئیل نے کہا اس پر حملہ کیجئے۔ پس شیطان بھاگا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اُس کے پیچھے دوڑے۔ فرمایا کہ منیٰ کو اس لیئے منیٰ کہتے ہیں کہ جبرئیلؑ نے حضرت سے کہا کہ جو آرزوئیں آپ کی ہوں اُن کی تمنّا کیجئے اور اپنے پروردگار سے طلب کیجئے اور عرفات کو اس لیئے عرفات کہتے ہیں جب آفتاب کا زوال ہُوا جبرئیلؑ نے ابراہیمؑ سے کہا کہ اپنے گناہوں کا اعتراف کیجئے اور اپنے مناسکِ حج کو پہچانیئے۔ جب آفتاب غروب ہوگیا اُن سے کہا ازدلف الی المشعر الحرام یعنی مشعر الحرام سے نزدیک ہو جیے۔ اس سبب سے مشعر کو مزدلفہ کہتے ہیں۔

حدیث صحیح میں ہے کہ آنحضرتؐ سے لوگوں نے پوچھا کہ سارہؓ نے کیوں یہ کہا کہ خداوندا میں نے ہاجرہؓ سے جو کچھ کیا اُس کا مؤاخذہ مجھ سے نہ کر۔ فرمایا کہ سارہؓ نے ہاجرہؓ کا ختنہ کر دیا تھا تاکہ اُن میں عیب ہو جائے۔ لیکن اُن کے حسن کی زیادتی کا سبب ہوگیا۔ اُس کے بعد سے عورتوں کا ختنہ کرنے کی سُنّت جاری ہوئی۔

بسندِ معتبر حضرت امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کو مکّہ میں ساکن کیا خدا سے دُعا کی کہ معبُودا اُن کو میوے عطا فرما۔ خدا نے اُردن کی زمین کے ایک ٹکڑے کو حکم دیا جو شام میں ایک مقام ہے تو وُہ زمین کا ٹکڑا وہاں سے میوؤں اور باغوں کو لیئے ہُوئے علیحدہ ہو کر مکّہ میں آیا اور خانہ کعبہ کے گرد سات مرتبہ طواف کیا اور اس مقام پر ساکن ہُوا۔ اس سبب سے اس کا نام طائف ہُوا۔

بسند حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے دو لڑکے تھے ایک زنِ محصنہ سے ایک کنیز سے۔ لیکن فرزندِ کنیز بہتر تھا۔ جب ملائکہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس ولادت

اسحٰقؑ کی خوشخبری لائے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فرمایا کہ ضحک سے مُراد ہنسنا نہیں بلکہ حیض کا آنا ہے یعنی ان کی زوجہ کھڑی تھیں جب اس خوشخبری کو سُنا تو حائض ہو گئیں حالانکہ اُن کی عمر نوّے برس کی ہو چکی تھی اور حضرت ابراہیمؑ کی عمر ایک سو بیس سال گذر چکی تھی۔ اور قوم نے جب اسحٰقؑ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ عجیب حال ہے اُن دونوں مرد و زن کا کہ اس سن میں ایک لڑکا کہیں سے لے آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا لڑکا ہے۔ جب اسحٰقؑ بڑے ہوئے تو اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس قدر مشابہ تھے کہ لوگوں کو شک ہوتا تھا اور اُن دونوں کے درمیان فرق نہیں کر سکتے تھے یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی ریش کے بالوں کو سفید کر دیا۔ اس طرح دونوں کے درمیان فرق پیدا ہُوا۔ ایک روز ابراہیمؑ اپنی داڑھی کو حرکت دے رہے تھے اس میں ایک سفید بال مشاہدہ فرمایا۔ کہ خداوندا یہ کیا ہے؟ ان کو وحی ہوئی کہ یہ تمہارا وقار ہے۔ عرض کی خدایا میرے وقار کو زیادہ کر۔

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ بڑے ہُوئے ایک روز باہم دوڑے اور اسمٰعیلؑ آگے نکل گئے تو ابراہیمؑ نے اُن کو اُٹھا لیا اور گود میں بٹھایا اور اسحاقؑ کو اپنے پہلو میں بٹھایا۔ سارہؑ کو یہ دیکھ کر غصّہ آیا اور کہا اب نوبت یہاں تک پہنچی کہ آپ میرے فرزند اور کنیز کے فرزند کو برابر بھی نہیں سمجھتے بلکہ فرزندِ کنیز کو میرے فرزند پر فوقیت دیتے ہیں۔ میرے پاس سے اس لڑکے کو دُور کیجئے۔ لہٰذا ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ اور ہاجرہؑ کو کعبہ کے پاس پہنچا دیا۔ جب ان کا کھانا ختم ہو گیا ابراہیمؑ نے چاہا کہ واپس جائیں اور اُن کے لیئے طعام کی فکر کریں، ہاجرہؑ نے پوچھا مجھ کو کس پر چھوڑتے ہیں؟ فرمایا خداوندِ عالمیان پر چھوڑتا ہوں۔ اُن کو بہت زیادہ بھوک لگی تھی تو ہاجرہؑ پر جبرئیلؑ نازل ہُوئے اور پُوچھا کہ ابراہیمؑ نے تم کو کس کے سہارے چھوڑا ہے؟ کہا ہم کو خدا پر چھوڑا ہے جبرئیلؑ نے کہا تم کو کفایت کرنے والے پر چھوڑا ہے۔ اور اپنا ہاتھ چاہِ زمزم میں ڈال کر گھمایا تو اُس میں پانی جاری ہو گیا۔ جناب ہاجرہؑ نے ایک مشک لی کہ پانی سے بھر لیں اس خوف سے کہ کہیں پانی زائل نہ ہو جائے۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ پانی تمہارے لیئے باقی رہے گا اپنے لڑکے کو لاؤ۔ غرض وُہ لوگ پانی پی کر مطمئن ہُوئے۔ پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور اُن سے واقعہ بیان کیا گیا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ وُہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔

بسندِ حسن حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ اسمٰعیلؑ نے عمالقہ کی ایک عورت سے نکاح کیا جس کو سامہ کہتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسمٰعیلؑ کو دیکھنے کے مشتاق ہو کر دراز گوش پر سوار ہُوئے تو سارہؑ نے اُن سے عہد لیا کہ وہاں پہنچ کر زمین پر نہ اُتریں جب تک کہ اُن کے پاس واپس نہ آجائیں۔ جب وُہ مکّہ میں پہنچے جناب ہاجرہؑ رحلت کر چکی تھیں — زوجۂ اسمٰعیلؑ سے پوچھا تمہارے شوہر کہاں ہیں؟ کہا شکار کو گئے ہیں۔ پُوچھا تم لوگوں کا کیا حال ہے؟ کہا نہایت خراب اور زندگی دُشواری میں گذر رہی ہے۔ لیکن حضرت کو اُترنے کے لیئے نہ کہا۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا جب تمہارا شوہر آجائے تو کہنا کہ ایک مردِ پیر آیا تھا اُس نے کہا ہے کہ اپنے گھر کی چوکھٹ بدل دو۔ جب اسمٰعیلؑ گھر پر واپس آئے تو اپنے پدر کی خوشبو محسُوس کی۔ سامہ سے پُوچھا کہ کوئی شخص تیرے پاس آیا تھا؟ کہا ہاں ایک مردِ ضعیف آیا تھا اور حکم دیا ہے کہ اپنے گھر کی چوکھٹ میں تبدیلی کر دینا۔ اسمٰعیلؑ نے یہ سُن کر اس کو طلاق دے دیا۔ پھر دُوسری مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسمٰعیلؑ کو دیکھنے کے ارادہ سے چلے تو سارہؑ نے پھر وُہی شرط کی کہ سواری سے نہ اُتریں جب تک کہ واپس نہ آجائیں۔ حضرتؑ جب مکّہ میں آئے اسمٰعیلؑ پھر موجود نہ تھے، لیکن دُوسری عورت سے نکاح کر چکے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس سے پُوچھا کہ تیرا شوہر کہاں ہے؟ اُس نے کہا خدا آپ کو عافیت دے وُہ شکار کو گئے ہیں۔ پُوچھا تم لوگ کیسے ہو؟ کہا بہت اچھے ہیں۔ پُوچھا تمہارا حال کیسا ہے؟ کہا خدا کا فضل و کرم شاملِ حال ہے۔ آپ سواری سے اُتریئے خدا آپ پر رحمت نازل کرے جب تک کہ اسمٰعیلؑ واپس نہ آئیں قیام کیجئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے انکار کیا۔ اس نے اصرار کیا، ابراہیمؑ نے پھر انکار کیا۔ اُس نے کہا اچھا اپنا سر آگے لایئے کہ گرد و غبار دھو دوں۔ یہ کہہ کر پانی اور ایک پتھر لائی۔ ابراہیمؑ نے اپنا ایک پاؤں اُٹھا کر پتھر پر رکھا دُوسرا پاؤں رکاب میں تھا تو ایک جانب سرِ مُبارک کو اُس نے دھویا پھر دُوسری جانب دُوسرا پیر کو پتھر پر رکھ کر آپ کے دُوسرے جانب کے سر کو دھویا۔ حضرتؑ نے اُس عورت کو دُعا دی اور کہا جب تیرا شوہر آجائے اُس سے کہنا کہ ایک مردِ پیر آیا تھا اُس نے کہا ہے کہ اپنے گھر کی چوکھٹ کی رعایت اور محافظت کرنا کیونکہ یہ بہتر ہے۔ جب اسمٰعیلؑ واپس گھر آئے اپنے باپ کی خوشبو سونگھی۔ بیوی سے پُوچھا کہ کوئی اس جگہ آیا تھا؟ کہا ہاں ایک ضعیف آدمی آئے تھے۔ یہ اُن کے پیروں کی جگہ ہے جو پتھر پر باقی ہے۔ حضرت اسمٰعیلؑ گر پڑے۔ اور اپنے باپ کے قدم کے نشانات کو بوسہ دیا۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ سارہؑ پیغمبروں کی اولاد سے تھیں اور ابراہیمؑ نے اُن کے ساتھ اس شرط پر عقد کیا تھا کہ وُہ اُنکی مخالفت نہ کریں گی اور جو کچھ آپ اُن کو حکم دیں گے وُہ حق کے خلاف نہ ہوگا اور وُہ اُس کو منظور کریں گی۔

حضرت ابراہیمؑ روزانہ کوفہ کے راستہ سے مکّہ جاتے تھے اور واپس آتے تھے۔

حدیث صحیح میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ ابراہیمؑ نے سارہؑ سے اجازت طلب کی کہ اسمٰعیلؑ سے ملاقات کرنے مکّہ جائیں۔ اُنہوں نے اس شرط سے اجازت دی کہ رات کو واپس آجائیں اور دراز گوشں سے نیچے نہ اُتریں۔ راوی نے پُوچھا کہ ایسا کیونکر ہوسکتا تھا؟ فرمایا کہ مسافتِ زمین اُن کے لیئے کم ہوجاتی تھی۔

دُوسری حدیث میں فرمایا کہ جب اسمٰعیلؑ پیدا ہُوئے سارہؑ کو بہت غیرت معلوم ہُوئی۔ خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ اُن کی متابعت کریں۔ انہوں نے حضرتؑ سے کہا کہ ہاجرہؑ کو لے جاکر ایسی جگہ چھوڑ آیئے جہاں نہ زراعت ہو اور نہ کوئی دُودھ دینے والا جانور ہو۔ ابراہیمؑ ہاجرہؑ کو کعبہ کے قریب چھوڑ گئے۔ اُس وقت مکہ میں نہ پانی دستیاب تھا نہ کوئی آباد تھا۔ وہاں حضرتؑ نے اُن کو چھوڑا اور روتے ہُوئے واپس گئے۔

قطب راوندی نے کہا ہے کہ جب اسمٰعیلؑ سن شباب کو پہنچے سات بکریاں جمع کیں۔ اور یہی اُن کا اصل مال تھا۔ اُن کی نشوونما کی۔ وُہ عربی میں گفتگو کرتے تھے۔ تیر اندازی جانتے تھے انہوں نے اپنی ماں کی وفات کے بعد قبیلۂ جرہم کی ایک عورت کو اپنے حبالۂ نکاح میں لیا جس کا نام زحلہ تھا یا عماوہ۔ پھر اُس کو طلاق دے دیا۔ کوئی اولاد اُس سے نہیں ہُوئی۔ اُس کے بعد سیّدہ دختر حارث بن قصاص سے عقد کیا اُس سے لڑکے پیدا ہُوئے۔ اُن کی عمر مبارک ایک سو سینتیس[۱۳۷] سال ہُوئی۔ اور وُہ بعد وفات حجرِ اسمٰعیلؑ میں دفن ہُوئے۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت اسمٰعیلؑ کی عمر ایک سو تیس[۱۳۰] سال کی ہُوئی اور وُہ اپنی ماں کے پاس حجر میں دفن ہُوئے اور ہمیشہ فرزندانِ اسمٰعیلؑ امرِ خلافت کے حامل اور بیت اللہ کے محافظ رہے اور ایک بزرگ کے بعد اُن کے دُوسرے بزرگ نے عدنان بن اود کے زمانہ تک لوگوں کے حج اور امورِ دین کو قائم رکھا اور دُوسری صحیح حدیث میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ پسرانِ ابراہیمؑ کی عمریں ایک ایک سو بیس بیس سال ہوئیں [۱]

بسند معتبر حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ اور ہاجرہؑ کو مکّہ میں پہنچایا اور رُخصت کیا تو ہاجرہؑ اور اسمٰعیلؑ رونے لگے۔ حضرتؑ نے فرمایا کیوں روتے ہو میں نے تم کو اس زمین میں چھوڑا ہے جو خدا کے نزدیک محبُوب ترین زمین ہے اور اُس کا حرم ہے۔ جناب ہاجرہؑ نے کہا میں نہیں جانتی تھی کہ کوئی پیغمبر تمہاری طرح کرسکتا ہے جیسا کہ تم نے کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا میں نے کیا کیا؟ ہاجرہؑ نے کہا کہ ایک کمزور عورت اور کمزور بچّہ کو جو کچھ کر نہیں سکتے اس بیابان میں چھوڑتے ہو جن کا کوئی مونس انسانوں میں

[۱] مولّف فرماتے ہیں کہ ان حدیثوں میں اسمٰعیلؑ کی عمر کے بارے میں اختلاف یا تقیہ کے اعتبار سے ہے یا بعض راویوں نے سہو کیا ہے۔ ۱۲ منہ



نہیں ہے اور نہ اس جگہ پانی ہے نہ زراعت اور نہ کوئی آبادی ہے۔ یہ سُن کر حضرت ابراہیمؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہُوئے۔ خانہ کعبہ کے دروازہ پر آئے اور دُعا کی خداوندا میں نے اپنی بعض ذریّت کو تیرے باحرمت مکان کے نزدیک اُس وادی میں ساکن کیا ہے جو بے زراعت ہے۔ خداوندا اس واسطے کہ وُہ نماز کو قائم رکھیں۔ لہٰذا کچھ لوگوں کے دلوں کو اُن کی طرف پھیر دے جو اُن کی جانب مائل ہوں اور اُن کو (بکثرت) پھل نصیب کرتا کہ وُہ تیرے شکر گزار ہوں — خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو وحی کی کہ کوہِ ابوقبیس پر جاکر لوگوں کو آواز دیں کہ اے گروہِ خلائق خدا تم کو اس مکان کے حج کا حکم دیتا ہے جو مکّہ میں ہے۔ وُہ حرمت والا مکان ہے۔ جو شخص اس کی جانب متوجّہ ہوسکے خدا کی جانب سے اُس کے لیئے ایک فریضہ ہے۔ لہٰذا ابراہیمؑ کوہِ ابوقبیس پر گئے اور اپنی بلند ترین آواز سے ندا کی۔ خدا نے اُن کی صدا کو پھیلا دیا اور اہلِ مشرق و مغرب کو اور جو اُن کے درمیان میں تھے اور قیامت تک کے اُن تمام لوگوں کو جن کو خدا نے مردوں کے صلب میں نطفوں سے مقدر فرمایا تھا اور اُن تمام لوگوں کو جن کو عورتوں کے رحم میں مقرر فرمایا تھا سُنوایا۔ پس اُس وقت تمام مخلوق پر حج واجب ہوگیا۔ اور تلبیّہ جو ایّامِ حج میں حاجی کہتے ہیں وُہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی آواز کا جواب ہے جو حضرتؑ نے خدا کے حکم سے حج کے لیئے بلند فرمایا تھا۔

بسند حسن حضرت صادقؑ سے مروی ہے کہ حرم کے کبوتروں کی اصل ان باقی ماندہ چند کبوتروں سے ہے جو حضرت اسمٰعیلؑ کے پاس تھے۔ اور دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حجر اسمٰعیلؑ کا مکان ہے اور اُسی جگہ اسمٰعیلؑ اور ہاجرہؑ کی قبر ہے اور حدیث صحیح میں فرمایا کہ حجر خانہ کعبہ میں داخل نہیں ہے کیوں کہ اسمٰعیلؑ نے جب اپنی ماں کو وہاں دفن کیا اس کے گرد ایک دیوار کھینچ دی تاکہ اُن کی ماں کی قبر پائمال نہ ہو۔ اور اس میں اور پیغمبروں کی بھی قبریں ہیں۔ اور دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حج میں تیسرے رُکن کے نزدیک اسمٰعیلؑ کی باکرہ بیٹیاں دفن ہیں اور حدیث حسن میں فرمایا کہ خدا نے قرآن میں جو آیات بیّنات فرمایا ہے کہ مکّہ میں ہے وُہ مقام ابراہیمؑ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ ایک پتھر پر کھڑے تھے اور آپ کا پیر اُس میں دھنس گیا اور آپ کے قدم کا اثر اب تک باقی ہے اور حجر الاسود اسمٰعیلؑ کا مکان ہے [۱]

## فصل ششم } حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا اپنے فرزند کے ذبح پر مامور ہونا :-

بسند حسن بلکہ صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جبرئیلؑ حضرت ابراہیمؑ کے پاس آٹھویں ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے قریب آئے اور کہا اے ابراہیمؑ

[۱] مولّف فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ۔ اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ کے بعض قصّے حضرت لوطؑ کے بیان میں مذکور ہوں گے۔ ۱۲

سیراب ہوجیئے یعنی پانی اپنے اور اپنے اہل کے لیئے جمع کیجئے۔ اُس زمانہ میں مکّہ اور عرفات کے درمیان پانی نہ تھا۔ غرض کہ وُہ ابراہیمؑ کو منیٰ میں لائے اور وہاں ظہر و عصر اور مغرب و عشا اور صبح کی نماز ادا کی۔ جب آفتاب طلوع ہوا عرفات کو روانہ ہُوئے اور مردہ میں پہنچ کر قیام کیا۔ پھر زوالِ آفتاب کے وقت غسل کیا اور نماز ظہر و عصر ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ اُس مسجد کی جگہ پر بجا لائے جو عرفات میں ہے۔ پھر اُن کو لے گئے اور محلِ وقوف میں کھڑا کیا اور کہا اے ابراہیمؑ اپنے گناہوں کا اعتراف کیجئے اور اپنے مناسکِ حج کو شناخت کر لیجئے اور حضرت ابراہیمؑ کو اُس جگہ کھڑا رکھا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہُوا تو اُن سے کہا کہ مشعر الحرام کے قریب جائیے! وہاں جا کر مغرب و عشا کی نماز ایک اذان اور دو اقامت سے بجا لائے اور رات وہاں قیام کیا اور صبح کے وقت جب نماز پڑھ چکے تو جبرئیلؑ نے اُن کو موقف دکھایا اور اُن کو منیٰ میں لائے پھر اُن کو حکم دیا کہ جمرۂ عقبہ میں پتھر پھینکیں کیونکہ شیطان وہاں اُن کے سامنے ظاہر ہُوا تھا پھر اُن کو ذبح کا حکم دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام جب مشعر الحرام میں پہنچے اس جگہ رات کو شاد و خرم سوئے۔ خواب میں دیکھا کہ اپنے فرزند کو ذبح اور قربان کر رہے ہیں۔ حضرتؑ اپنے ساتھ لڑکے کی والدہ کو بھی حج کے لیئے لائے تھے۔ جب منیٰ میں پہنچے اپنے اہل کے ساتھ رمی جمرہ کیا۔ پھر سارہؑ سے کہا کہ تم کعبہ کی زیارت کے لیئے جاؤ اور لڑکے کو اپنے پاس روک لیا وہاں سے اُن کو وسطِ جمرہ میں لے گئے اُس جگہ اُس نے اپنے فرزند سے مشورہ کیا جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ یَا بُنَیَّ اِنِّیۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی۔ (آیت ۱۰۲ سورۃ والصّٰفّٰت پ ۲۳) اے فرزند عزیز میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تم کو ذبح کرتا ہوں تم غور کرو اور سمجھو کہ تمہیں کیا بہتر معلوم ہوتا ہے اور کیا مصلحت سمجھتے ہو۔ اُس سعادتمند فرزند نے کہا اے پدر بزرگوار جس کام پر آپ مامور ہُوئے ہیں جلد اُس کو انجام دیجئے۔ اگر خدا چاہے گا تو آپ مجھ کو صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ اُن لوگوں نے خدا کے حکم پر گردن جھکا دی۔ ناگاہ شیطان لعؔ ایک مردِ پیر کی صورت میں آیا اور کہا اے ابراہیمؑ اس طفل سے کیا چاہتے ہو؟ فرمایا کہ میں اس کو ذبح کرنا چاہتا ہوں۔ اُس نے کہا اے سبحان اللہ تم ایسے فرزند کو ذبح کرنا چاہتے ہو جس نے ایک چشم زدن کے لئے بھی گناہ نہیں کیا ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا خدا نے مجھ کو یہ حکم دیا ہے کہا تمہارا پروردگار منع کرتا ہے۔ اس کام کا جس نے حکم دیا ہے وہ شیطان ہے حضرت ابراہیمؑ نے کہا تجھ پر وائے ہو جس نے مجھ کو اس مرتبہ تک پہنچایا ہے اُسی نے مجھ کو حکم دیا ہے اور اُسی ایک فرشتہ سے میں نے یہ حکم بھی سُنا ہے جس کی آواز ہمیشہ میرے کان میں پہنچی ہے اور اس میں کوئی شک مجھ کو نہیں ہے۔ اُس نے کہا نہیں خدا کی قسم اُس کام کا تم کو سوائے شیطان کے



کسی نے حکم نہیں دیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا خدا کی قسم اب تجھ سے گفتگو نہ کروں گا اور ارادہ کیا کہ فرزند کو ذبح کریں۔ شیطان نے کہا اے ابراہیمؑ تم پیشوائے خلق ہو اور لوگ تمہاری پیروی کرتے ہیں۔ اگر تم ایسا عمل کروگے تو لوگ تمہارے بعد فرزندوں کو ذبح کریں گے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اُس کا جواب نہ دیا اور بیٹے کی جانب رُخ کرکے ذبح کے بارے میں مشورہ کیا۔ جب دونوں خدا کے حکم پر راضی ہو گئے لڑکے نے کہا بابا جان میرا مُنہ چھپا دیجئے اور میرے ہاتھ اور پیروں کو مضبوط باندھ دیجئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا اے فرزند یا تم کو ذبح کروں یا تمہارے دست و پا باندھوں خدا کی قسم یہ دونوں تمہارے لیئے جمع نہ کروں گا۔ پھر دراز گوش کا زین بچھایا اور فرزند کو اُس پر لٹایا اور چھری اُن کے حلق پر رکھی اور اپنا سر آسمان کی جانب بلند کیا اور چھری اپنی پُوری قوت سے پھیری۔ جبرئیلؑ نے چھُری پھیرنے سے قبل چھری اُلٹی کر دی۔ جب ابراہیمؑ نے دیکھا کہ چھُری اُلٹی ہے اُس کو سیدھی کرکے پھر بچّہ کے حلق پر رکھی اور پھیر دی، جبرئیلؑ نے پھر اُس کو اُلٹی کر دی یہاں تک کہ کئی مرتبہ ایسا ہُوا۔ پھر جبرئیلؑ ایک گوسفند کو پہاڑ کی جانب سے لائے اور ابراہیمؑ کے ہاتھ کے نیچے سے فرزند کو نکال کر اُس گوسفند کو اُن کی جگہ پر لٹا دیا اور مسجدِ خیف کی بائیں جانب سے حضرت ابراہیمؑ کو آواز آئی کہ تم نے اپنے خواب کو صحیح کر دکھایا ہم ایسی ہی جزا نیک بندوں کو دیتے ہیں۔ یقیناً یہ کھُلا ہُوا امتحان اور آزمائش تھی۔ اسی اثنا میں شیطان حضرت اسمٰعیلؑ کی ماں کے پاس پہنچا جس وقت کہ کعبہ اُن کو دُور سے دُھوئیں کی طرح دکھائی دے رہا تھا اور کہا وُہ پیر مرد کون ہے جس کو میں نے دیکھا کہا میرے شوہر ہیں۔ کہا وُہ طفل کون ہے جو اُن کے ساتھ ہے؟ کہا میرا فرزند ہے اُس نے کہا میں نے دیکھا کہ وُہ مرد اُس لڑکے کو لٹائے ہُوئے تھا اور چھُری ہاتھ میں لیئے تھا تاکہ اُس کو ذبح کرے۔ فرمایا تو جھُوٹ کہتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ تمام لوگوں سے زیادہ رحیم ہیں کس طرح اپنے لڑکے کو ذبح کر سکتے ہیں۔ اُس نے کہا آسمانوں اور زمین کے پروردگار کے حق کی قسم اور اس خانۂ بزرگ کے رب کی قسم میں نے دیکھا کہ اُس لڑکے کو وُہ مرد لٹائے ہُوئے تھا چھُری اُس کے ہاتھ میں تھی، وُہ اُس کے ذبح کا ارادہ کر رہا تھا۔ پُوچھا کیوں؟ شیطان ملعون نے کہا کہ وُہ گمان رکھتا ہے کہ اُس کے پروردگار نے اُس کو حکم دیا ہے۔ سارہؑ نے کہا کہ سزاوار ہے اُن کو کہ وُہ اپنے پروردگار کی اطاعت کریں۔ لیکن اُن کے دل میں یہ بات آ گئی کہ ابراہیمؑ کو اُن کے فرزند کے بارے میں کوئی حکم مِلا ہے۔ پھر اپنے مناسک سے جب فارغ ہوئیں وادی میں منیٰ کی جانب رُخ کیا اور دوڑیں۔ اور ہاتھ سر پر رکھے ہُوئے کہتی تھیں خداوندا مجھ سے مواخذہ نہ کر جو کچھ میں نے مادرِ اسمٰعیلؑ سے سلوک کیا ہے۔ جب ابراہیمؑ کے پاس پہنچیں [illegible]

معلوم ہوئی اور اُن کے گلے پر چھُری کی خراش دیکھی بہت رنجیدہ ہُوئیں اور بیمار ہوگئیں اور اُسی مرض میں عالمِ بقا کی جانب رحلت فرمائی۔ راوی نے پُوچھا کہ ابراہیمؑ نے اُن کو کس جگہ ذبح کرنا چاہا؟ فرمایا کہ جمرۂ وسطٰے کے قریب اور گوسفند ایک پہاڑ پر آسمان سے نازل ہُوا جو مسجد منیٰ کی داہنی جانب ہے۔ وُہ تاریکی میں راہ چلتا تھا چرتا تھا اور بول و براز کرتا تھا۔ یعنی علف زار میں۔ پُوچھا اُس کا کیا رنگ تھا فرمایا کہ سیاہ و سفید کشادہ چشم اور اس کے سینگ بڑے تھے۔[1]

بسندِ موثق منقول ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السّلام سے قولِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معنی لوگوں نے دریافت کیے جو آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ مَیں دُو ذبیح کا فرزند ہوں امامؑ نے فرمایا کہ وُہ دُو ذبیح حضرت اسمٰعیلؑ پسر ابراہیمؑ خلیل علیہما السّلام اور عبد اللہ پسر عبد المطلب تھے۔ اسمٰعیلؑ وُہ حلیم بندہ ہیں جن کی خدا نے ابراہیمؑ کو خوشخبری دی۔ جب وُہ اِتنے بڑے ہو گئے کہ حضرتؑ کے ساتھ چلنے لگے تو ایک روز ابراہیمؑ نے فرمایا کہ اے فرزند میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تم کو ذبح کرتا ہوں۔ لہٰذا غور کرو کہ تم کیا بہتر سمجھتے ہو اور تمہاری کیا رائے ہے عرض کی بابا جان آپ وہ بجا لایئے جس پر مامور ہُوئے ہیں۔ یہ نہیں کہا کہ وُہ بجا لائیے جو آپ نے دیکھا ہے۔ انشاء اللہ آپ مجھے صابروں میں سے پائیں گے۔ جب اُن کے ذبح کا ارادہ کیا تو خدا نے سیاہ گوسفند سے ذبحِ عظیم کا فدیہ عطا فرمایا جو تاریکی میں کھاتا پیتا تھا۔ دیکھتا تھا۔ راستہ چلتا تھا۔ بول و براز کرتا تھا اور اس سے چالیس سال قبل بہشت کے باغوں میں چرتا تھا۔ ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہُوا تھا بلکہ خدا نے فرمایا کہ ہو جا اور وُہ پیدا ہو گیا تاکہ اسمٰعیلؑ کا فدیہ ہو۔

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ جس فرزند کو ابراہیمؑ نے ذبح کرنا چاہا اور جس کا قصّہ خدا نے قرآن میں ذکر کیا ہے وُہ اسحٰقؑ تھے۔ اس باب میں علمائے خاصّہ و عامّہ میں اختلاف عظیم ہے۔ یہودی و نصاریٰ کا ظاہراً اس پر اتفاق ہے کہ وُہ حضرت اسحٰقؑ تھے۔ اور شیعوں کی حدیثیں دونوں اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ اور علمائے شیعہ میں زیادہ مشہور یہ ہے کہ وُہ ذبیح اسمٰعیلؑ تھے۔ اور شیعوں کی کثیر روایتیں اسی پر دلالت کرتی ہیں۔ اور آیۂ کریمہ کا ظاہر بھی یہی ہے۔ جیساکہ حدیثوں کے ضمن میں معلوم ہو گا۔ اور اگر اس پر اجماع نہ ہو کہ ذبیح کون تھے تو اخبار کے درمیان یہ جمع کرنا ممکن ہے کہ دونوں واقع ہُوا ہو۔ اور احتمال ہے کہ اسحٰقؑ کا ذبیح ہونا تقیہ پر محمول ہو یا یہ کہ اُن کا ذبیح ہونا اُس زمانہ میں علمائے مخالفین میں مشہور رہا ہو گا۔ اور اہلِ کتاب کا اتفاق معتبر نہیں ہے۔ بلکہ بعض نے نقل کیا ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے ایک عالمِ یہود کو طلب کیا اور اس سے پُوچھا۔ اُس نے کہا کہ علمائے اہلِ کتاب جانتے ہیں کہ ذبیح اسمٰعیلؑ تھے لیکن حسد کے سبب سے انکار کرتے ہیں کیونکہ حضرت اسحٰقؑ اُن کے جد ہیں۔ اور حضرت اسمٰعیلؑ عرب والوں کے جد ہیں۔ اور وُہ چاہتے ہیں کہ یہ فضیلت ان کے جد کے لیئے ہو نہ کہ اے عمر بن عبد العزیز تمہارے جد کے واسطے ۱۲۔ منہ



اور قیامت تک کی ہر قربانی جو منیٰ میں ہوتی رہے گی حضرت اسمٰعیلؑ کا فدیہ ہے لہٰذا ذبیحین کا یہی مطلب ہے۔[1]

شیخ محمد بن بابویہ نے اس حدیث کو وارد کرنے کے بعد کہا ہے کہ ذبح کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں۔ بعض میں وارد ہُوا ہے کہ ذبیح اسمٰعیلؑ ہیں اور بعض میں وارد ہُوا ہے کہ اسحٰقؑ ہیں۔ اور خبریں جن کے ذرائع صحیح ہوں تو ردّ نہیں کی جاسکتی ہیں حقیقت میں ذبیح اسمٰعیلؑ ہُوئے لیکن جب اسحٰقؑ پیدا ہوئے اس واقعہ کے بعد وُہ بھی متمنّی ہوئے کہ کاش اُن کے پدر اُن کے ذبح پر مامور ہوتے اور وُہ خدا کے حکم پر صبر کرتے اور اطاعت و فرمانبرداری کرتے جس طرح اُن کے بھائی نے صبر و اطاعت کی؟ اور ثواب میں اُن کے برابر ہوتے۔ خدا نے اُن کے دل کی یہ آرزو معلوم کی کہ وُہ اس میں سچے ہیں تو ملائکہ میں اُن کا نام ذبیح رکھا۔ یہ مضمون معتبر سند کے ساتھ حضرت صادقؑ سے منقول ہے۔ اور حضرت رسولؐ کی حدیث کہ میں دُو ذبیح کا فرزند ہوں اس کی مؤیّد ہے کیونکہ چچا کو بھی باپ کہتے ہیں۔ اور قرآن میں بھی وارد ہوا ہے۔ اور حضرت رسُولؐ نے فرمایا کہ چچا بھی مثل باپ کے ہے۔ اس وجہ سے بھی آنحضرتؐ کا قول دُرست ہے کہ آپؐ دُو ذبیح کے فرزند ہیں جو اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ علیہما السّلام ہوں گے کہ اُن میں سے ایک حقیقی ذبیح ہیں یعنی حقیقی والد اور دُوسرے مجازی ذبیح یعنی مجازی والد۔ اور ذبحِ عظیم کے لیئے دُوسری وجہ ہے۔ جیساکہ فضل بن شاذان سے روایت ہے اُس نے کہا کہ میں نے حضرت امام رضاؑ کو فرماتے ہُوئے سُنا کہ جب خدا نے ابراہیم علیہ السّلام کو حکم دیا کہ اپنے فرزند اسمٰعیلؑ کے بجائے اُس گوسفند کو ذبح کریں جو اُن پر نازل ہُوا تھا حضرت ابراہیمؑ نے تمنّا کی کہ کاش آپ اپنے فرزند اسمٰعیلؑ کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے اور اُن کے عوض گوسفند ذبح کرنے پر مامور نہ ہوتے تاکہ اُس کا عوض وُہ ہوتا جو ایک باپ کے لیئے اپنے عزیز ترین فرزند کو خدا کی راہ میں ذبح کرنے میں ہوتا ہے۔ تو خدا نے اُن پر وحی کی کہ تمہارے نزدیک خلق میں سب سے زیادہ محبُوب کون ہے؟ عرض کی خداوندا مجھے تیرے حبیب محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی محبُوب نہیں۔ اُس وقت خدا نے فرمایا کہ تم کو وُہ زیادہ محبُوب ہیں یا تمہاری جان؟ عرض کی وُہ مجھے اپنی جان سے زیادہ محبُوب ہیں۔ فرمایا اُن کے فرزند تم کو زیادہ پیارے ہیں یا خود تمہارے فرزند؟ عرض کی اُنہی کے فرزند۔ حق تعالےٰ نے فرمایا کہ دشمنوں کے ہاتھ سے اُن کے فرزندوں کا مذبوح و کُشتہ ہونا تمہارے دل کو زیادہ بے چین کرے گا یا تمہارے فرزند کا میری طاعت میں تمہارے ہاتھ سے ذبح ہونا؟ عرض کی پروردگارا اُن کے فرزند کا دشمنوں کے

[1] مولّف فرماتے ہیں کہ دُوسرے ذبیح عبد اللہ ہیں جن کا قصّہ حضرت رسُولؐ کے حالات میں مذکور ہو گا۔ ۱۲ منہ

...م ہُوئی اور اُن کے گلے پر چھُری کی خراش دیکھی بہت رنجیدہ ہُوئیں اور بیمار ہوگئیں اور اُسی
...ن میں عالمِ بقا کی جانب رحلت فرمائی۔ راوی نے پُوچھا کہ ابراہیمؑ نے اُن کو کس جگہ ذبح
...ا چاہا؟ فرمایا کہ جمرۂ وسطٰے کے قریب اور گوسفند ایک پہاڑ پر آسمان سے نازل ہُوا
...سجد منیٰ کی داہنی جانب ہے۔ وُہ تاریکی میں راہ چلتا تھا چرتا تھا اور بول و براز کرتا تھا۔
...علف زار میں۔ پُوچھا اُس کا کیا رنگ تھا فرمایا کہ سیاہ و سفید کشادہ چشم اور اس کے سینگ بڑے تھے[1]
...سند موثق منقول ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے قولِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ
...وسلم کے معنی لوگوں نے دریافت کئے جو آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ مَیں دو ذبیح کا فرزند ہوں
...نے فرمایا کہ وُہ دو ذبیح حضرت اسمٰعیلؑ پسر ابراہیمؑ خلیل علیہما السلام اور عبداللہ پسر
...لمطلب تھے۔ اسمٰعیلؑ وُہ حلیم بندہ ہیں جن کی خدا نے ابراہیمؑ کو خوشخبری دی۔ جب وُہ اِتنے
...ے ہوگئے کہ حضرتؑ کے ساتھ چلنے لگے تو ایک روز ابراہیمؑ نے فرمایا کہ اے فرزند میں نے خواب
...یکھا ہے کہ تم کو ذبح کرتا ہوں۔ لہٰذا غور کرو کہ تم کیا بہتر سمجھتے ہو اور تمہاری کیا رائے ہے
...کی بابا جان آپ وہ بجا لایئے جس پر مامور ہُوئے ہیں۔ یہ نہیں کہا کہ وُہ بجا لایئے جو آپ
...یکھا ہے۔ انشاء اللہ آپ مجھے صابروں میں سے پائیں گے۔ جب اُن کے ذبح کا ارادہ کیا تو
...ے سیاہ گوسفند سے ذبح عظیم کا فدیہ عطا فرمایا جو تاریکی میں کھاتا پیتا تھا۔ دیکھتا تھا۔ راستہ
...تھا۔ بول و براز کرتا تھا اور اس سے چالیس سال قبل بہشت کے باغوں میں چرتا تھا۔ ماں کے
...سے پیدا نہیں ہُوا تھا بلکہ خدا نے فرمایا کہ ہوجا اور وُہ پیدا ہوگیا تاکہ اسمٰعیلؑ کا فدیہ ہو۔

[1] ...لف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ جس فرزند کو ابراہیمؑ نے ذبح کرنا چاہا اور جس کا قصّہ خدا نے قرآن
...کیا ہے وُہ اسحٰقؑ تھے۔ اس باب میں علمائے خاصّہ و عامّہ میں اختلاف عظیم ہے۔ یہودی و نصارٰی کا ظاہراً
...اتفاق ہے کہ وُہ حضرت اسحٰقؑ تھے۔ اور شیعوں کی حدیثیں دونوں اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ کے بارے میں وارد
...ہیں۔ اور علمائے شیعہ میں زیادہ مشہور یہ ہے کہ وُہ ذبیح اسمٰعیلؑ تھے۔ اور شیعوں کی کثیر روایتیں اسی
...ت کرتی ہیں۔ اور آیۂ کریمہ کا ظاہر بھی یہی ہے۔ جیسا کہ حدیثوں کے ضمن میں معلوم ہوگا۔ اور اگر اس پر
...نہ ہو کہ ذبیح کون تھے تو اخبار کے درمیان یہ جمع کرنا ممکن ہے کہ دونوں واقع ہُوا ہو۔ اور احتمال ہے
...کا ذبیح ہونا تقیہ پر محمول ہو یا یہ کہ اُن کا ذبیح ہونا اُس زمانہ میں علمائے مخالفین میں مشہور رہا ہوگا۔ اور
...ب کا اتفاق معتبر نہیں ہے۔ بلکہ بعض نے نقل کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ایک عالم یہود کو طلب
...اس سے پُوچھا۔ اُس نے کہا کہ علمائے اہلِ کتاب جانتے ہیں کہ ذبیح اسمٰعیلؑ تھے لیکن حسد کے
...سے انکار کرتے ہیں کیونکہ حضرت اسحٰقؑ اُن کے جد ہیں۔ اور حضرت اسمٰعیلؑ عرب والوں کے جد ہیں۔ اور وُہ
...ہیں کہ یہ فضیلت ان کے جد کے لیئے ہو نہ کہ لئے عمر بن عبدالعزیز تمہارے جد کے واسطے ۱۲۔ منہ



اور قیامت تک کی ہر قربانی جو منیٰ میں ہوتی رہے گی حضرت اسمٰعیلؑ کا فدیہ ہے لہٰذا ذبیحین کا یہی مطلب ہے۔[1]
شیخ محمد بن بابویہ نے اس حدیث کو وارد کرنے کے بعد کہا ہے کہ ذبح کے بارے میں مختلف
روایتیں ہیں۔ بعض میں وارد ہُوا ہے کہ ذبیح اسمٰعیلؑ ہیں اور بعض میں وارد ہُوا ہے کہ اسحٰقؑ ہیں۔
اور خبریں جن کے ذرائع صحیح ہوں تو ردّ نہیں کی جا سکتی ہیں۔ حقیقت میں ذبیح اسمٰعیلؑ ہُوئے
لیکن جب اسحٰقؑ پیدا ہوئے اس واقعہ کے بعد وُہ بھی متمنّی ہوئے کہ کاش اُن کے پدر اُن کے ذبح
پر مامور ہوتے اور وُہ خدا کے حکم پر صبر کرتے اور اطاعت و فرمانبرداری کرتے جس طرح اُن
کے بھائی نے صبر و اطاعت کی۔ اور ثواب میں اُن کے برابر ہوتے۔ خدا نے اُن کے دل کی یہ آرزو
معلوم کی کہ وُہ اس میں سچّے ہیں تو ملائکہ میں اُن کا نام ذبیح رکھا۔ یہ مضمون معتبر سند کے ساتھ
حضرت صادقؑ سے منقول ہے۔ اور حضرت رسولؐ کی حدیث کہ میں دو ذبیح کا فرزند ہوں اس کی
مؤیّد ہے کیونکہ چچا کو بھی باپ کہتے ہیں۔ اور قرآن میں بھی وارد ہوا ہے۔ اور حضرت رسُولؐ نے
فرمایا کہ چچا بھی مثل باپ کے ہے۔ اس وجہ سے بھی آنحضرتؐ کا قول درست ہے کہ آپؐ دو
ذبیح کے فرزند ہیں جو اسمٰعیلؑ اور اسحٰق علیہما السلام ہوں گے کہ اُن میں سے ایک حقیقی ذبیح
ہیں یعنی حقیقی والد اور دُوسرے مجازی ذبیح یعنی مجازی والد۔ اور ذبح عظیم کے لیئے دُوسری
وجہ ہے۔ جیسا کہ فضل بن شاذان سے روایت ہے اُس نے کہا کہ میں نے حضرت امام رضاؑ کو
فرماتے ہوئے سُنا کہ جب خدا نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنے فرزند اسمٰعیلؑ کے بجائے
اُس گوسفند کو ذبح کریں جو اُن پر نازل ہُوا تھا حضرت ابراہیمؑ نے تمنّا کی کہ کاش اپنے
فرزند اسمٰعیلؑ کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے اور اُن کے عوض گوسفند ذبح کرنے پر مامور نہ ہوتے
تاکہ اُس کا عوض وُہ ہوتا جو ایک باپ کے لیئے اپنے عزیز ترین فرزند کو خدا کی راہ میں ذبح
کرنے میں ہوتا ہے۔ تو خدا نے اُن پر وحی کی کہ تمہارے نزدیک خلق میں سب سے زیادہ
محبُوب کون ہے؟ عرض کی خداوندا مجھے تیرے حبیب محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
زیادہ کوئی محبُوب نہیں۔ اُس وقت خدا نے فرمایا کہ تم کو وُہ زیادہ محبُوب ہیں یا تمہاری جان؟ عرض
کی وُہ مجھے اپنی جان سے زیادہ محبُوب ہیں۔ فرمایا اُن کے فرزند تم کو زیادہ پیارے ہیں یا خود
تمہارے فرزند؟ عرض کی اُنہی کے فرزند۔ حق تعالےٰ نے فرمایا کہ دشمنوں کے ہاتھ سے اُن کے
فرزندوں کا مذبوح و کُشتہ ہونا تمہارے دل کو زیادہ بے چین کرے گا یا تمہارے فرزند کا
میری طاعت میں تمہارے ہاتھ سے ذبح ہونا؟ عرض کی پروردگارا اُن کے فرزند کا دشمنوں کے

[1] موَلف فرماتے ہیں کہ دُوسرے ذبیح عبداللہ ہیں جن کا قصّہ حضرت رسُولؐ کے حالات میں مذکور ہوگا۔ ۱۲ منہ

ہاتھ سے ذبح ہونا میرے دل کو زیادہ تکلیف دے گا۔ اُس وقت خدا نے وحی کی کہ اے ابراہیمؑ یقیناً ایک گروہ محمدؐ کی اُمت میں ہونے کا دعویٰ کرے گا وُہ لوگ اُن کے بعد اُن کے فرزند کو اسی طرح ذبح کریں گے جیسے گوسفند کو ذبح کرتے ہیں اور میرے غضب کے مستحق ہوں گے۔ اس جاں سوز قصّہ کو سُن کر حضرت ابراہیمؑ کا دل بے چین ہوگیا۔ اور وُہ فریاد کرکے رونے لگے۔ اُس وقت خدا نے اُن کو وحی فرمائی کہ اے ابراہیمؑ تمہارے اس اضطراب کو تمہارے فرزند اسمٰعیلؑ پر مَیں نے فدیہ کیا۔ اگر تم اُن کو اس بے چینی و اضطراب کے ساتھ ذبح کرتے جس کا اظہار تم نے حضرت امام حسین علیہ السّلام اور اُن کے ذبح ہونے پر کیا۔ اور میں نے اہلِ ثواب کے بلند ترین درجات کو تم پر واجب کیا جو اُن کی مصیبتوں پر عطا کرتا ہوں۔ یہ ہیں قولِ خدا وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ۔ کے معنی کہ ہم نے اُس کا فدیہ ذبحِ عظیم سے کیا۔ ابنِ بابویہ کا مضمون تمام ہُوا۔

احادیث معتبرہ میں گذرا کہ حضرت ابراہیمؑ کا گوسفند اُن میں سے تھا جن کو خدا نے خلق فرمایا ہے بغیر اُس کے کہ رحمِ مادر سے پیدا ہوں۔

حدیث موثق میں منقول ہے کہ لوگوں نے امام رضا علیہ السّلام سے پُوچھا کہ ذبیح اسمٰعیلؑ تھے یا اسحٰقؑ؟ فرمایا کہ اسمٰعیلؑ تھے۔ شاید تُو نے قولِ خدا کو نہیں سُنا ہے جو اُس نے سُورۃ صافات میں اسمٰعیلؑ کی خوشخبری و قصّہ ذبح کے بعد فرمایا ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ کو اسحٰقؑ کی خوشخبری دی پھر کیونکر ذبیح اسحٰقؑ ہو سکتے تھے۔

بسند معتبر حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ ذبیح اسمٰعیلؑ ہیں۔ بسند موثق منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت صادقؑ سے پُوچھا کہ (سپرز (تلی)، کیوں حرام ہُوئی اُس حیوان کے اجزا میں جو ذبح کیئے جاتے ہیں؟ فرمایا کہ جب حضرت ابراہیمؑ کے پاس کوہِ ثبیر سے جو مکّہ میں ایک پہاڑ ہے گوسفند لایا گیا تاکہ اُس کو وُہ اپنے فرزند کے فدیہ میں ذبح کریں تو اُن کے پاس شیطان لعین آیا اور کہا کہ اس میں سے میرا حصّہ دیجیئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا اس میں تیرا کیا حصّہ ہے؟ حالانکہ وہ میرے پروردگار کے لیئے قربانی ہے جو میرے فرزند کا فدیہ ہے۔ خدا نے وحی فرمائی کہ اُس کا بھی اس گوسفند میں کچھ حصّہ ہے اور وُہ تلی ہے کیونکہ وُہ خون کے جمع ہونے کا مقام ہے۔ اور خصیتے بھی حرام ہیں کیونکہ وُہ نطفہ کے جاری ہونے کی جگہ ہے۔ لہٰذا حضرت ابراہیمؑ نے تلّی اور دونوں خصیتے شیطان ملعون کو دیدیئے۔

بسند صحیح منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ سے سوال کیا کہ اسمٰعیلؑ بڑے تھے یا اسحٰقؑ اور ذبیح کون تھا؟ فرمایا کہ اسمٰعیلؑ پانچ سال اسحٰقؑ سے بڑے تھے اور وُہی ذبیح تھے۔



وہ مکّہ میں رہتے تھے۔ ابراہیمؑ نے چاہا کہ ان کو موسم حج میں منٰی کے اندر ذبح کریں۔ اور خدا کی جانب سے ابراہیمؑ کو اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ کی ولادت کی خوشخبری میں پانچ سال کا فاصلہ تھا۔ کیا ابراہیمؑ کا قول تُو نے نہیں سُنا کہ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ۔ اُنہوں نے خدا سے سوال کیا کہ اُن کو ایک پسرِ صالح عطا فرمائے۔ اور حق تعالیٰ نے سُورۃ صافات میں فرمایا ہے۔ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ۔ پس ہم نے اُن کو ایک بُردبار لڑکے کی خوشخبری دی یعنی اسمٰعیلؑ کی بطنِ ہاجرہؑ سے۔ پس ایک بڑے گوسفند سے اسمٰعیلؑ کا فدیہ کیا پھر اس ذکر کے بعد فرمایا کہ ہم نے اُن کو صالحین میں سے ایک پیغمبر اسحٰقؑ کی خوشخبری دی۔ اور ہم نے اُن پر اور اسحٰقؑ پر برکت نازل کی۔ غرض اسمٰعیلؑ اسحٰقؑ کی خوشخبری سے قبل ذبیح ہو چکے تھے۔ لہٰذا کوئی اگر گمان کرتا ہے کہ ذبیح اسحٰقؑ تھے اور وُہ اسمٰعیلؑ سے بڑے تھے تو اُس نے اس خبر کی تکذیب کی جو خدا نے قرآن میں فرمائی ہے۔

بسند صحیح حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ اگر خدا کے نزدیک گوسفند سے زیادہ کوئی حیوان بہتر ہوتا تو یقیناً اسی کو وُہ اسمٰعیلؑ کا فدیہ قرار دیتا۔ اور دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ اگر گوسفند سے زیادہ طیّب کسی کا گوشت ہوتا تو بیشک خدا اسی کو اسمٰعیلؑ پر فدیہ کرتا۔ ایک حدیث میں اسمٰعیلؑ کی بجائے اسحٰقؑ وارد ہُوا ہے

دوسری حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ یعقوبؑ نے عزیزِ مصر کو لکھا کہ ہم اہلِ بیت موردِ ابتلا و امتحان ہیں۔ ہمارے باپ ابراہیمؑ کا آگ سے امتحان لیا گیا۔ اور ہمارے پدر اسحٰقؑ کا ذبح سے امتحان کیا گیا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ سارہؑ نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ آپ پیر ہوگئے کاش دُعا کرتے کہ خدا ایک فرزند عطا کرتا جس سے ہماری آنکھیں روشن ہوتیں کیونکہ خدا نے آپ کو اپنا خلیل قرار دیا ہے اور آپ کی دُعا مستجاب ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے خدا سے دُعا کی کہ ان کو ایک عقلمند لڑکا عطا فرمائے۔ خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ مَیں پسرِ دانا عطا کرتا ہُوں۔ اور اس کے ذریعہ سے اپنی اطاعت میں تمہارا امتحان لُوں گا۔ اس خوشخبری کے تین سال بعد دُوسری مرتبہ پھر اسمٰعیلؑ کے بارے میں بشارت ہوئی۔

حدیث حسن میں منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پُوچھا کہ صاحب ذبیح کون تھا؟ فرمایا کہ اسمٰعیلؑ تھے۔

معتبر حدیث میں ہے کہ آنحضرتؑ سے لوگوں نے پُوچھا کہ اسمٰعیلؑ کے بارے میں خوشخبری اور اسحٰقؑ کے متعلق خوشخبری کے درمیان کس قدر فاصلہ تھا؟ فرمایا کہ پانچ سال کا فاصلہ تھا حق تعالیٰ فرماتا ہے: فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ۔ یہ اسمٰعیلؑ کی پہلی خوشخبری تھی، جو خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو فرزند کے بارے

ہاتھ سے ذبح ہونا میرے دل کو زیادہ تکلیف دے گا۔ اُس وقت خدا نے وحی کی کہ اے ابراہیمؑ یقیناً ایک گروہ محمدؐ کی اُمّت میں ہونے کا دعویٰ کرے گا وُہ لوگ اُن کے بعد اُن کے فرزند کو اسی طرح ذبح کریں گے جیسے گوسفند کو ذبح کرتے ہیں اور میرے غضب کے مستحق ہوں گے۔ اس جاں سوز قصّہ کو سُن کر حضرت ابراہیمؑ کا دل بے چین ہوگیا۔ اور وُہ فریاد کرکے رونے لگے۔ اُس وقت خدا نے اُن کو وحی فرمائی کہ اے ابراہیمؑ تمہارے اس اضطراب کو تمہارے فرزند اسمٰعیلؑ پر مَیں نے فدیہ کیا۔ اگر تم اُن کو اس بے چینی و اضطراب کے ساتھ ذبح کرتے جس کا اظہار تم نے حضرت امام حسین علیہ السّلام اور اُن کے ذبح ہونے پر کیا۔ اور مَیں نے اہلِ ثواب کے بلند ترین درجات کو تم پر واجب کیا جو اُن کی مصیبتوں پر عطا کرتا ہوں۔ یہ ہیں قولِ خدا وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ۔ کے معنی کہ ہم نے اُس کا فدیہ ذبح عظیم سے کیا۔ ابنِ بابویہ کا مضمون تمام ہُوا۔

احادیث معتبرہ میں گذرا کہ حضرت ابراہیمؑ کا گوسفند اُن میں سے تھا جن کو خدا نے خلق فرمایا ہے بغیر اُس کے کہ رحمِ مادر سے پیدا ہوں۔

حدیث موثق میں منقول ہے کہ لوگوں نے امام رضا علیہ السّلام سے پُوچھا کہ ذبیح اسمٰعیلؑ تھے یا اسحٰقؑ؟ فرمایا کہ اسمٰعیلؑ تھے۔ شاید تُو نے قولِ خدا کو نہیں سُنا ہے جو اُس نے سُورۃ صافات میں اسمٰعیلؑ کی خوشخبری و قصّہ ذبح کے بعد فرمایا ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ کو اسحٰقؑ کی خوشخبری دی پھر کیونکر ذبیح اسحٰقؑ ہو سکتے تھے۔

بسندِ معتبر حضرت امیرُ المومنین سے منقول ہے کہ ذبیح اسمٰعیلؑ ہیں۔ بسند موثق منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت صادقؑ سے پُوچھا کہ (سپرز (تلی) کیوں حرام ہُوئی اُس حیوان کے اجزا میں جو ذبح کیئے جاتے ہیں؟ فرمایا کہ جب حضرت ابراہیمؑ کے پاس کوہِ ثبیر سے جو مکّہ میں ایک پہاڑ ہے گوسفند لایا گیا تاکہ اُس کو وُہ اپنے فرزند کے فدیہ میں ذبح کریں تو اُن کے پاس شیطان [illegible] آیا اور کہا کہ [illegible] حضرت ابراہیمؑ نے کہا اس [illegible] [illegible] پروردگار [illegible] قربانی ہے [illegible] [illegible] اور [illegible] بھی حرام ہیں کیونکہ وُہ نطفہ کے جاری ہونے کی جگہ ہے۔ لہٰذا حضرت ابراہیمؑ نے تلّی اور دونوں خصیتے شیطان ملعون کو دیدیئے۔

بسند صحیح منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادقؑ سے سوال کیا کہ اسمٰعیلؑ بڑے تھے یا اسحٰقؑ اور ذبیح کون تھا؟ فرمایا کہ اسمٰعیلؑ پانچ سال اسحٰقؑ سے بڑے تھے اور وُہی ذبیح تھے۔



وہ مکّہ میں رہتے تھے۔ ابراہیمؑ نے چاہا کہ ان کو موسمِ حج میں منیٰ کے اندر ذبح کریں۔ اور خدا کی جانب سے ابراہیمؑ کو اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ کی ولادت کی خوشخبری میں پانچ سال کا فاصلہ تھا۔ کیا ابراہیمؑ کا قول تُو نے نہیں سُنا کہ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ۔ اُنہوں نے خدا سے سوال کیا کہ اُن کو ایک پسرِ صالح عطا فرمائے۔ اور حق تعالیٰ نے سُورۃ صافات میں فرمایا ہے۔ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ۔ پس ہم نے اُن کو ایک بُردبار لڑکے کی خوشخبری دی یعنی اسمٰعیلؑ کی بطنِ ہاجرہؑ سے۔ پس ایک بڑے گوسفند سے اسمٰعیلؑ کا فدیہ کیا پھر اس ذکر کے بعد فرمایا۔ کہ ہم نے اُن کو صالحین میں سے ایک پیغمبر اسحٰقؑ کی خوشخبری دی۔ اور ہم نے اُن پر اور اسحٰقؑ پر برکت نازل کی۔ غرض اسمٰعیلؑ اسحٰقؑ کی خوشخبری سے قبل ذبیح ہو چکے تھے۔ لہٰذا کوئی اگر گمان کرتا ہے کہ ذبیح اسحٰقؑ تھے اور وُہ اسمٰعیلؑ سے بڑے تھے تو اُس نے اس خبر کی تکذیب کی جو خدا نے قرآن میں فرمائی ہے۔

بسندِ صحیح حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ اگر خدا کے نزدیک گوسفند سے زیادہ کوئی حیوان بہتر ہوتا تو یقیناً اسی کو وُہ اسمٰعیلؑ کا فدیہ قرار دیتا۔ اور دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ اگر گوسفند سے زیادہ طیّب کسی کا گوشت ہوتا تو بیشک خدا اسی کو اسمٰعیلؑ پر فدیہ کرتا۔ ایک حدیث میں اسمٰعیلؑ کی بجائے اسحٰقؑ وارد ہُوا ہے

دوسری حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ یعقوبؑ نے عزیزِ مصر کو لکھا کہ ہم اہل بیت موردِ ابتلا و امتحان ہیں۔ ہمارے باپ ابراہیمؑ کا آگ سے امتحان لیا گیا۔ اور ہمارے پدر اسحٰقؑ کا ذبح سے امتحان کیا گیا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ سارہؑ نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ آپ پیر ہوگئے کاش دُعا کرتے کہ خدا ایک فرزند عطا کرتا جس سے ہماری آنکھیں روشن ہوتیں کیونکہ خدا نے آپ کو اپنا خلیل قرار دیا ہے اور آپ کی دُعا مستجاب ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے خدا سے دُعا کی کہ ان کو ایک عقلمند لڑکا عطا فرمائے۔ خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ مَیں پسرِ دانا عطا کرتا ہُوں۔ اور اس کے ذریعہ سے اپنی اطاعت میں تمہارا امتحان لُوں گا۔ اس خوشخبری کے تین سال بعد دُوسری مرتبہ پھر اسمٰعیلؑ کے بارے میں بشارت ہوئی۔

حدیث حسن میں منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پُوچھا کہ صاحب ذبیح کون تھا؟ فرمایا کہ اسمٰعیلؑ تھے۔

معتبر حدیث میں ہے کہ آنحضرتؑ سے لوگوں نے پُوچھا کہ اسمٰعیلؑ کے بارے میں خوشخبری اور اسحٰقؑ کے متعلق خوشخبری کے درمیان کس قدر فاصلہ تھا؟ فرمایا کہ پانچ سال کا فاصلہ تھا حق تعالیٰ فرماتا ہے: فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ۔ یہ اسمٰعیلؑ کی پہلی خوشخبری تھی۔ جو خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو فرزند کے بارے

میں دی۔ اور جب سارہؑ سے اسحٰقؑ پیدا ہوئے اور تین سال کے ہوئے ایک روز حضرت ابراہیمؑ کی گود میں بیٹھے تھے۔ اسمٰعیلؑ آئے اور اسحٰقؑ کو علیحدہ کرکے اُن کی جگہ پر بیٹھ گئے۔ سارہؑ نے یہ کیفیت دیکھی تو کہا ہاجرہؑ کا فرزند میرے فرزند کو آپ کی گود سے علیحدہ کرکے اُس کی جگہ پر خود بیٹھتا ہے۔ خدا کی قسم اب ممکن نہیں ہے کہ ہاجرہؑ اور اس کا فرزند میرے ساتھ ایک شہر میں رہیں۔ ان کو میرے پاس سے دُور کیجئے۔ حضرت ابراہیمؑ سارہؑ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ اور ان کے حق کی رعایت کرتے تھے کیونکہ وُہ پیغمبروں کی اولاد سے تھیں اور اُن کی خالہ کی دُختر تھیں لیکن یہ امر حضرت ابراہیمؑ پر بہت دشوار گذرا اور اسمٰعیلؑ کی مفارقت پر غمگین ہُوئے۔ اسی رات ایک فرشتہ خدا کی جانب سے ابراہیمؑ کے خواب میں آیا اور اُن کو اُن کے فرزند اسمٰعیلؑ کا مکّہ میں زمانۂ حج میں ذبح کرنا دکھایا۔ حضرت ابراہیمؑ صبح کو بہت رنجیدہ اُٹھے۔ حج کا زمانہ آیا۔ حضرت ابراہیمؑ، ہاجرہؑ اور اسمٰعیلؑ کو ذی الحجہ کے مہینہ میں شام سے مکّہ لے گئے تاکہ حج کے زمانہ میں ان کو ذبح کریں۔ اور کعبہ کے ستونوں کو بلند کیا اور حج کے ارادہ سے منیٰ کی جانب متوجہ ہُوئے۔ منیٰ کے اعمال بجا لا چکے تو اسمٰعیلؑ کو ساتھ لے کر مکّہ واپس آئے پھر کعبہ کا سات مرتبہ طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کے لیئے متوجہ ہوئے۔ جب سعی کے مقام پر پہنچے حضرت ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ سے کہا۔ کہ اے فرزند میں نے خواب میں دیکھا کہ تم کو اس سال حج کے زمانہ میں ذبح کر رہا ہوں تو تمہاری کیا رائے ہے؟ عرض کی بابا جان جس امر پر آپ مامور ہُوئے ہیں بجا لائیے۔ جب سعی سے فارغ ہُوئے وُہ اسمٰعیلؑ کو منیٰ میں لے گئے وُہی قربانی کا دن تھا۔ جمرہ میں پہنچے تو اُن کو بائیں پہلو لٹایا، اور چھُری اُٹھائی کہ ذبح کریں اس وقت ان کو آواز آئی کہ اے ابراہیمؑ تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا اور میرے حکم کی تعمیل کر دی۔ پھر ایک بڑے گوسفند کو اسمٰعیلؑ کا فدیہ کیا اور اس کے گوشت کو مسکینوں پر تصدق کر دیا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے پُوچھا گیا کہ منیٰ کو کس لئے منیٰ کہتے ہیں؟ فرمایا اس لئے کہ اس جگہ پہنچ کر جبرئیلؑ نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ جو حاجت ہو اس کی تمنا کیجئے اور خدا سے طلب کیجئے آپ نے دل میں یہ تمنّا اور آرزو کی کہ خدا اسمٰعیلؑ کی بجائے ایک گوسفند قرار دے جس کو وُہ اسمٰعیلؑ کے فدیہ میں ذبح کریں۔ لہٰذا خدا نے ان کی آرزو پوری کی [1]

---

[1] مولف فرماتے ہیں کہ حدیثیں جو اسمٰعیلؑ کے ذبیح ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں سے اس باب میں اتنے ہی پر مَیں نے اکتفا کی۔ اور بہت سی حدیثیں حضرت لوط علیہ السلام کے قصّہ میں انشاء اللہ تعالیٰ بیان کی جائیں گی۔ ۱۲



# باب ہشتم حضرت لُوط علیہ السّلام کے حالات

مفسّروں میں یہ مشہور ہے کہ لُوطؑ، حضرت ابراہیمؑ کے برادر زادے تھے ہاران پسر تارخ کے فرزند تھے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ ابراہیمؑ کی خالہ کے بیٹے تھے۔ قولِ آخر کی بنا پر سارہؑ لُوطؑ کی بہن تھی اور یہ زیادہ قوی ہے۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ لُوطؑ پیغمبروں میں سے تھے جو ختنہ کیئے ہُوئے پیدا ہُوئے۔

شیخ علی بن ابراہیم نے ذکر کیا ہے کہ جب نمرودؑ نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا اور حق تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے اُن پر آگ کو سرد کر دیا۔ نمرود ابراہیمؑ سے خائف ہُوا۔ اور کہا کہ اے ابراہیمؑ میرے شہروں سے نکل جاؤ۔ میرے ساتھ ایک مُلک میں تم نہیں رہ سکتے۔ حضرت ابراہیمؑ اپنی خالہ کی دُختر سارہؑ کو اپنے نکاح میں لا چکے تھے اور لُوطؑ حضرت ابراہیمؑ پر ایمان لا چکے تھے۔ حضرت لوطؑ اس وقت لڑکے تھے۔ ابراہیمؑ کے پاس کچھ گوسفند تھے وُہی اُن کا ذریعہ معاش تھے۔ ابراہیمؑ نمرود کے شہر سے نکلے اور سارہؑ کو ایک صندوق میں بٹھا کر اپنے ساتھ لیا کیونکہ وُہ بہت غیرتمند تھیں۔ جب شہر سے روانہ ہونے لگے، نمرود کے عمّال مانع ہُوئے اور چاہا کہ ان کے گوسفندوں کو ان سے لے لیں اور کہا کہ تم نے ان کو ہمارے بادشاہ کی سلطنت و مملکت میں حاصل کیا ہے اور مذہب میں تم بادشاہ کے مخالف ہو ان کو نہ لے جانے دیں گے۔ ابراہیمؑ نے کہا کہ میرے اور تمہارے درمیان بادشاہ کا قاضی فیصلہ کرے گا۔ اس کا نام سندوم تھا۔ اس کے پاس گئے۔ بادشاہ کے عمّال نے کہا کہ یہ شخص مذہب میں بادشاہ کا مخالف ہے اور جو کچھ اس کے پاس ہے اس نے ہمارے بادشاہ کے شہر میں کمایا ہے یہ تمام سامان اور چیزیں ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے مُلک سے باہر لے جائیں سندوم نے کہا یہ لوگ سچ کہتے ہیں۔ اے ابراہیمؑ جو کچھ تمہارے پاس ہے اُن سے دست بردار ہو جاؤ——! حضرتؑ نے فرمایا کہ اگر صحیح حکم نہ کرے گا تو ابھی مر جائے گا۔ سندوم نے پُوچھا کہ حق کیا ہے؟ ابراہیمؑ نے کہا ان سے کہو کہ جس قدر عمر مَیں نے ان چیزوں کے حاصل کرنے میں صرف کی ہے مجھے واپس کر دیں مَیں یہ چیزیں ان کو دے دُوں گا۔ سندوم نے کہا ہاں ابراہیمؑ کی عمر ان کو واپس دے دی جائے پھر وُہ یہ چیزیں واپس کر دیں یہ سُنکر عمّال دست بردار ہُوئے۔ نمرود نے اطرافِ عالم میں لکھا کہ ابراہیمؑ کو کسی آبادی میں ٹھہرنے نہ دیا جائے۔ ابراہیمؑ روانہ ہوئے اور نمرود کے کسی عامل کے پاس سے گزرے کہ جو اس کی طرف سے گذرتا تھا وُہ اس کے سامان کا اس سے محصُول لیا کرتا تھا۔ سارہؑ صندوق میں ابراہیمؑ کے ساتھ تھیں۔ اس نے تمام سامان کا جو ابراہیمؑ کے ساتھ تھا محصول لے لیا پھر صندوق کے پاس آیا اور اس کے کھولنے پر اصرار کیا تاکہ جو مال اس میں ہو اس کا محصول حاصل کرے حضرت ابراہیمؑ نے کہا جو سامان اس صندوق میں چاہو اس کا سمجھ کر حساب کر لو اور محصول لے لو۔ اس نے کہا

یقیناً تم کو صندوق کھولنا پڑے گا اور بجبر صندوق کھولا۔ تو اس میں جناب سارہؑ نظر آئیں۔ اُن کے حُسن و جمال کو دیکھ کر وُہ ششدر رہ گیا۔ اور پُوچھا یہ عورت کون ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا میری بہن ہے اور آپ کی غرض یہ تھی کہ وُہ دین میں میری بہن ہے۔[1] کارندے تو صندوق اُٹھا کر عامل کے پاس لے گئے۔ اس نے اُن کی جانب ہاتھ دراز کیا۔ جناب سارہؑ نے کہا میں تجھ سے خدا کی پناہ چاہتی ہوں۔ اس کا ہاتھ خشک ہو کر اس کے سینہ پر لپٹ گیا۔ اس کو سخت تکلیف پہنچی تو اُس نے کہا یہ کیا بلا ہے جو مجھ کو عارض ہُوئی۔ جناب سارہؑ نے کہا یہ تیرے اس ارادہ کی وجہ سے ہے جو تُو نے کیا تھا۔ اس نے کہا میں اب تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہوں اپنے پروردگار سے دُعا کرو کہ مجھ کو میرے حالِ سابق پر پھیر دے۔ جناب سارہؑ نے کہا خداوندا اگر یہ سچ کہتا ہے تو اس کو پہلی حالت پر واپس کر دے۔ وُہ پھر بدستور تندرست ہو گیا۔ اس کے پاس ایک کنیز کھڑی تھی اس نے جناب سارہؑ سے کہا کہ یہ کنیز میں نے تمہاری خدمت کے لئے تم کو عطا کی۔ وُہ حضرت ہاجرہؑ مادرِ اسمٰعیلؑ تھیں۔ حضرت ابراہیمؑ سارہؑ اور ہاجرہؑ کو لے کر روانہ ہُوئے اور ایک گاؤں میں جا کر مقیم ہُوئے جو لوگوں کے راستہ پر واقع تھا۔ جہاں سے ہو کر لوگ یمن اور شام اور اطرافِ عالم میں جاتے تھے۔ غرض جو شخص اس راستہ سے گزرتا تھا حضرتؑ اس کو اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ اور چونکہ یہ خبر تمام عالم میں مشہور ہو چکی تھی کہ نمرود نے اُن کو آگ میں ڈالا وُہ نہیں جلے۔ غرض جو شخص حضرت ابراہیمؑ کے پاس سے گزرتا تھا آپ اُس کی ضیافت کرتے تھے۔ ابراہیمؑ ان چند شہروں کی آبادیوں سے سات فرسخ کے فاصلہ پر مقیم تھے جن میں کافی درخت اور زراعت و نعمتیں تھیں وُہ تمام شہر قافلوں کے راستہ پر تھے اور جو ان شہروں سے گزرتا تھا ان کی زراعتوں اور میووں میں سے ضرور کچھ لے کر کھایا کرتا تھا۔ شہر والے اس حال سے نالاں تھے اور اس کے روکنے کی تدبیر سوچتے رہتے تھے کہ شیطان ایک مردِ پیر کی صورت میں ان کے پاس آیا اور کہا کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ میں تم کو ایسی ترکیب بتا دوں جس پر اگر تم عمل کرو گے تو کوئی شخص تمہارے شہروں کا رُخ نہ کریگا۔ پُوچھا وُہ تدبیر کیا ہے؟ کہا جو شخص تمہارے شہر میں وارد ہو اُس کی دُبر میں جماع کرو۔ اور اس کا سامان چھین لو۔ اس کے بعد وہ شیطان ایک حسین لڑکے کی صورت میں ان کے پاس آیا اور اُن سے لپٹ گیا۔ اس کے بعد تو اُن لوگوں کو یہ فعل قبیح کرنا جیسا کہ اس نے ان کو تعلیم دی تھی۔ ان لوگوں کو یہ عمل اچھا معلوم ہُوا، اور لذت حاصل ہوئی تو مَردوں نے مردوں سے لواطہ کرنا شروع کیا اور عورتوں سے مستغنی ہو گئے، اور عورتوں نے عورتوں کے ساتھ مساحقہ کرنا شروع کر دیا۔ وُہ مَردوں سے بے نیاز ہو گئیں۔ لوگوں نے اس امر کی شکایت حضرت ابراہیمؑ سے کی۔ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت لُوطؑ کو ان کی طرف بھیجا کہ اُن کو خدا کے عذاب سے ڈرائیں اور اس کی عقوبت سے پرہیز کرائیں۔ جب حضرت لُوطؑ ان کے پاس پہنچے انہوں نے پُوچھا تم کون ہو؟ کہا میں حضرت ابراہیمؑ کی خالہ کا لڑکا ہوں جن کو نمرود نے آگ میں ڈالا، اور وُہ نہ جلے۔

شیطان کی تعلیم سے قوم لوط میں لواطہ و مساحقہ کا رواج۔

[1] خالہ زاد بہن بھی تھیں اس لیئے جناب ابراہیمؑ نے جھوٹ نہیں کہا۔ ۱۲ مترجم۔



اور خدا نے آگ کو اُن پر سرد اور باعثِ سلامتی قرار دیا۔ وُہ تمہارے قریب ہی رہتے ہیں، لہٰذا خدا سے ڈرو اور اس فعلِ قبیح کو ترک کرو نہیں تو خدا تم کو ہلاک کرے گا۔ وُہ سب اس بات سے خوفزدہ ہُوئے اور ان کو جرأت نہ ہوئی کہ اُن حضرتؑ کو کوئی تکلیف پہنچاتے۔ لیکن جو شخص اُن لوگوں کے راستہ سے گزرتا وُہ لوگ چاہتے تھے کہ اس کے ساتھ فعلِ بد کریں۔ حضرت لوطؑ اس کو اُنکے ہاتھ سے بچایا کرتے تھے۔ لُوطؑ نے انہی میں سے ایک عورت کے ساتھ نکاح کر لیا تھا۔ اس عورت سے چند لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ جناب لُوطؑ ایک طویل مدت تک ان میں مقیم رہے اور اُن کو نصیحتیں کرتے رہے۔ لیکن ان لوگوں نے قبول نہ کیا۔ اور کہنے لگے کہ اے لُوط اگر ہماری نصیحت سے باز نہ آؤ گے تو ہم تم کو سنگسار کر دیں گے یا اس شہر سے نکال دیں گے۔ آخر حضرت لوطؑ نے اُن پر بد دُعا کی۔ ایک[1] روز حضرت ابراہیمؑ اپنی قیامگاہ پر کچھ مہمانوں کی ضیافت کا سامان کر رہے تھے کوئی چیز اُن کے پاس نہ تھی۔ ناگاہ دیکھا کہ چار اشخاص آپ کے پاس کھڑے ہیں جن کی شکلیں انسانوں سے مشابہ تھیں۔ ان چاروں افراد نے سلام کیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا اور سارہؑ کے پاس گئے اور کہا چند مہمان اور آ گئے ہیں جو انسانوں سے مشابہ نہیں ہیں۔ سارہؑ نے کہا ہمارے پاس ایک بچھڑے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ پھر اس کو ذبح کیا اور بریاں کر کے حضرت ابراہیمؑ ان کے پاس لائے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے بتحقیق ہمارے رسول ابراہیمؑ کے پاس خوشخبری کیلئے آئے اور کہا سلاماً ابراہیمؑ نے کہا سلام اور فوراً بچھڑا بریاں کر کے لائے لیکن ان رسولوں نے کھانے کی طرف توجہ نہ کی۔ تو حضرت ابراہیمؑ کو خوف محسوس ہُوا۔ سارہؑ عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ آئیں اور ان اشخاص سے پوچھا کہ تم لوگ خلیلِ خدا کے طعام سے کیوں انکار کرتے ہو۔ انہوں نے کہا خوف نہ کرو اے ابراہیمؑ ہم رسولانِ خدا ہیں قومِ لُوطؑ کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ اُن پر عذاب نازل کریں۔ یہ سُن کر سارہؑ کو خوف ہُوا اور وُہ حائض ہو گئیں حالانکہ مدتوں سے بہ سبب پیری اُن کا حیض زائل ہو چکا تھا۔ خدا فرماتا ہے کہ ہم نے جناب سارہؑ کو اسحٰقؑ کی خوشخبری دی اور اسحٰقؑ کے بعد یعقوبؑ کی جو اسحٰقؑ سے پیدا ہوں گے۔ تو سارہؑ نے ہاتھ مُنہ پر مارا اور کہا یا ویلتا۔ کیا مجھ سے بچّہ پیدا ہو گا حالانکہ میں بُوڑھی ہوں اور میرے شوہر بھی بوڑھے ہیں۔ یقیناً یہ عجیب امر ہے۔ جبرئیلؑ نے اُن سے کہا کیا تم تعجب کرتے ہو خدا کے امر سے اور اے اہلِ بیت تم پر خدا کی برکتیں اور رحمتیں ہوں (پ۱۲ آیت ۶۹ تا ۷۳ سورۃ ہُود) بتحقیق کہ وُہ عظیم المرتبت و صاحبِ بزرگی ہے۔ جب حضرت ابراہیمؑ سے خوف رفع ہُوا اور ولادتِ اسحٰقؑ کی خوشخبری اُن کو ملی تو قومِ لُوطؑ سے عذاب کے دُور ہونے کے التماس میں مبالغہ شروع کیا اور جبرئیلؑ سے پُوچھا کہ کس لئے بھیجے گئے ہو؟ کہا قومِ لوطؑ کو ہلاک کرنے کے لئے حضرت ابراہیمؑ نے کہا لوطؑ ان کے درمیان موجود ہیں اُن کو کس طرح ہلاک کرو گے؟ جبرئیلؑ نے کہا ہم بہتر جانتے ہیں کہ کون وہاں پر ہے۔ ہم اُس کو اور اُس کے اہل کو نجات دیں گے سوائے اس کی زوجہ کے کہ وُہ عذاب میں باقی رہنے والوں میں ہو گی۔ حضرت ابراہیمؑ نے جبرئیلؑ سے کہا کہ اگر اس شہر میں

[1] آیتوں کے مطالب اسی جگہ سے بیان ہونا شروع ہوئے جو سُورۂ ہود میں ہیں۔ ۱۲

سَوْمومن ہوں گے تو ان کو بھی ہلاک کر دو گے ؟ جبرئیلؑ نے کہا نہیں۔ کہا اگر پچاس ہوں؟ کہا نہیں۔ پُوچھا اگر دس مومنین ہوں۔ کہا نہیں۔ ابراہیمؑ نے کہا اگر ایک مومن ہو؟ کہا نہیں۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ ہم نے اس شہر میں بھی مسلمان کا ایک گھر نہ پایا۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا اے جبرئیلؑ اپنے پروردگار کے پاس ان کے بارے میں واپس جاؤ۔ پس خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو مانند چشم زدن کے کہا اے ابراہیمؑ ان کی سفارش سے باز آجاؤ۔ کیونکہ تمہارے پروردگار کا حکم آچکا ہے اور یقیناً ان پر عذاب آئے گا جو رد نہ ہو گا۔ پھر ملائکہ ابراہیمؑ سے رُخصت ہو کر حضرت لُوطؑ کے پاس آئے اور اُن کے سامنے کھڑے ہو گئے جبکہ وُہ اپنی زراعت میں آبپاشی کر رہے تھے۔ لُوطؑ نے پُوچھا کہ تم لوگ کون ہو ؟ کہا کہ ہم لوگ مسافر ہیں اور ابنائے سبیل۔ آج رات ہماری ضیافت کیجئے۔ لُوطؑ نے کہا کہ اس شہر کے لوگ بہت بُرے ہیں مَردوں سے جماع کرتے ہیں اور اُن کے مال لُوٹ لیتے ہیں۔ انہوں نے کہا دیر زیادہ ہو گئی ہے اور ہم اب دُوسری جگہ نہیں جا سکتے۔ آج رات ہم کو ٹھہرنے کی جگہ دیجئے۔ لوطؑ اپنی زوجہ کے پاس آئے جو اُسی قوم سے تھی اور کہا آج چند مہمان میرے پاس آئے ہیں اُن کے آنے کی خبر اپنی قوم کو نہ کرنا۔ اس وقت تک تم نے جس قدر نافرمانی کی ہے میں معاف کر دوں گا۔ اس نے کہا ایسا ہی ہو گا۔ اس کے اور اس کی قوم کے درمیان یہ طے تھا کہ جب کوئی مہمان حضرت لوطؑ کے پاس دن کو آتا تو وُہ گھر کے بالاخانہ پر دُھواں کرتی اور جب رات کو کوئی مہمان آتا تو آگ روشن کر دیتی تھی۔

جب جبرئیلؑ اور وُہ ملائکہ جو ان کے ساتھ تھے لُوطؑ کے گھر میں داخل ہُوئے ان کی زوجہ کوٹھے پر دوڑی ہوئی گئی اور کچھ آگ روشن کر دی جسے دیکھ کر شہر والے ہر طرف سے حضرت لُوطؑ کے مکان کی طرف دوڑے۔ جب مکان کے دروازے پر پہنچے کہنے لگے اے لُوطؑ کیا ہم نے تم کو منع نہیں کیا کہ مہمانوں کو اپنے گھر نہ لایا کرو۔ پھر چاہا کہ ان مہمانوں سے فعلِ بد کریں۔ حضرت لُوطؑ نے فرمایا ہماری لڑکیاں پاکیزہ تر ہیں تمہارے لیئے۔ خدا سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں ذلیل نہ کرو۔ کیا تم میں ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جو نیکی اور بہتری پر مائل ہو۔ مروی ہے کہ حضرت لوطؑ کی مراد لڑکیوں سے قوم کی عورتیں تھیں کیونکہ ہر پیغمبر اپنی قوم کا باپ ہوتا ہے۔ اور ان کو امرِ حلال کی دعوت دیتا اور حرام سے منع کرتا ہے۔ اسی لیئے فرمایا کہ تمہاری عورتیں تمہارے لیئے زیادہ بہتر ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ ہمیں تمہاری لڑکیوں سے کوئی واسطہ نہیں اور ہم جو کچھ چاہتے ہیں اس سے بھی تم بخوبی واقف ہو۔ جب حضرت ان سے نااُمید ہُوئے تو فرمایا کاش مجھ کو قوت ہوتی تو میں تم لوگوں میں رکن شدید کے ساتھ پناہ لیتا۔ بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت لُوطؑ کے بعد کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ وُہ اپنی قوم میں غالب تھا۔ اور ان میں اپنا قبیلہ اور رشتہ داروں کے افراد رکھتا تھا۔ دوسری حدیث میں منقول ہے کہ قوت سے مُراد حضرت لُوطؑ کی قائم آلِ محمدؑ تھے۔



اور رُکن شدید سے اُن حضرت کے تین سو تیرہ اصحاب۔ غرض یہ سُنکر جبرئیلؑ نے کہا کہ کاش حضرت لُوطؑ جانتے کہ کونسی قوت اُن کے ساتھ ہے۔ حضرتؑ نے یہ سُنکر پُوچھا کہ تم لوگ کون ہو جبرئیل علیہ السلام نے کہا میں جبرئیل ہوں۔ پُوچھا کس امر پر مامور ہوئے ہو؟ کہا اُن کی ہلاکت پر۔ فرمایا اسی وقت عمل میں لاؤ۔ کہا ان کے لیئے صبح کا وقت مقرر ہے۔ کیا صبح قریب نہیں ہے۔ غرضکہ ان لوگوں نے خانۂ لُوطؑ کے دروازہ کو توڑا اور مکان میں داخل ہُوئے۔ جبرئیلؑ نے اپنے پَروں کو اُن کی آنکھوں پر مارا جیسا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ بے شک اُن لوگوں نے ناجائز مطلب کی خواہش کی اور لُوطؑ سے اُن کے مہمانوں کو عملِ قبیح کے لیئے طلب کیا تو ہم نے اُن کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ جب اُن لوگوں نے یہ حال مشاہدہ کیا سمجھے کہ عذاب اُن پر آ گیا۔ پھر جبرئیلؑ نے حضرت لُوطؑ سے کہا کہ جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے اپنے بال بچوں کو لے کر اُن کے درمیان سے چلے جاؤ۔ اور تم میں کوئی مُڑ کر پیچھے نہ دیکھے۔ لیکن تمہاری زوجہ دیکھے گی تو اس کو پہنچے گا جو کچھ پہنچنے والا ہے۔ قومِ لوطؑ میں ایک مرد عالم تھا۔ اس نے کہا اے قوم تمہاری جانب وُہ عذاب آ گیا جس کا وعدہ حضرت لوطؑ تم سے کرتے تھے۔ لہٰذا ان کو گھیر لو اور اپنے درمیان سے جانے نہ دینا۔ جب تک وُہ تم میں موجود ہیں عذاب نہ آئے گا۔ یہ سُنکر لوگ حضرت لوطؑ کے مکان کے گرد جمع ہُوئے اور اُن کو گھیر لیا۔ جبرئیلؑ نے کہا اے لوطؑ ان کے درمیان سے چلے جایئے۔ کہا کس طرح چلا جاؤں۔ یہ لوگ میرے مکان کے گرد تو جمع ہیں۔ جبرئیلؑ نے اُن کے سامنے ایک ستُون نُور کا قائم کیا اور کہا کہ اس ستُون کے سہارے چلے جاؤ اور تم میں سے کوئی مُڑ کر نگاہ نہ کرے۔ غرضکہ اس شہر سے زمین کے نیچے سے باہر نکلے۔ اُن کی زوجہ نے مُڑ کر دیکھا۔ حق تعالیٰ نے اُس پر ایک پتھر نازل کیا جس نے اس کو مار ڈالا۔ جب صبح ہوئی اُن چاروں فرشتوں میں سے ہر ایک ان کے شہر کے ایک ایک جانب باہر نکلے اور زمین کو ساتویں طبقہ سے کھودا۔ اور اس حد تک بلند کیا کہ اہلِ آسمان نے اُن کے مُرغ اور کُتوں کے چلّانے کی آوازیں سُنیں۔ پھر ان لوگوں پر اُس شہر کو اُلٹ دیا اور خدا نے اُن پر پتھر سجیل کے یعنی کھرنجے آسمان اوّل سے یا جہنّم سے برسائے جو باہم لپٹے ہُوئے تھے یا پیاپے اور منقط اور رنگا رنگ پتھر۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ کوئی بندہ جو قوم لُوطؑ کے عمل کو حلال جانتا ہے دنیا سے نہیں جاتا مگر یہ کہ خدا اس کو اُن پتھروں میں سے ایک پتھر مارتا ہے جس سے اس کی موت واقع ہوتی ہے لیکن دُنیا اُس کو نہیں دیکھتی۔

بسندِ صحیح حضرت امام محمدؑ باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسولِ خدا صبح و شام خدا سے بخل سے پناہ مانگتے تھے۔ اور ہم بھی بخل سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو

ستّو مومن ہوں گے توان کو بھی ہلاک کر دوگے ! جبرئیلؑ نے کہا نہیں۔ کہا اگر پچاس ہوں؟ کہا نہیں۔
ہ‌چھا اگر دس مومنین ہوں۔ کہا نہیں۔ ابراہیمؑ نے کہا اگر ایک مومن ہو؟ کہا نہیں۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ
م نے اس شہر میں بھی مسلمان کا ایک گھر نہ پایا۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا اے جبرئیلؑ اپنے پروردگار کے
س ان کے بارے میں واپس جاؤ۔ پس خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو مانند چشم زدن کے کہا اے ابراہیمؑ ان
ا سفارش سے باز آجاؤ۔ کیونکہ تمہارے پروردگار کا حکم آچکا ہے اور یقیناً ان پر عذاب آئے گا جو
رنہ ہوگا۔ پھر ملائکہ ابراہیمؑ سے رخصت ہو کر حضرت لوطؑ کے پاس آئے اور اُن کے سامنے کھڑے
گئے جبکہ وُہ اپنی زراعت میں آبپاشی کر رہے تھے۔ لوطؑ نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ کہا کہ ہم لوگ مسافر
ـ اور ابنائے سبیل۔ آج رات ہماری ضیافت کیجئے۔ لوطؑ نے کہا کہ اس شہر کے لوگ بہت بُرے ہیں
دوں سے جماع کرتے ہیں اور اُن کے مال لُوٹ لیتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا دیر زیادہ ہوگئی ہے اور ہم اب دُوسری
ـ نہیں جا سکتے۔ آج رات ہم کو ٹھہرنے کی جگہ دیجئے۔ لوطؑ اپنی زوجہ کے پاس آئے جو اُسی قوم سے تھی اور
آج چند مہمان میرے پاس آئے ہیں اُن کے آنے کی خبر اپنی قوم کو نہ کرنا۔ اس وقت تک تم نے جس قدر
رمانی کی ہے میں معاف کر دوں گا۔ اس نے کہا ایسا ہی ہوگا۔ اس کے اور اس کی قوم کے درمیان یہ طے
اکہ جب کوئی مہمان حضرت لوطؑ کے پاس دن کو آتا تو وُہ گھر کے بالاخانہ پر دُھواں کرتی اور جب رات کو
ئی مہمان آتا تو آگ روشن کر دیتی تھی۔

جب جبرئیلؑ اور وُہ ملائکہ جوان کے ساتھ تھے لوطؑ کے گھر میں داخل ہوئے ان کی زوجہ کوٹھے
وڑی ہوئی گئی اور کچھ آگ روشن کر دی جسے دیکھ کر شہر والے ہر طرف سے حضرت لوطؑ کے مکان کی طرف
ـے۔ جب مکان کے دروازے پر پہنچے کہنے لگے اے لوطؑ کیا ہم نے تم کو منع نہیں کیا کہ مہمانوں کو اپنے
ـہ لایا کرو۔ پھر چاہا کہ ان مہمانوں سے فعلِ بد کریں۔ حضرت لوطؑ نے فرمایا ہماری لڑکیاں پاکیزہ تر
تمہارے لیے۔ خدا سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں ذلیل نہ کرو۔ کیا تم میں ایک شخص
ایسا نہیں ہے جو نیکی اور بہتری پر مائل ہو۔ مروی ہے کہ حضرت لوطؑ کی مراد لڑکیوں سے قوم
ورتیں تھیں کیونکہ ہر پیغمبر اپنی قوم کا باپ ہوتا ہے۔ اور ان کو امرِ حلال کی دعوت دیتا اور حرام سے
کرتا ہے۔ اسی لیئے فرمایا کہ تمہاری عورتیں تمہارے لیئے زیادہ بہتر ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ تم جانتے ہو
ہں تمہاری لڑکیوں سے کوئی واسطہ نہیں اور ہم جو کچھ چاہتے ہیں اس سے بھی تم بخوبی واقف
جب حضرت ان سے نا امید ہوئے تو فرمایا کاش مجھ کو قوت ہوتی تو میں تم لوگوں میں رکن شدید
[illegible]
[illegible]
[illegible]



اور رُکن شدید سے اُن حضرت کے تین سو تیرہ اصحاب۔ غرض یہ سُنکر جبرئیلؑ نے کہا کہ کاش حضرت لوطؑ
جانتے کہ کونسی قوت اُن کے ساتھ ہے۔ حضرتؑ نے یہ سُنکر پُوچھا کہ تم لوگ کون ہو جبرئیل علیہ السلام
نے کہا میں جبرئیل ہوں۔ پُوچھا کس امر پر مامور ہوئے ہو؟ کہا اُن کی ہلاکت پر۔ فرمایا اسی وقت عمل میں لاؤ۔
کہا ان کے لیئے صبح کا وقت مقرر ہے۔ کیا صبح قریب نہیں ہے۔ غرضکہ ان لوگوں نے خانۂ لوطؑ کے
دروازہ کو توڑا اور مکان میں داخل ہوئے۔ جبرئیلؑ نے اپنے پَروں کو اُن کی آنکھوں پر مارا جیسا کہ
حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ بے شک اُن لوگوں نے ناجائز مطلب کی خواہش کی اور لوطؑ سے اُن کے مہمانوں کو عملِ
قبیح کے لیئے طلب کیا تو ہم نے اُن کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ جب اُن لوگوں نے یہ حال مشاہدہ
کیا سمجھے کہ عذاب اُن پر آ گیا۔ پھر جبرئیلؑ نے حضرت لوطؑ سے کہا کہ جب رات کا کچھ حصّہ
گزر جائے اپنے بال بچوں کو لے کر اُن کے درمیان سے چلے جاؤ۔ اور تم میں کوئی مُڑ کر پیچھے نہ
دیکھے۔ لیکن تمہاری زوجہ دیکھے گی تو اس کو پہنچے گا جو کچھ پہنچنے والا ہے۔ قوم لوطؑ میں ایک مرد
عالم تھا۔ اس نے کہا اے قوم تمہاری جانب وُہ عذاب آ گیا جس کا وعدہ حضرت لوطؑ تم سے کرتے
تھے۔ لہٰذا ان کو گھیر لو اور اپنے درمیان سے جانے نہ دینا۔ جب تک وُہ تم میں موجود ہیں عذاب
نہ آئے گا۔ یہ سُنکر لوگ حضرت لوطؑ کے مکان کے گرد جمع ہوئے اور اُن کو گھیر لیا۔ جبرئیلؑ نے
کہا اے لوطؑ ان کے درمیان سے چلے جائیے۔ کہا کس طرح چلا جاؤں۔ یہ لوگ میرے مکان
کے گرد تو جمع ہیں۔ جبرئیلؑ نے اُن کے سامنے ایک سُتون نُور کا قائم کیا اور کہا کہ اس ستون
کے سہارے چلے جاؤ اور تم میں سے کوئی مُڑ کر نگاہ نہ کرے۔ غرضکہ اس شہر سے زمین کے نیچے سے
باہر نکلے۔ اُن کی زوجہ نے مُڑ کر دیکھا۔ حق تعالیٰ نے اُس پر ایک پتھر نازل کیا جس نے اس کو
مار ڈالا۔ جب صبح ہوئی اُن چاروں فرشتوں میں سے ہر ایک ان کے شہر کے ایک ایک جانب باہر نکلے
اور زمین کو ساتویں طبقہ سے کھودا۔ اور اس حد تک بلند کیا کہ اہلِ آسمان نے اُن کے مُرغ اور
کُتّوں کے چلّانے کی آوازیں سُنیں۔ پھر ان لوگوں پر اُس شہر کو اُلٹ دیا اور خدا نے اُن پر پتھر
سجیل کے یعنی کھر نیچے آسمان اوّل سے یا جہنّم سے برسائے جو باہم لپٹے ہوئے تھے یا پیاپے
اور منقط اور رنگا رنگ پتھر۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ کوئی بندہ جو قومِ لوطؑ کے عمل کو حلال جانتا ہے
دنیا سے نہیں جاتا مگر یہ کہ خدا اس کو اُن پتھروں میں سے ایک پتھر مارتا ہے جس سے اس کی مَوت
واقع ہوتی ہے لیکن دُنیا اُس کو نہیں دیکھتی۔

بسندِ صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسولِ خدا صبح و شام خدا سے بخل
سے پناہ مانگتے تھے۔ اور ہم بھی بخل سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو

اپنے نفس کو بخل سے محفوظ رکھتا ہے وُہ رستگار ہے۔ اور مَیں تم کو بُخل کے نتیجہ سے آگاہ کرتا ہوں۔ بہ تحقیق کہ حضرت لُوطؑ کی قوم کے لوگ ایک شہر کے رہنے والے تھے جو اپنے طعام پر بخیل تھے۔ بخل نے اُن کو اُن کی شرمگاہوں کے ایسے درد میں مبتلا کیا جس کا علاج نہ تھا۔ پھر فرمایا کہ قوم لُوطؑ کے شہر قافلوں کے راستوں پر آباد تھے جو شام و مصر کو جاتے تھے۔ قافلے والے اُن کے پاس قیام کرتے تھے اور وُہ لوگ اُن کی ضیافت کیا کرتے تھے۔ جب اُن کی یہ ضیافت زیادہ ہُوئی وُہ لوگ نفس کی خباثت اور بخل کی وجہ سے تنگ آ گئے۔ لہٰذا بخل اس کا باعث ہُوا کہ جب اُن کے پاس کوئی مہمان آتا اس کو ذلیل کرتے اور اس کے ساتھ اغلام کرتے تھے بغیر اس کے کہ اس عملِ قبیح کے لیے شہوت یا خواہش اُن کو ہوتی ہو۔ اس سے ان کی صرف یہ غرض تھی کہ قافلے اُن کے شہر میں قیام نہ کریں تاکہ اُن کو ضیافت نہ کرنی پڑے اُن کے اس بُرے عمل کی دُوسرے شہروں میں شہرت ہوئی۔ اور قافلوں نے اُن کے پاس قیام کرنے سے پرہیز کیا۔ غرضیکہ بخل نے اُن پر وُہ بلا مسلّط کی جسے وُہ اپنے سے دفع نہ کر سکے یہاں تک کہ اُس عمل کی خواہش اُن کو اس حد تک ہُوئی کہ شہروں سے مَردوں کو اس فعل کے لیئے اُجرت پر بُلانے لگے۔ تو کون مرض بخل سے بدتر ہو سکتا ہے۔ اور اس کے انجام کا نقصان خدا کے نزدیک بخیل ہونے سے زیادہ رُسوا کرنے والا اور زیادہ قبیح ہے۔ راوی نے پُوچھا کہ آیا لوطؑ کے شہر والے سب کے سب یہ فعل کرتے تھے؟ فرمایا ہاں سوائے ایک مسلمان گھر کے شاید خدا کا فرمُودہ تو نے نہیں سُنا یعنی ہم نے شہر میں مومنوں میں سے جو تھا اس کو باہر کر دیا۔ پس ہم نے مسلمانوں کے ایک گھر کے سوا کوئی مکان نہ پایا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اُن کے درمیان حضرت لوط علیہ السلام تیس سال تک رہے اور اُن کو خدا کی طرف بُلاتے تھے اور عذابِ الٰہی سے اُن کو بچنے کی ہدایت فرماتے تھے۔ وُہ ایسی قوم تھی جو اپنے تئیں پاخانے سے پاک نہیں کرتی تھی نہ غسل جنابت کرتی۔ حضرت لُوطؑ حضرت ابراہیمؑ کی خالہ کے فرزند تھے اور سارہؑ حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ حضرت لُوطؑ کی بہن تھیں۔ حضرت لوطؑ اور حضرت ابراہیمؑ دو مرسل پیغمبر تھے جو لوگوں کو عذابِ خدا سے ڈراتے تھے حضرت لوطؑ ایک سخی اور صاحب کرم انسان تھے۔ جو مہمان اُن کے پاس آتا تھا اس کی ضیافت کرتے تھے۔ اور اپنی قوم کی شرارت سے اپنے مہمانوں کی حفاظت کرتے تھے۔ آپ کی قوم جب کسی مہمان کو دیکھتی تھی تو حضرت لُوطؑ سے کہتی تھی کہ کیا ہم لوگوں نے تم کو منع نہیں کیا ہے کہ کہیں سے کوئی مہمان جو تمہارے پاس آئے تو اس کی مہمانی نہ کرنا ورنہ ہم لوگ تمہارے مہمانوں کو ذلیل اور تم کو ان کی نگاہوں میں رُسوا کریں گے۔ پھر جب حضرت لوطؑ کے پاس کوئی مہمان آتا تو اس کو پوشیدہ رکھتے اس سبب سے کہ حضرت لوطؑ کا کوئی خاندان اور کوئی قبیلہ وہاں نہ تھا۔ اور ہمیشہ حضرت لوطؑ اور حضرت ابراہیمؑ اس قوم پر عذاب نازل ہونے کے اُمیدوار تھے اور اُن کی خدا کے نزدیک منزلت بلند تھی۔ خدا جب اس قوم پر عذاب کا ارادہ کرتا حضرت ابراہیمؑ کی محبت و خلت اور





حضرت لوطؑ کی محبت کو ملاحظہ کر کے عذاب میں تاخیر فرماتا۔ آخر خداوند عالم کا غضب ان پر شدید ہُوا اور اُن کے لیئے عذاب کو مقدر فرمایا۔ اور اس عذاب کے عوض میں مقرر فرمایا کہ ابراہیمؑ کو ایک فرزند دانا عطا فرمائے جو ان کی تسلی کا باعث ہو اُس تکلیف میں جو قوم لُوطؑ کے ہلاک ہونے کے سبب ان کو پہنچنے والی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کے پاس رسُولوں (فرشتوں) کو بھیجا کہ ان کو اسمٰعیلؑ کی خوشخبری دیں۔ وُہ رات کے وقت حضرت ابراہیمؑ کے گھر میں داخل ہُوئے۔ حضرت ابراہیمؑ کو اُن سے خوف معلوم ہُوا اور وُہ ڈرے کہ چور ہوں گے۔ جب رسُولوں (فرشتوں) نے ان کو ہراساں اور خوفزدہ دیکھا، سلام کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے سلام کا جواب دیا۔ اور کہا کہ ہم لوگ تم سے خائف ہیں۔ کہا خوف نہ کیجئے ہم لوگ آپ کے پروردگار کے رسُول ہیں آپ کو ایک نیک لڑکے کی خوشخبری دینے آئے ہیں۔ حضرت امام محمّد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ وُہ نیک لڑکا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تھے جو بطنِ جناب ہاجرہؑ سے پیدا ہوئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرشتوں سے کہا کیا مجھ کو خوشخبری ہے۔ ان فرشتوں نے کہا ہاں ہم آپ کو بحق و راستی خوشخبری دیتے ہیں ناامید نہ ہوں۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے پوچھا اور کس کام کے لیئے آئے ہو؟ فرشتوں نے کہا ایک گنہگار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں اور وُہ حضرت لُوطؑ کی قوم ہے بہ تحقیق کہ وُہ ایک فاسقوں کا گروہ ہے (ہم آئے ہیں) اس لیئے کہ اُن کو عالموں کے پروردگار کے عذاب سے ڈرائیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا لُوطؑ ان لوگوں میں موجود ہیں۔ کہا ہم بہتر جانتے ہیں کہ کون اس جگہ ہے۔ یقیناً ان کو اور ان کے سب گھر والوں کو نجات ہوگی سوائے ان کی بیوی کے کہ وُہ عذاب میں باقی رہنے والی ہے۔ جب وُہ فرشتے آلِ لُوطؑ کے پاس آئے۔ حضرت لُوطؑ نے کہا تم ایسے اشخاص ہو کہ ہم تم کو نہیں پہچانتے۔ انہوں نے کہا تمہاری قوم خدا کے عذاب میں شک کرتی تھی۔ ہم حق کے ساتھ تمہارے پاس آئے ہیں تاکہ تمہاری قوم کو عذاب سے ڈرائیں۔ یقیناً ہم لوگ سچّے ہیں۔ اے لوطؑ جب آئندہ سات روز اور سات راتیں گذر جائیں تو نصف شب کو تم اپنے گھر والوں کو لے کر اس شہر سے نکل جانا۔ تم میں سے کوئی پیچھے مُڑ کے نہ دیکھے ہاں تمہاری زوجہ دیکھے گی اور اس کو وہی عذاب ملے گا جو تمہاری قوم کو ملے گا۔ تم لوگ جہاں مامور ہو نا چلے جانا۔ جب صبح ہوگی قوم کے تمام متنفس ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ جب آٹھویں روز کی صبح آئی خدا نے پھر رسُولوں کو ابراہیمؑ کے پاس بھیجا کہ ان کو اسحٰقؑ کی خوشخبری دیں۔ اور قوم لوطؑ کے ہلاک ہونے پر ان کو تعزیت دیں اور تسلّی دیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ہے کہ ہمارے رسُول ابراہیمؑ کے پاس آئے اور اُن کو سلام کیا اور خوشخبری دی۔ حضرت ابراہیمؑ نے سلام کا جواب دیا اور فوراً ہی بچھڑے کا بھُنا ہوا گوشت لائے

امامؑ نے فرمایا یعنی وُہ ذبح کیا ہُوا بریاں اور عُمدہ پکا ہوا گوشت تھا۔ مگر جب حضرت ابراہیمؑ نے دیکھا کہ اس گوشت کی جانب وُہ لوگ ہاتھ نہیں بڑھاتے ہیں حضرتؑ کو خوف ہُوا۔ کیونکہ اس زمانہ میں ایک دُوسرے کے ساتھ طعام میں شریک ہونا ایک دُوسرے کے شر سے بے خوف ہونے کی دلیل تھی۔ اور کھانا نہ کھانا دُشمنی کی علامت تھی۔ اُن لوگوں نے کہا کہ خوف نہ کیجئے ہم لوگ ایک قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ اور حضرت ابراہیمؑ کی بیوی اسی جگہ کھڑی تھیں، ان کو اسحٰقؑ کی خوشخبری دی اور اسحٰقؑ کے بعد یعقوبؑ کی۔ یہ سُن کر حضرت سارہؑ تعجّب سے ہنسیں اور کہا یا ویلتا۔ کیا فرزند مجھ سے پیدا ہوگا حالانکہ میں پیر زال ہوں اور یہ میرے شوہر بھی ضعیف ہیں۔ یقیناً یہ امر عجیب ہے۔ ان فرشتوں نے کہا کیا تم امرِ خدا میں تعجّب کرتی ہو۔ یقیناً خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں تم اہلِ بیتؑ پر لازم ہیں یہ تحقیق کہ وُہ حمید و مجید ہے۔ جب حضرت ابراہیمؑ نے اسحٰقؑ کی خوشخبری سُنی اور خوف اُن سے زائل ہوگیا تو اپنے پروردگار سے قومِ لُوطؑ کی سفارش میں مناجات شروع کی اور خدا سے سوال کیا کہ بلا کو ان سے دفع کردے۔ خدا نے اُن کو وحی کی کہ ان باتوں سے درگزر کرو کیونکہ تمہارے پروردگار کا حکم آچکا ہے اور آج ہی صبح کو طلوعِ آفتاب کے بعد ان پر عذاب نازل ہوگا اور یہ حتمی ہے اس کا واپس ہونا ناممکن ہے۔

بسندِ معتبر حضرت امیرؑ المومنین سے مروی ہے کہ اس اُمّت میں چھ باتیں قومِ لُوطؑ کے طریقوں میں سے ہیں۔ کمانؑ سے گولی مارنا، ڈھیلے پھینکنا، بغلؑ کھجانا، ازرُوئے تکبّر زمین پر جامہ گھسیٹنا، اور پیراہنؑ کے اور قباؑ کے بند کھولے رکھنا۔

دُوسری روایت میں ہے کہ ان کے اعمالِ قبیحہ میں سے یہ بھی تھا کہ مجلس میں ایک دُوسرے کے رُو برُو ریاح صادر کیا کرتے تھے۔ حضرت لُوطؑ نے ان سے کہا کہ اپنی مجلسوں میں ایسے بُرے کام نہ کیا کرو۔

دُوسری صحیح حدیث میں امام محمّد باقرؑ سے منقول ہے کہ رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیلؑ سے سوال کیا کہ قومِ لوطؑ کی ہلاکت کیونکر ہوئی جبرئیلؑ نے کہا کہ حضرت لُوطؑ کی قوم ایک شہر کی رہنے والی تھی جو پاخانہ سے فارغ ہوکر آبدست نہیں لیتی تھی اور نہ غسلِ جنابت کرتی تھی اور اپنے طعام سے بخل کرتی تھی۔ حضرت لُوطؑ اُن میں تیس سال رہے۔ وُہ اُن میں ایک غیر شخص تھے اُن میں سے نہ تھے۔ نہ ان کا خاندان وہاں تھا نہ کوئی رشتہ دار۔ وُہ اُن کو خدا کی طرف بُلاتے اور اس پر ایمان لانے اور اپنی متابعت کی ہدایت کرتے اور اعمالِ قبیحہ سے روکتے۔ ان کو خدا کی عبادت کی ترغیب دیتے لیکن ان لوگوں نے آپؑ کی نصیحتوں کو قبول نہ کیا



اور آپ کی اطاعت نہ کی۔ اس لیئے جب خدا نے چاہا کہ ان پر عذاب نازل کرے ان کی طرف چند رسُول (فرشتے) بھیجے تاکہ ان کو ڈرائیں اور حجت تمام کریں۔ ان میں غذا اور سامانِ زندگی کی افراط جب ہوگئی تو فرشتوں کو حکم دیا کہ مومنوں میں سے جو ان کے شہر میں ہوں ان کو شہر سے باہر کردیں۔ لیکن وہاں ایک گھر کے سوا مسلمانوں کا کوئی گھر نہ تھا ان لوگوں کو شہر سے علیحدہ کردیا اور حضرت لوطؑ سے کہا کہ رات اپنے بال بچّوں کو باہر لے جاؤ۔ جب نصف شب گذری حضرت لُوطؑ اپنی دختروں کو لے کر روانہ ہوئے، ان کی زوجہ واپس اپنی قوم کی جانب دَوڑی کہ اُن کو حضرت لُوطؑ کے باہر جانے کی اطلاع دے۔ جب صبح ہوئی عرشِ الٰہی سے مجھ کو آواز آئی کہ اے جبرئیلؑ قومِ لوطؑ کے بارے میں خدا کا قول لازمی اور اس کا حکم حتمی ہے تو زمین کو ساتویں طبقہ سے کھود و اور آسمان کی طرف لاؤ اور انتظار کرو یہانتک کہ خدائے جبّار کا حکم اس کے اُلٹ دینے کا تم کو پہنچے۔ اور خانہ لوطؑ کی ایک کھلی ہُوئی نشانی باقی چھوڑ دو تاکہ ہر اُس شخص کے لیئے عبرت ہو جو اُدھر سے گزرے۔ یا رسُولؐ اللہ میں اس ظالم گروہ کی جانب گیا اور اپنے داہنے پَر کو اُس شہر کے شرقی جانب مارا اور بائیں کو اس کے مغرب کی جانب مارا اور زمین کو اس کے ساتویں طبقہ سے کھودا سوائے مکانِ آلِ لوطؑ کے جس کو راہ گیروں کے لیئے ایک علامت چھوڑ دی۔ پھر ان کو اس قدر بلند کیا کہ اہلِ آسمان نے ان کے مُرغ اور کتّوں کی آوازیں سُنیں۔ جب آفتاب طلوع ہُوا عرش سے مجھ کو آواز آئی کہ اے جبرئیلؑ شہر کو اس قوم پر اُلٹ دو۔ میں نے اُلٹ دیا۔ اس طرح کہ نیچے کا حصّہ اُوپر اور اُوپر کا حصّہ نیچے ہوگیا۔ اور اُن پر سجیل یعنی کھرنجوں کی بارش ہُوئی جن میں نشانات تھے یا وُہ منقط تھے اور اے محمّدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ عذاب آپ کی اُمّت کے اُن لوگوں کو بھی ہو تو بعید نہیں جو ان کے ایسا عمل کریں۔ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ اُن کا شہر کہاں تھا؟ کہا جہاں آج بحیرۂ طبریہ شام کے نواح میں ہے۔ آنحضرتؐ نے پُوچھا کہ جب تم نے شہر کو اُن لوگوں پر اُلٹ دیا تو وُہ شہر اور اُس کے باشندے کہاں گرے؟ کہا یا حضرتؐ مصر تک دریائے شام میں۔ اور دریا میں وُہ ٹیلے بن گئے۔

دُوسری موثق حدیث میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ جب ابراہیمؑ کے پاس ملائکہ آئے تو کہا ہم اس شہر کے باشندوں کو ہلاک کرنے آئے ہیں۔ جب سارہؑ نے یہ سُنا تو فرشتوں کی کمی اور قومِ لوطؑ کی زیادتی پر تعجّب کیا اور کہا کہ قومِ لوطؑ کی اس قوّت و کثرت کے ساتھ کیا برابری ممکن ہے۔ فرشتوں نے ان کو اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کی خوشخبری دی تو وُہ ہاتھوں کو اپنے مُنہ پر مار کر کہنے لگیں کہ ایک بُوڑھی عورت کو کبھی لڑکا پیدا نہیں ہُوا کیونکر مجھ سے

فرزند ہو گا۔ اس وقت سارہؑ کی عمر نوّے[۹۰] سال کی تھی اور حضرت ابراہیمؑ ایک سو بیس[۱۲۰] سال کے تھے۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے قوم لوطؑ کے بارے میں شفاعت کی لیکن مؤثر نہ ہوئی اور جبرئیلؑ اور دُوسرے فرشتے حضرت لوطؑ کے پاس آئے۔ جب آپ کی قوم کو معلوم ہُوا کہ لوطؑ کے پاس مہمان آئے ہیں اُن کے مکان کی طرف دوڑے۔ حضرتؑ آئے اور دروازے پر ہاتھ رکھا اور اُن کو قسم دی اور کہا خدا سے ڈرو اور میرے مہمانوں کو رُسوا نہ کرو۔ ان لوگوں نے کہا کیا ہم نے تم کو منع نہیں کیا ہے کہ مہمانوں کو گھر میں نہ بُلایا کرو۔ حضرتؑ نے اپنی لڑکیوں کو پیش کیا اور کہا کہ حلال طریقہ پر نکاح میں تم کو دیتا ہوں اگر میرے مہمانوں سے دست بردار ہو جاؤ ان لوگوں نے کہا کہ تمہاری لڑکیوں میں ہمارا کوئی حق نہیں ہے اور تم جانتے ہو کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ حضرت لوطؑ نے کہا کاش ایک مضبوط پناہ کے ساتھ مجھ کو قوّت ہوتی۔ جبرئیلؑ نے کہا کاش یہ (حضرت لوطؑ) جانتے کہ کیا قوّت ان کے ساتھ ہے۔ پھر حضرت لوطؑ کو اپنے پاس بُلایا اور ان لوگوں نے دروازے کو کھولا اور مکان میں داخل ہو گئے۔ جبرئیلؑ نے اپنی انگلی سے ان کی طرف اشارہ کیا وُہ سب اندھے ہو گئے اور دیوار ہاتھ سے پکڑ کر قسم کھائی کہ صبح ہو گی تو ہم آلِ لوطؑ میں سے کسی ایک کو باقی نہیں چھوڑیں گے۔ جبرئیلؑ نے حضرت لوطؑ سے کہا کہ ہم تمہارے پروردگار کے رسُول ہیں۔ حضرت لوطؑ نے کہا جلدی کرو۔ جبرئیلؑ نے کہا ہاں۔ پھر حضرت لوطؑ نے کہا جلدی کرو۔ جبرئیلؑ نے کہا ان کے لیئے صبح کا وعدہ ہے۔ کیا صبح نزدیک نہیں ہے پھر جبرئیلؑ نے کہا تم اپنے فرزندوں کے ساتھ اس شہر سے فلاں موضع تک چلے جاؤ۔ لوطؑ نے کہا میرے خچر ضعیف ہیں۔ کہا سامان بار کرو اور چلے جاؤ۔ جب سحر ہُوئی جبرئیلؑ نیچے آئے اور اپنے پر کو اس شہر کے نیچے لے جا کر اٹھا لیا اور جب خوب بلند کر چکے تو اُن لوگوں پر اُلٹ دیا اور شہر کی دیواروں کو سنگسار کیا اور حضرت لوطؑ کی بیوی نے ایک سخت آواز سُنی اور اسی سے ہلاک ہُوئی۔[۱]

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جو کسی شخص کے ساتھ لواطہ کرنے پر راضی ہوتا ہے۔ وُہ بقیہ سدوم میں سے ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وُہ ان کی اولاد سے ہے لیکن ان کی

[۱] مولف فرماتے ہیں کہ علماء کے درمیان اس قوم پر اپنی لڑکیوں کو لوُط کے پیش کرنے میں اختلاف ہے کہ کس وجہ سے تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ دختروں سے مراد اُن کی عورتیں تھیں اس لیئے کہ ہر پیغمبر اپنی امت کے لیئے باپ کی طرح ہے اور حضرت لوُطؑ کی غرض یہ تھی کہ تمہاری عورتیں لڑکوں سے پاکیزہ اور بہتر ہیں کیوں اُن سے رغبت نہیں کرتے کیونکہ وُہ تمہارے لیئے حلال ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے پہلے حضرتؑ کی لڑکیوں کی خواستگاری کی تھی اور حضرتؑ نے

(بقیہ ص ۲۷۷ پر)



طینت سے ہے۔ پھر فرمایا کہ قوم لوطؑ کے چار شہر تھے جو اُن پر اُلٹ دیئے گئے:۔ سدوم صیدوم۔ لدنا۔ عمیر۔

حدیث صحیح میں منقول ہے کہ آنحضرتؐ سے لوگوں نے پُوچھا کہ لُوطؑ کی قوم نے کیونکر جانا کہ لوطؑ کے گھر مہمان ہیں؟ فرمایا کہ ان کی بیوی باہر نکل کر صفیر کرتی تھی۔ اس کی آواز کو سُن کر لوگ جمع ہو جاتے تھے اور صفیر وُہ آواز ہے جو مُنہ سے نکالتے ہیں اور صومک کہتے ہیں۔

بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ لوطؑ کی قوم خدا کی مخلوق میں بہترین قوم تھی۔ ابلیس لعین نے ان کو گمراہ کرنے میں بے حد کوشش اور انتہائی جدّو جہد کی۔ اُن کی خوبی اور نیکی یہ تھی کہ جب کسی کام کے لیئے وُہ جاتے تمام مرد ساتھ جاتے اور عورتوں کو تنہا چھوڑ دیتے تھے۔ شیطان نے ان کے ساتھ یہ تدبیر کی کہ جب وُہ لوگ اپنی زراعت، مال و متاع کو جمع و درُست کر کے واپس آتے تھے وہ ملعون سب کو خراب کر دیتا تھا۔ لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ آؤ اس شخص کی تاک میں بیٹھیں جو ہمارے متاع کو خراب کرتا ہے چنانچہ وُہ لوگ تاک میں رہے اور اس کو گرفتار کیا۔ دیکھا ایک لڑکا نہایت حسین و جمیل ہے۔ پُوچھا تو ہی ہے جو ہمارے اموال کو خراب کرتا ہے؟ اس نے کہا ہاں میں ہی تمہاری چیزوں کو خراب کرتا ہوں۔ تو پھر ان کی رائے ہوئی کہ اس کو مار ڈالیں۔ آخر اس کو ایک شخص کے سپرد کیا۔ رات ہوئی تو شیطان نے فریاد شروع کی۔ اس شخص نے پوچھا تجھ کو کیا ہوا؟ کہا رات کے وقت میرا باپ مجھ کو اپنے شکم پر سُلاتا تھا۔ اس نے کہا آ میرے شکم پر سو رہ۔ جب اُس کے شکم پر لیٹا چند ایسی حرکتیں کیں جن سے اُس کو آمادہ کیا اور اس کو سکھلایا تو اس نے اس کے ساتھ لواطہ کیا۔ جس سے لذّت حاصل ہوئی۔ پھر شیطان اس کے پاس سے بھاگ گیا۔ جب صبح ہُوئی وُہ مرد قوم کے پاس آیا اور اُن کو جو کچھ رات کو واقع ہُوا تھا اس سے آگاہ کیا۔ یہ فعل ان سب کو پسند آیا۔ وُہ اس فعلِ قبیح سے پہلے واقف نہ تھے۔ پھر رفتہ رفتہ اس میں وُہ سب مشغول ہوئے۔ یہاں تک کہ مردوں نے مردوں کو اس فعل کے لیئے کافی سمجھا اور

(بقیہ از ص ۲۷۶) ان کے کفر کی وجہ سے ان کی یہ خواہش منظور نہیں کی لیکن اس وقت مجبوراً راضی ہو گئے اور ان لوگوں نے قبول نہیں کیا۔ اس کی بھی دو وجہیں ہو سکتی ہیں۔ اوّل یہ کہ اس شریعت میں لڑکی کافر کو دینا حلال رہا ہو گا۔ دُوسرے ایمان لانے کی شرط سے حضرت لوُطؑ نے یہ تکلیف دی ہو گی۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ ان میں دو شخص اُن کے سردار تھے جن کے سب مطیع تھے حضرت لوُطؑ نے چاہا کہ اپنی بیٹیاں اُن دونوں شخصوں کو دیں شاید قوم اُن کی ذرّیت سے ہاتھ اٹھا لے۔ اور یہ دونوں وجہیں سابقہ حدیثوں میں گذر چکیں۔ ۱۲

راہ پر تاک میں بیٹھے رہتے جس شخص کا ان کے شہر کی طرف گزر ہوتا اس کو پکڑ کر اس کے ساتھ یہ فعل کرتے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے اُن کے شہر کا راستہ چھوڑ دیا۔ ان لوگوں نے عورتوں کو ترک کیا اور لڑکوں کے ساتھ مشغول ہُوئے۔ جب شیطان لعین نے دیکھا کہ مردوں میں اس کا عمل مستحکم ہو گیا تو ایک عورت کی شکل اختیار کر کے عورتوں کے پاس آیا اور کہا تمہارے مَرد آپس میں ایک دُوسرے سے مشغول ہیں تم بھی آپس میں ایک دوسرے سے مساحقہ کرو۔ عورتیں بھی آپس میں مشغول ہوئیں ہر چند حضرت لوطؑ اُن کو نصیحت کرتے تھے کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ خدا کی حجت اُن پر تمام ہوئی تو خدا نے جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور اسرافیلؑ کو سادہ رُو لڑکوں کی صورت میں بھیجا جو قبائیں پہنے ہُوئے اور عمامے سر پر رکھے ہُوئے تھے وُہ حضرت لُوطؑ کے پاس آئے جبکہ وُہ اپنے کھیت میں مشغول تھے حضرت لوطؑ نے پوچھا تم لوگ کہاں جاتے ہو میں نے تم سے بہتر کبھی کسی کو نہیں دیکھا ہے۔ کہا ہمارے مالک نے ہم کو اس شہر کے مالک کے پاس بھیجا ہے۔ حضرت لُوطؑ نے کہا شاید تمہارے آقا کو اس شہر کے لوگوں کی خبر نہیں ملی ہے کہ کیا کرتے ہیں۔ خدا کی قسم مَردوں کو پکڑتے ہیں اور اس کے ساتھ اس قدر فعلِ قبیح کرتے ہیں کہ خون نکلنے لگتا ہے۔ انہوں نے کہا ہمارے آقا نے ہم کو حکم دیا ہے کہ اس شہر کے درمیان سے راہ چلیں۔ حضرت لوطؑ نے کہا میں چاہتا ہوں انتظار کرو تاکہ اندھیرا ہو جائے۔ یہ سُن کر لوطؑ کے پاس وُہ لوگ بیٹھ گئے تو حضرت لوطؑ نے اپنی دختر کو ان کے لیے کھانا اور ایک ظرف میں پانی لانے کو بھیجا اور ایک چادر منگائی جس کو سردی میں اوڑھیں۔ لڑکی روانہ ہُوئی تھی کہ پانی برسنا شروع ہُوا اور میدان بھر گیا۔ حضرت لوطؑ کو خوف ہُوا کہ سیلاب سے غرق نہ ہو جائیں، کہا اٹھو چلیں۔ غرض لوطؑ دیوار سے لگے ہُوئے جاتے اور وُہ وسطِ راہ سے چلتے تھے۔ آنحضرتؑ اُن سے فرماتے تھے کہ اے میرے بچّو! کنارے سے چلو۔ وہ کہتے تھے کہ ہمارے مالک کا حکم ہے کہ درمیان سے راستہ چلیں۔ جس قدر تاریکی بڑھتی تھی حضرت لوطؑ غنیمت سمجھتے تھے تاکہ ان لوگوں کو ان کی قوم نہ دیکھے۔ اس وقت شیطان گیا اور زنِ لوطؑ کی گود سے لے کر ایک لڑکے کو کنوئیں میں ڈال دیا اس سبب سے قوم کے تمام لوگ حضرت لوطؑ کے دروازے پر جمع ہو گئے۔ اور جب اُن لڑکوں کو حضرت لوطؑ کے مکان میں دیکھا، کہا اے لوطؑ تم بھی ہمارے عمل میں داخل ہو گئے؟ فرمایا یہ تو ہمارے مہمان ہیں مجھ کو ذلیل و رُسوا نہ کرو۔ وُہ کہنے لگے کہ یہ تین نفر ہیں۔ ایک کو تم خود رکھو اور دُو ہمارے سپرد کرو۔ حضرت لوطؑ نے ان تینوں کو ایک حجرہ میں داخل کر دیا اور کہا کاش میرے بھی اہلِ خاندان اور رشتہ دار ہوتے تو تمہارے شر سے میری حفاظت کرتے۔ ان لوگوں نے زیادتی کی اور دروازے کو توڑ ڈالا۔ جبرئیلؑ نے حضرت لوطؑ سے کہا کہ ہم تمہارے پروردگار کے فرستادہ ہیں یہ لوگ تم کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ پھر جبرئیلؑ نے ایک مٹھی خاک لے کر ان کی طرف پھینکی اور کہا شاھت الوجوہ یعنی ان کے چہرے خراب ہو جائیں۔"



اسی وقت تمام اہلِ شہر اندھے ہو گئے۔ حضرت لُوطؑ نے اُن سے پُوچھا کہ اے خدا کے قاصدو اُن کے بارے میں خدا نے تم کو کیا حکم دیا ہے؟ انہوں نے کہا ہم کو حکم ہُوا ہے کہ صبح ہوتے ہوتے ان لوگوں کو عذاب میں گرفتار کریں۔ کہا میری خواہش ہے کہ اسی وقت ان کو عذاب میں گرفتار کر لو۔ ان فرشتوں نے کہا اِن کی مَوت صبح کے وقت ہے۔ کیا صبح نزدیک نہیں ہے۔ آپ جس شخص کو کہیں ہم اُسے گرفتار کر لیں۔ پھر تم اپنی لڑکیوں کو لے کر چلے جاؤ اور اپنی زوجہ کو چھوڑ دو۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا لوطؑ پر رحمت نازل کرے اگر وُہ جانتے کہ حجرہ میں ان کے ساتھ کون ہے تو یقیناً وہ سمجھتے کہ ان کی مدد کی گئی ہے جس وقت انہوں نے کہا کہ کاش تمہارے مقابلہ کی مجھ کو قوت ہوتی یا میں رُکنِ شدید کی طرف پناہ لیتا۔ تو جبرئیلؑ سے زیادہ کون رُکنِ شدید ہو سکتا ہے جو ان کے ساتھ حجرہ میں تھے۔ پھر خدا نے فرمایا کہ یہ عذاب تمہاری اُمّت کے اُن ظالموں سے دُور نہیں ہے جو قومِ لوطؑ کے فعل کو قبول کریں۔ (بسندِ معتبر حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ) جنابِ رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب قومِ لوطؑ نے وُہ فعلِ قبیح کرنا شروع کیا تو زمین نے اپنے پروردگار سے فریاد کی اس کی فریاد آسمان تک پہنچی آسمان نے گریہ کیا اس کی فریاد عرش تک پہنچی تو خدا نے آسمان کو وحی کی کہ ان پر پتھر کی بارش کرے اور زمین کو وحی کی کہ ان ظالموں کو نیچے دبا لے۔

دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے چار فرشتوں کو قومِ لُوطؑ کے ہلاک کرنے کو بھیجا۔ جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور اسرافیلؑ و کروبیلؑ یہ فرشتے حضرت ابراہیمؑ کے پاس عمامہ باندھے ہُوئے پہنچے اور سلام کیا۔ آپ نے ان کو نہیں پہچانا لیکن ان کی صُورت پاکیزہ دیکھ کر کہا میں خود ان کی خدمت کروں گا اور وُہ بڑے مہمان دوست تھے اُنہوں نے ان کے لیے ایک فربہ بچھڑا بریاں کیا۔ جب وُہ خوب پک گیا تو ان کے سامنے لائے۔ ان فرشتوں نے اس طعام کی طرف توجہ نہ کی۔ تو حضرت ابراہیمؑ خوفزدہ ہُوئے یہ دیکھ کر جبرئیلؑ نے عمامہ سر سے اُتار دیا۔ تب حضرتؑ نے ان کو پہچانا اور کہا تم جبرئیلؑ ہو؟ کہا ہاں۔ اِتنے میں جناب سارہؑ بھی آگئیں اس وقت جبرئیلؑ نے ان دونوں کو اسحٰقؑ و یعقوبؑ کی خوشخبری دی۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے پوچھا کہ کس لیئے آئے ہو؟ کہا قومِ لوطؑ کے ہلاک کرنے کو۔ کہا اگر ان میں سَو مومنین ہوں تب بھی ان کو ہلاک کر دو گے؟ کہا نہیں۔ پُوچھا اگر پچاس مومنین ہوں؟ کہا نہیں۔ پُوچھا کہ اگر تیس افراد ہوں؟ کہا نہیں۔ پھر پُوچھا اگر بیس افراد ہوں؟ کہا نہیں۔ پُوچھا کہ اگر صرف پانچ ہی ہوں؟ کہا نہیں۔ دریافت کیا فقط ایک مومن ہو؟ کہا نہیں۔ اس وقت حضرتؑ نے فرمایا کہ وہاں لُوطؑ ہیں۔ تو جبرئیلؑ نے کہا ہاں ہم بہتر جانتے ہیں کہ وُہ وہاں ہیں۔ اُن کو اور اُن کے عیال کو کوئی گزند نہ پہنچے گا سوائے ان کی زوجہ کے۔ پھر وہاں سے وُہ فرشتے حضرت لوطؑ کے پاس گئے۔ وُہ شہر کے قریب اپنے کھیت کی درستی میں مشغول تھے۔ فرشتوں نے ان کو سلام کیا۔ وُہ اپنے سروں پر عمامے رکھے

ہوئے تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ان کی پاکیزہ صورت مشاہدہ کی اور دیکھا کہ سفید لباس پہنے ہوئے ہیں اور سفید عمامے باندھے ہوئے ہیں۔ حضرتؑ نے ان کو اپنے مکان چلنے کی تکلیف دی۔ انہوں نے قبول کیا۔ حضرت لوطؑ آگے چلے اور وُہ ان کے عقب میں روانہ ہوئے لیکن حضرت لوطؑ ان کو اپنے مکان لے جانے پر دل میں پشیمان ہو رہے تھے کہ میں ان کو اپنی قوم کے درمیان لیئے جاتا ہوں۔ میں نے اُن کے حق میں بُرا کیا کیونکہ میں اپنی قوم سے واقف ہوں۔ پھر ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ تم اُس گروہ کی طرف چلتے ہو جو بدترین خلق خدا ہیں۔ فرشتوں سے حق تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ جب تک لوطؑ تین مرتبہ اپنی قوم کی بدی پر گواہی نہ دے دیں ان لوگوں پر عذاب نہ کرنا۔ جبرئیلؑ نے حضرت لوطؑ کا کلام سُن کر کہا یہ پہلی شہادت ہے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد چلتے چلتے حضرت لوطؑ نے ان فرشتوں سے متوجہ ہو کر کہا کہ تم بدترین مخلوق الٰہی کے نزدیک چل رہے ہو۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ دُوسری شہادت ہے جب یہ لوگ شہر کے دروازے پر پہنچے پھر حضرت لوطؑ نے یہی بات فرمائی۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ تیسری گواہی ہے۔ آخر وُہ حضرت لوطؑ کے گھر میں داخل ہوئے۔ لوطؑ کی بیوی نے ان کی حسین صورتیں مشاہدہ کیں اور بام پر جاکر تالی بجائی۔ قوم نے اس کی آواز نہ سُنی تو اس نے بالاخانہ پر دھواں کیا۔ لوگوں نے دیکھا تو حضرت لوطؑ کے مکان کی طرف دوڑے۔ اُن کی بیوی اُن ظالموں کے پاس آئی اور کہا کہ کچھ لوگ لوطؑ کے پاس آئے ہیں جن سے زیادہ حسین وجمیل میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ ان لوگوں نے مکان میں داخل ہونا چاہا تو حضرت لوطؑ مانع ہوئے اور پھر اُن کے درمیان جو واقع ہوا اس کا ذکر مکرر ہو چکا ہے۔ غرضیکہ وہ لوگ لوطؑ پر غالب ہوئے اور مکان میں داخل ہو گئے۔ جبرئیلؑ نے کہا اے لوطؑ چھوڑ دو اور ان کو آنے دو اپنی انگلی سے ان کی طرف اشارہ کیا تو وُہ سب کے سب اندھے ہو گئے۔

بسند معتبر حضرت رسولؐ سے منقول ہے کہ مجلس میں ایک دُوسرے پر ڈھیلے پھینکنا قوم لوطؑ کے افعال میں سے ہے۔ بعضوں نے نقل کیا ہے کہ وُہ لوگ سرراہ بیٹھتے تھے اور جو گزرتا تھا اس پر ڈھیلے پھینکتے تھے۔ جس کا پتھر لگ جاتا تھا وہی اس پر متصرف ہوتا تھا اور اس کے ساتھ فعل قبیح کرتا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان کے اعمالِ قبیحہ میں سے ایک یہ بھی تھا کہ مجلس میں ریاح بلند آواز سے صادر کرتے اور شرم نہیں کرتے تھے۔ اور بعضوں نے نقل کیا ہے کہ ایک دُوسرے کے رُوبرو اغلام کرتے اور پروا نہیں کرتے تھے۔

حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کے نام میں اختلاف ہے۔ اہلہ و والغہ دوالہہ تینوں نام لکھے ہیں۔

---



# باب نہم۔ ذُوالقرنین کے حالات

قطب راوندی نے ذکر کیا ہے کہ انکا نام عیاش تھا۔ اور وہ نوحؑ کے بعد پہلے با[دشاہ تھے]
جن کی سلطنت میں مشرق ومغرب کے تمام ممالک شامل تھے واضح ہو کہ اہلِ تفسیر اور ارباب تاری[خ میں]
اختلاف ہے کہ آیا ذوالقرنین، اسکندر رومی تھے یا اس کے علاوہ، معتبر حدیثوں سے [ظاہر]
ہوتا ہے کہ ذوالقرنین اس کے علاوہ تھے، پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ آیا وہ پیغمبر تھے یا [نہیں۔]
حق یہ ہے کہ وہ پیغمبر نہ تھے لیکن خدا کے ایک شائستہ بندہ تھے جو خدا کی جانب سے تائید [یافتہ]
تھے پھر یہ بھی اختلاف ہے کہ ان کو ذوالقرنین کیوں کہتے ہیں۔ اس کی چند وجہیں ہیں اوّل یہ کہ
ضربت ان کے قرن ایمن یعنی سر کی داہنی طرف لوگوں نے ماری اور وہ مر گئے پھر خدا نے [ان]
کو مبعوث کیا پھر دوسری ضربت قرن الیسر پر یعنی جانب چپ اُن کے سر پر لوگوں نے ما[ری]
وُہ پھر مر گئے پھر خدا نے ان کو مبعوث کیا۔ دوم یہ کہ دو قرن وُہ زندہ رہے اور ان کے [زمانہ]
میں لوگوں کا دو قرن گذرا۔ سوم یہ کہ ان کے سَر پہ دو سینگ تھے۔ یا دو بلندیاں سینگ [کے]
مشابہ تھیں۔ چہارم یہ کہ ان کے تاج میں دو شاخیں تھیں۔ پنجم یہ کہ سر کے دونوں جانب [کے]
حصے قوی تھے۔ ششم یہ کہ دُنیا کے دو قرن یعنی عالم کے دونوں سرے تک وُہ اپ[نے]
قبضہ میں لائے اور مالک ہوئے۔ ہفتم یہ کہ ان کے سر کے دونوں جانب دو گیسو [تھے۔]
ہشتم یہ کہ نور وظلمت کو خدا نے ان کا مسخر کیا تھا۔ نہم یہ کہ خواب میں انہوں نے د[یکھا]
کہ آسمان پر گئے ہیں۔ اور آفتاب کے دو قرن یعنی اس کے دونوں طرف لپٹے ہیں۔ دسو[یں]
یہ کہ قرن بمعنی قوت یعنی وہ قوی اور شجاع تھے اور اقتدار عظیم کے مالک ہوئے او[ر]
حق تعالیٰ نے قرآن میں ان کا ذکر فرمایا ہے (آیت ۸۴ تا ۹۸ سورہ کہف پ۱۶) کہ بہ تحقیق [ہم]
نے اس کو زمین میں متمکن کیا اور ہر چیز کا سبب یعنی علمی وسیلہ اور ایک آلہ اور قوت [جس]
جس کے ذریعہ پہنچ سکتے ہیں عطا کیا پس اس نے پیروی کی ایک سبب کی جس سے محل
غروب آفتاب تک پہنچا اور اس کو پایا جبکہ وہ چشمۂ لجن آلود یا گرم میں غروب ہو رہا تھا اور
اس کے قریب ایک قوم کو پایا۔ ہم نے کہا۔ اے ذوالقرنین یا قتل کا عذاب کرو گے،
اس پر جو کفر سے باز نہیں آتا ہے یا ان کے درمیان نیکی سے پیش آؤ گے اس نے کہا جو شخص
کہ ظلم کرتا ہے اور شرک میں مبتلا ہوتا ہے اس کو معذب کروں گا۔ پھر اپنے پروردگار کی طرف وُہ
واپس ہوگا اور وُہ اس پر عذاب کرے گا ایک منکر اور سخت عذاب، اور جو کہ ایمان لائے گا

ہوئے تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ان کی پاکیزہ صورت مشاہدہ کی اور دیکھا کہ سفید لباس پہنے ہوئے ہیں اور سفید عمامے باندھے ہوئے ہیں۔ حضرتؑ نے ان کو اپنے مکان چلنے کی تکلیف دی۔ انہوں نے قبول کیا۔ حضرت لوطؑ آگے چلے اور وُہ ان کے عقب میں روانہ ہوئے لیکن حضرت لوطؑ ان کو اپنے مکان لے جانے پر دل میں پشیمان ہو رہے تھے کہ میں ان کو اپنی قوم کے درمیان لیئے جاتا ہوں۔ میں نے اُن کے حق میں بُرا کیا کیونکہ میں اپنی قوم سے واقف ہوں۔ پھر ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ تم اُس گروہ کی طرف چلتے ہو جو بدترین خلق خدا ہیں۔ فرشتوں سے حق تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ جب تک لوطؑ تین مرتبہ اپنی قوم کی بدی پر گواہی نہ دے دیں ان لوگوں پر عذاب نہ کرنا۔ جبرئیلؑ نے حضرت لوطؑ کا کلام سُن کر کہا یہ پہلی شہادت ہے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد چلتے چلتے حضرت لوطؑ نے ان فرشتوں سے متوجہ ہو کر کہا کہ تم بدترین مخلوق الٰہی کے نزدیک چل رہے ہو۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ دُوسری شہادت ہے جب یہ لوگ شہر کے دروازے پر پہنچے پھر حضرت لوطؑ نے یہی بات فرمائی۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ تیسری گواہی ہے۔ آخر وُہ حضرت لوطؑ کے گھر میں داخل ہُوئے۔ لوطؑ کی بیوی نے ان کی حسین صورتیں مشاہدہ کیں اور بام پر جا کر تالی بجائی۔ قوم نے اس کی آواز نہ سُنی تو اس نے بالاخانہ پر دھُواں کیا۔ لوگوں نے دیکھا تو حضرت لوطؑ کے مکان کی طرف دَوڑے۔ اُن کی بیوی اُن ظالموں کے پاس آئی اور کہا کہ کچھ لوگ لوطؑ کے پاس آئے ہیں جن سے زیادہ حسین وجمیل میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ ان لوگوں نے مکان میں داخل ہونا چاہا تو حضرت لوطؑ مانع ہوئے اور پھر اُن کے درمیان جو واقع ہوا اس کا ذکر مکرّر ہو چکا ہے۔ غرضیکہ وہ لوگ لوطؑ پر غالب ہُوئے اور مکان میں داخل ہو گئے۔ جبرئیلؑ نے کہا اے لوطؑ چھوڑ دو اور ان کو آنے دو اپنی انگلی سے ان کی طرف اشارہ کیا تو وُہ سب کے سب اندھے ہو گئے۔

بسند معتبر حضرت رسُولؐ سے منقول ہے کہ مجلس میں ایک دُوسرے پر ڈھیلے پھینکنا قومِ لوطؑ کے افعال میں سے ہے۔ بعضوں نے نقل کیا ہے کہ وُہ لوگ سرِ راہ بیٹھتے تھے اور جو گزرتا تھا اس پر ڈھیلے پھینکتے تھے۔ جس کا پتھر لگ جاتا تھا وہی اس پر متصرف ہوتا تھا اور اس کے ساتھ فعلِ قبیح کرتا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان کے اعمالِ قبیحہ میں سے ایک یہ بھی تھا کہ مجلس میں ریاح بلند آواز سے صادر کرتے اور شرم نہیں کرتے تھے۔ اور بعضوں نے نقل کیا ہے کہ ایک دُوسرے کے رُوبرو اغلام کرتے اور پرواہ نہیں کرتے تھے۔

حضرت لُوط علیہ السلام کی بیوی کے نام میں اختلاف ہے۔ اہلہ و والغہ دوالہہ

[illegible]



# بابِ نہم۔ ذُوالقرنین کے حالات

قطب راوندی نے ذکر کیا ہے کہ انکا نام عَیَاش تھا۔ اور وہ نوحؑ کے بعد پہلے بادشاہ ہوئے جن کی سلطنت میں مشرق ومغرب کے تمام ممالک شامل تھے واضح ہو کہ اہلِ تفسیر اور ارباب تاریخ میں اختلاف ہے کہ آیا ذوالقرنین، اسکندر رومی تھے یا اس کے علاوہ، معتبر حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذوالقرنین اس کے علاوہ تھے پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ آیا وہ پیغمبر تھے یا نہیں حق یہ ہے کہ وہ پیغمبر نہ تھے لیکن خدا کے ایک شائستہ بندہ تھے جو خدا کی جانب سے تائید یافتہ تھے پھر یہ بھی اختلاف ہے کہ ان کو ذوالقرنین کیوں کہتے ہیں۔ اس کی چند وجہیں ہیں اوّل یہ کہ ایک ضربت ان کے قرن ایمن یعنی سر کی داہنی طرف لوگوں نے ماری اور وہ مر گئے پھر خدا نے ان کو مبعوث کیا پھر دوسری ضربت قرن ایسر پر یعنی جانب چپ اُن کے سر پر لوگوں نے ماری وُہ پھر مر گئے پھر خدا نے ان کو مبعوث کیا۔ دوّم یہ کہ دو قرن وُہ زندہ رہے اور ان کے زمانہ میں لوگوں کا دو قرن گذرا۔ سوّم یہ کہ ان کے سر پہ دو سینگ تھے۔ یا دو بلندیاں سینگ کے مشابہ تھیں۔ چہارم یہ کہ ان کے تاج میں دو شاخیں تھیں۔ پنجم یہ کہ سر کے دونوں جانب کے حصّے قوی تھے۔ ششم یہ کہ دُنیا کے دو قرن یعنی عالم کے دونوں سرے تک وُہ اپنے قبضہ میں لائے اور مالک ہُوئے۔ ہفتم یہ کہ ان کے سر کے دونوں جانب دو گیسو تھے ہشتم یہ کہ نور وظلمت کو خدا نے ان کا مسخر کیا تھا۔ نہم یہ کہ خواب میں انہوں نے دیکھا کہ آسمان پر گئے ہیں۔ اور آفتاب کے دو قرن یعنی اس کے دونوں طرف لپٹے ہیں۔ دسویں یہ کہ قرن بمعنی قوت یعنی وہ قوی اور شجاع تھے اور اقتدار عظیم کے مالک ہوئے اور حق تعالیٰ نے قرآن میں ان کا ذکر فرمایا ہے (آیت ۸۴ تا ۹۸ سورۂ کہف پ۱۶) کہ بہ تحقیق کہ ہم نے اس کو زمین میں متمکن کیا اور ہر چیز کا سبب یعنی علمی وسیلہ اور ایک آلہ اور قوت کہ جس کے ذریعہ پہنچ سکتے ہیں عطا کیا پس اس نے پیروی کی ایک سبب کی جس سے محل غروب آفتاب تک پہنچا اور اس کو پایا جبکہ وہ چشمۂ لجن آلود یا گرم میں غروب ہو رہا تھا اور اس کے قریب ایک قوم کو پایا۔ ہم نے کہا۔ اے ذوالقرنین یا قتل کا عذاب کرو گے، اس پر جو کفر سے باز نہیں آتا ہے یا ان کے درمیان نیکی سے پیش آؤ گے اس نے کہا جو شخص ظلم کرتا ہے اور شک میں مبتلا ہوتا ہے اس کو معذب کروں گا۔ پھر اپنے پروردگار کی طرف وُہ

اور اعمال نیک کرے گا۔ تو اس کے لئے بہتر بدلہ ہے اور جلد ہم اس سے اپنے کاموں میں سے آسان کام کرنے کو کہیں گے۔ پھر اس نے ایک دوسرے سبب کی پیروی کی تو آفتاب طلوع ہونے کی جگہ پہنچا اور اس کو ایک گروہ کے سر پر طلوع کرتے ہوئے دیکھا جن کے لئے ہم نے آفتاب سے بچنے کے لئے کوئی آڑ نہیں بنایا تھا۔ کہ اس میں وہ پوشیدہ ہوتے۔ حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ وہ لوگ مکان بنانا نہیں جانتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ برہنہ رہتے تھے اور لباس نہیں پہنتے تھے جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائے گا۔ پھر خدا نے فرمایا کہ ذوالقرنین کا معاملہ ایسا ہی تھا اور یقیناً ہمارا علم احاطہ کئے ہوئے تھا۔ جو کچھ ذوالقرنین کے پاس سامان و اسباب و لشکر وغیرہ تھا پھر اس نے ایک سبب کی پیروی کی اور ایک راستہ اختیار کیا یہاں تک کہ وہ دو سد کے درمیان پہنچے۔ جس کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ وہ سد آرمینہ اور آذربائیجان کے پہاڑ تھے یا وہ پہاڑ ہے جو شمال کے آخر میں ترکستان کا آخری حصہ ہے۔ ذوالقرنین نے اس جگہ ایک گروہ دیکھا جو ان کی گفتگو نہیں سمجھ سکتے تھے۔ اس لیئے کہ اُن کی زبان غریب تھی اور وہ لوگ عقلمند نہ تھے۔ ان لوگوں نے کہا اے ذوالقرنین یاجوج و ماجوج ہمارے شہروں میں قتل و غارت کرتے اور زراعتوں کو خراب کرتے ہیں اور فساد پھیلاتے ہیں بعضوں نے کہا ہے کہ بہار کے زمانہ میں آتے اور جو کچھ سبز و خشک چیزیں ہوتیں لے کر چلے جاتے تھے بعضوں نے کہا ہے آدمیوں کو کھا جاتے تھے۔ ان لوگوں نے کہا کہ اے ذوالقرنین کیا ہم تمہارے لئے کچھ خرچ اور اُجرت قرار دیں اس لئے کہ ہمارے اور ان کے درمیان ایک ایسی دیوار بنا دو کہ وہ ہماری طرف نہ آسکیں ذوالقرنین نے کہا جو کچھ کہ خدا نے میرے لئے عطا فرمایا ہے مال اور بادشاہی سے بہتر ہے اور اس خرچ سے جو تم مجھے دو گے اور مجھ کو اس کی ضرورت نہیں ہے لیکن قوت میں میری اعانت کرو تاکہ تمہارے اور ان کے درمیان ایک بڑی دیوار تیار کروں۔ میرے لیئے لوہے کے ٹکڑے جمع کرو۔ اُن لوگوں نے لوہے کے ٹکڑے دو پہاڑوں کے درمیان جمع کئے یہاں تک کہ ایک پہاڑ کے برابر انبار ہو گیا۔ ذوالقرنین نے کہا کہ اس میں آگ لگا کر دھونکو تاکہ پھونکتے پھونکتے آگ کی طرح لال ہو جائیں۔ پھر کہا تانبا پگھلا کر لاؤ تاکہ ان لوہوں پر پھیلائیں (غرضکہ دیوار تیار ہوئی) اور پھر یاجوج و ماجوج نہ اس دیوار کو پھاند سکے اور نہ دیوار میں سوراخ کر سکے۔ ذوالقرنین نے کہا یہ خدا کی رحمت ہے اور جب میرے پروردگار کا وعدہ پورا ہو گا کہ قیامت کے قریب وہ باہر آئیں تو وہ اس دیوار کو زمین کے برابر کر دے گا۔ اور میرے پروردگار کا وعدہ حق ہے۔ یہ ہے آیات کا ترجمہ مفسرین کے قول کے مطابق۔



شیخ محمد بن مسعود عیاشی نے اپنی تفسیر میں اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ سے لوگوں نے ذوالقرنین کا حال دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ خدا کے شائستہ بندہ تھے۔ ان کا نام عَیَّاش تھا۔ خدا نے ان کو اخذ کیا اور مغرب کے اطراف میں طوفانِ نوحؑ کے بعد قرون گذشتہ میں مبعوث فرمایا۔ لوگوں نے ان کے سر کے داہنی جانب ضربت لگائی۔ جس کے صدمہ سے وہ شہید ہو گئے پھر سَو سال کے بعد خدا نے ان کو دوسرے قرن میں مبعوث کیا۔ جو مشرق کے اطراف میں تھے پھر لوگوں نے ان کے سر کے بائیں جانب وار کیا جس سے وہ شہید ہو گئے پھر سو سال کے بعد خدا نے ان کو زندہ کیا اور ان دونوں ضربتوں کی جگہ دو شاخیں عطا فرمائیں جن کے درمیان خلا تھا۔ اور ان کے دونوں شاخوں کے بیچ میں خدا نے بادشاہی عزت اور پیغمبری کا معجزہ قرار دیا۔ پھر ان کو آسمانِ اوّل پر لے گیا۔ اور حجابات اٹھا دیئے تو مشرق و مغرب کے درمیان مثل پہاڑ اور صحرا اور راستے اور جو کچھ زمین میں تھا ذوالقرنین نے دیکھا اور خدا نے ان کو ہر چیز کا علم عطا فرمایا جس سے وہ حق و باطل کو پہچانتے تھے اور ان کو اُن کی شاخوں میں آسمان کے ایک قطعہ ابر کے ساتھ تقویت دی جس میں تاریکیاں اور رعد اور بجلی تھی اور پھر اُن کو زمین میں بھیجا اور ان کو وحی کی کہ اطرافِ مشرق و مغرب کی زمین میں سیر کرو کیونکہ میں نے تمہارے لئے شہروں کا طے کرنا آسان کیا اور لوگوں کو تمہارا مطیع کیا اور تمہارا خوف اُن کے دلوں میں پیدا کر دیا۔ ذوالقرنین ناحیہ مغرب کی طرف روانہ ہوئے اور وہ جس شہر میں گذرتے تھے صدا دیتے تھے مثل صدائے شیر غضبناک کے اور ان کی دونوں شاخوں سے تاریکی، رعد، برق اور صاعقۂ چند ظاہر ہوتی تھیں جو اُن کی مخالفت کرتا اور دشمنی پر آمادہ ہوتا وہ اس کو ہلاک کرتی تھیں ایک ہی دن میں جبکہ آفتاب مغرب تک نہیں پہنچا تھا۔ کہ اہل مشرق و مغرب سب کے سب اُن کے منقاد و مطیع ہو گئے جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِی الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا۔ پھر جب مغرب میں آفتاب پہنچا ذوالقرنین نے دیکھا کہ وہ ایک گرم چشمہ میں غروب ہو رہا ہے اور ستر ہزار فرشتے آفتاب کو آہنی زنجیروں اور قلابوں سے دریا کی تہہ سے داہنی زمین کی جانب کھینچتے ہیں جس طرح کشتی پانی پر کھینچی جاتی ہے۔ وہ آفتاب کے ساتھ گئے اس مقام تک جہاں سے آفتاب طالع ہوا۔ اور مشرق کے سامنے کے لوگوں پر چمکنے لگا جیسا کہ حق تعالےٰ نے وصف کیا ہے امیرالمومنین علیہ السّلام نے فرمایا کہ اس جگہ وہ ایک گروہ پر وارد ہوئے جن کو آفتاب نے جلا دیا تھا اور ان کے جسموں اور رنگوں کو تبدیل کر دیا تھا پھر اس جگہ سے تاریکی اور ظلمت میں گئے یہاں تک کہ دو سد کے درمیان میں پہنچے جیسا کہ قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے۔ وہاں کے باشندوں نے

کہا اے ذوالقرنین یقیناً یاجوج و ماجوج ان دونوں پہاڑوں کے پیچھے ہیں وُہ زمین میں فساد کرتے ہیں جب ہماری کھیتی اور پھلوں کی تیاری کا وقت آتا ہے ان دونوں دیواروں سے باہر آجاتے ہیں اور غلے اور میوے کچھ نہیں چھوڑتے سب کھا جاتے ہیں۔ آیا ہم لوگ تمہارے لیئے کچھ خراج مقرر کردیں جسے ہر سال دیتے رہیں گے ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنادو، انہوں نے کہا مجھ کو تمہارے خراج کی حاجت نہیں ہے، اپنے ہاتھ پیروں سے میری مدد کرو۔ لوہے کی سلیں جمع کرو۔ ان لوگوں نے ایک پہاڑ کھودا اور اس میں سے لوہے کے ٹکڑے اینٹ کی مانند الگ کیئے اور ایک دوسرے پر اُن دونوں پہاڑوں کے درمیان چنے ذوالقرنین پہلے شخص تھے جنہوں نے زمین پر دیوار تعمیر کی۔ پھر لکڑیاں جمع کیں اور ان لوہے کے ٹکڑوں پر پھیلا کر آگ لگا دی اور چھوڑ دیا پھر دھونکنا شروع کیا جب وہ لوہے پگھل کر پانی ہو گئے تو ذوالقرنین نے کہا سُرخ تانبا لاؤ تو لوگوں نے تانبے کا پہاڑ کھود کر تانبا نکالا اور اس لوہے پر پھیلا دیا جو اس کے ساتھ پانی کی طرح پگھل کر باہم مخلوط ہو گیا اور دیوار تیار ہو گئی جس پر نہ تو یاجوج و ماجوج چڑھ سکتے ہیں اور نہ اس میں سوراخ کر سکتے ہیں۔ ذوالقرنین خدا کے نیک بندہ تھے خدا کے نزدیک ان کی عزّت و منزلت بہت تھی وہ خدا کو دوست رکھتے تھے اور سچّائی کے ساتھ اس کی عبادت کرتے تھے۔ حق تعالیٰ نے ان کی مدد کی ان کے لیئے شہروں میں ذرائع پیدا کیئے اور ان میں ان کو متمکن فرمایا تھا یہاں تک کہ مشرق و مغرب کے درمیان تمام ملکوں کے مالک ہوئے ایک فرشتہ ذوالقرنین کا دوست تھا۔ جس کا نام رقائیل تھا وُہ ان کے پاس آتا جاتا تھا۔ ان سے گفتگو کرتا اور آپس میں ایک دُوسرے سے اپنے راز کہتے تھے ایک روز باہم بیٹھے تھے ذوالقرنین نے اس سے کہا اہلِ آسمان کی عبادت کیسی ہے اور اہلِ زمین کی عبادت سے کیا مناسبت رکھتی ہے رقائیل نے کہا اے ذوالقرنین اہلِ زمین کی عبادت کی کیا حقیقت ہے آسمانوں میں ایک قدم کی جگہ نہیں ہے مگر یہ کہ اس پر ایک فرشتہ ہے جو استادہ ہے اور کبھی نہیں بیٹھتا یا کوئی فرشتہ رکوع میں ہے اور کبھی سجدہ میں نہیں جاتا یا سجدے میں ہے جو ہرگز سر نہیں اٹھاتا یہ سُن کر ذوالقرنین بہت روئے اور کہا کہ اے رقائیل میں چاہتا ہوں کہ دُنیا میں اس قدر زندہ رہوں کہ اپنے پروردگار کی عبادت انتہا تک پہنچا دوں اور اس کی عبادت کا جو حق ہے بجا لاؤں۔ رقائیل نے کہا اے ذوالقرنین زمین میں خدا کا ایک چشمہ ہے جس کو عین الحیوٰۃ کہتے ہیں اور حق تعالےٰ نے اپنے اوپر لازم قرار دے لیا ہے کہ جو شخص اس چشمہ کا پانی پیئے گا ہرگز اس کے لیئے موت نہ بھیجے گا جب تک وہ خود اس سے موت کا سوال نہ کرے اگر اس چشمہ تک تم پہنچ جاؤ اور اس کا پانی پی لو تو جس قدر چاہو زندہ رہ سکتے ہو۔



ذوالقرنین نے پُوچھا وُہ چشمہ کہاں ہے رقائیل نے کہا کہ میں نہیں جانتا لیکن آسمان میں سُنا ہے کہ خدا نے زمین میں ایک ظلمت پیدا کی ہے۔ جس کو انس و جن میں سے کسی نے طے نہیں کی پوچھا وُہ ظلمت کہاں ہے فرشتہ نے کہا میں نہیں جانتا اور آسمان پر چلا گیا۔ ذوالقرنین بہت غمگین اور محزون ہُوئے اس لئے کہ رقائیل نے چشمہ اور ظلمت کی خبر تو دی لیکن اس علم سے آگاہ نہ کیا جس کے ذریعہ سے وہ چشمہ سے منتفع ہو سکتے پس ذوالقرنین نے اپنے ملک کے علماء اور فقہاء کو جمع کیا جو آسمانی کتابوں کو پڑھے ہُوئے اور آثار پیغمبری کو دیکھے ہُوئے تھے اُن سے کہا کیا تم لوگوں نے اگلے بادشاہوں کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ خدا نے زمین میں ایک چشمہ خلق کیا ہے جس کو چشمۂ زندگانی کہتے ہیں۔ اور اس نے قسم کھائی ہے کہ جو شخص اس چشمہ کا پانی پیئے گا جب تک خود موت کا طالب نہ ہو گا نہ مریگا۔ ان لوگوں نے کہا اے بادشاہ ہم کو علم نہیں پوچھا کیا خدا کی کتابوں میں تم نے پڑھا ہے کہ خدا نے زمین میں کہیں ظلمت پیدا کی ہے جس کو انس اور جن نے عبور نہیں کیا ہے ان لوگوں نے کہا نہیں پھر تو ذوالقرنین بہت رنجیدہ اور مغموم ہُوئے۔ اس لیئے کہ جو خبر چشمہ و ظلمت کی وہ معلوم کرنا چاہتے تھے وہ نہیں دریافت ہو سکی ان علماء کے درمیان پیغمبروں کے وصیتوں میں سے کسی کا ایک فرزند بھی موجود تھا۔ جب ذوالقرنین مایوس ہُوئے تو اس لڑکے نے کہا اے بادشاہ آپ اس جماعت سے اُس امر کا سوال کرتے ہیں جس کا علم ان کو نہیں ہے بلکہ وہ علم جو آپ چاہتے ہیں میرے پاس ہے یہ سُن کر ذوالقرنین اس قدر خوش ہُوئے کہ اپنے تخت سے اچھل پڑے اور اس لڑکے کو اپنے پاس بُلایا اور کہا مجھ کو آگاہ کرو جو تم جانتے ہو اس نے کہا ہاں اے بادشاہ میں نے آدمؑ کی کتاب میں دیکھا ہے جو اس روز لکھی گئی جس روز کہ درخت چشمہ وغیرہ زمین کی تمام چیزوں کے نام رکھے گئے۔ اس میں لکھا ہے ایک چشمہ ہے جس کو عین الحیوٰۃ کہتے ہیں جس کا تعلق خدا کے حتمی ارادہ سے ہے وہ یہ کہ جو شخص اس کا پانی پیئے گا اس وقت تک نہ مرے گا جب تک کہ خدا سے موت کا طالب نہ ہو اور وہ چشمہ تاریکی میں ہے جس میں انس و جن میں سے کوئی نہیں گیا ہے ذوالقرنین یہ سُن کر بہت مسرور ہُوئے اور کہا صاحبزادے اور قریب آؤ کیا تم جانتے ہو کہ وہ ظلمت کہاں ہے اس نے کہا آدمؑ کی ایک کتاب میں میں نے دیکھا ہے۔ کہ وہ چشمہ مشرق کی جانب ہے یہ سُن کر ذوالقرنین بہت خوش ہوئے اور اپنے سلطنت کے لوگوں کے پاس حکم بھیجا اور فقہاؑ و علما اور حکماء کو طلب کیا۔ یہاں تک کہ ہزار حکیم و فقیہہ اور عالم جمع ہو گئے۔ ذوالقرنین کافی سامان و اسباب کے ساتھ سب کو لے کر چلنے پر آمادہ ہوئے اور آفتاب کے طالع ہونے کی طرف رُخ کر کے روانہ ہو گئے دریاؤں کو طے کرتے شہروں اور پہاڑوں سے گذرتے اور بیابانوں کو قطع کرتے بارہ سال تک مراحل اور منازل

طے کرتے ہوئے پہلی ظلمت تک پہنچے ایسی ظلمت اور تاریکی جو رات کی تاریکی اور دھوئیں کے اندھیرے سے بالاتر تھی وہ افق کے دونوں کناروں کو گھیرے ہوئے تھی ذوالقرنین اس ظلمت کے کنارے اترے اور اپنے لشکر سے اہل فضل و کمال اور فقہا و عقلا کو طلب کیا۔ اور کہا میں چاہتا ہوں کہ اس ظلمات کو طے کروں یہ سن کر سب نے از روئے تعظیم ان کو سجدہ کیا اور کہا اے بادشاہ آپ وہ بات چاہتے ہیں جو کسی نے نہیں چاہا۔ اور اس راہ سے چلتے ہیں جس سے کوئی نہیں گیا۔ نہ خدا کے پیغمبروں اور رسولوں میں سے اور نہ دنیا کے بادشاہوں اور فرمانرواؤں میں سے، ذوالقرنین نے کہا مجھ کو اس میں چلنا اور اپنے مقصود کی تلاش ضروری ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر آپ اس ظلمت کو طے کریں گے۔ تو اپنے مقصد تک پہنچ جائیں گے۔ لیکن ہم کو خوف ہے کہ کہیں ظلمات میں آپ کو کوئی ایسا امر نہ درپیش ہو جائے جو آپ کی بادشاہی کے زائل ہونے اور آپ کی ہلاکت کا سبب ہو پھر اس زمین کے رہنے والے بلاؤں میں گرفتار ہوں۔ ذوالقرنین نے کہا مجھ کو بغیر اس راہ کو طے کئے کوئی چارہ نہیں۔ پھر وہ لوگ سجدہ میں گر پڑے اور کہا خداوندا ہم لوگ تیری جانب اس ارادہ سے علیحدگی چاہتے ہیں جو ذوالقرنین کا ہے۔ پھر ذوالقرنین نے کہا اے گروہ علماء بتاؤ کہ کس حیوان کی بینائی زیادہ ہے ان لوگوں نے کہا باکرہ اسپ مادہ کی تو ذوالقرنین نے اپنے لشکر سے چھ ہزار باکرہ اسپ مادہ انتخاب کیا اور اہل علم و فضل و حکمت سے چھ ہزار اشخاص چھنے اور ہر ایک کو سواری کے لئے ایک ایک اسپ مادہ دیا اور حضرت خضرؑ کو دو ہزار شخصوں کا سردار بنا کر ان کو اپنے لشکر کا مقدمہ قرار دیا اور ان لوگوں کو حکم دیا کہ ظلمات میں داخل ہوں۔ اور خود چار ہزار اشخاص کے ساتھ ان کے پیچھے روانہ ہوئے اور بقیہ لشکر کو حکم دیا کہ بارہ[۱۲] سال تک اسی مقام پہ ٹھہرے رہیں اور ان کے واپس آنے کا انتظار کریں اگر بارہ سال میں وہ واپس نہ آئیں تو سب اپنے اپنے شہروں کو یا جہاں چاہیں چلے جائیں۔ خضر نے کہا کہ اے بادشاہ ہم ظلمات میں تو چل رہے ہیں۔ جہاں ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتے اگر ہم میں سے کچھ لوگ گم ہو جائیں تو کیونکر پائیں گے۔ ذوالقرنین نے ان کو ایک لعل دیا جو ضیاء اور روشنی میں ایک مشعل کے مانند تھا اور کہا جب تم میں سے کوئی گم ہو جائے تو اس لعل کو زمین پر پھینک دینا۔ اس میں سے ایک آواز پیدا ہوگی تو گم شدہ شخص اس کی آواز کے سہارے آکر مل جائے گا خضر نے اس لعل کو لے لیا اور ظلمات میں داخل ہو گئے۔ آگے آگے خضر چل رہے تھے وہ جس منزل سے روانہ ہوتے تھے ذوالقرنین اس منزل پر پہنچکر قیام کرتے تھے، ایک روز خضر ظلمات میں ایک دھوئیں کے اندر گذرے اپنے ساتھیوں سے کہا اس



جگہ ٹھہر جاؤ اور اپنی جگہ سے حرکت نہ کرو پھر اپنے مرکب سے اتر کر اس لعل کو اس دھوئیں میں ڈال دیا چونکہ وہ پانی میں گرا اور تہہ میں گذرتا رہا اس لیے اس میں سے آواز پیدا نہ ہوئی خضر کو خوف ہوا کہ کہیں اس سے آواز نہ ظاہر ہو جب وہ پانی کی تہہ میں پہنچ گیا اس کی آواز ظاہر ہوئی خضر اس کی روشنی میں چلے ناگاہ ایک چشمہ نظر آیا جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور یاقوت سے زیادہ صاف اور شہد سے زیادہ شیریں تھا خضر نے اس کا پانی پیا اس میں اپنے کپڑے دھوئے اور غسل کیا پھر اپنا لباس پہن کر اس لعل کو اپنے ساتھیوں کی طرف پھینکا اس سے آواز ظاہر ہوئی اسی آواز پر آپ چلے اور اپنے اصحاب تک پہنچ گئے اور سوار ہو کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے ذوالقرنین ان کے بعد اس مقام سے گذرے لیکن اس چشمہ پر مطلع نہ ہو سکے، چالیس شبانہ روز اس ظلمت میں چلتے رہے آخر ایک روشنی میں پہنچے جو دن اور آفتاب و ماہتاب کے مانند نہ تھی لیکن خدا کے انوار میں سے ایک نور تھا پھر ایک سرخ زمین کے ریگستان میں پہنچے جس کے بالو نرم تھے اور سنگریزے گویا مروارید تھے۔ ناگاہ ایک قصر نظر آیا جس کا طول ایک فرسخ تھا ذوالقرنین نے اپنے لشکر کو اس قصر کے پاس ٹھہرایا اور خود تن تنہا اس قصر میں داخل ہوئے اس جگہ ایک لانبا لوہا نظر آیا جس کے دونوں کنارے قصر کے دونوں گوشوں کو چھپائے ہوئے تھے ایک سیاہ پرندہ آسمان و زمین کے درمیان ابابیل کے مانند اس لوہے میں لٹکا ہوا تھا۔ جب اس نے ذوالقرنین کے پیر کی آواز سنی کہا کون ہے فرمایا میں ذوالقرنین ہوں اس پرندے نے کہا کیا وہ زمین جس کو تم اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو بایں وسعت تمہارے لئے کافی نہ تھی کہ میرے قصر کے دروازے تک پہنچے۔ ذوالقرنین کو اس حال کے مشاہدہ اور اس گفتگو کے سننے سے سخت خوف و خطرہ لاحق ہوا۔ اس نے کہا ڈرو نہیں اور جو میں پوچھوں اس کا جواب دو۔ ذوالقرنین نے کہا پوچھو، دریافت کیا کہ کیا دنیا میں اینٹیں اور گچ بہت ہوگئی ہیں کہا ہاں یہ سن کر وہ پرندہ خود بخود کانپا اور اس لوہے کے تہائی حصّے کے برابر بڑا ہوگیا۔ ذوالقرنین بہت ڈرے۔ اس نے کہا ڈرو نہیں اور مجھ کو خبر دو کہا پوچھو اس نے کہا کیا لوگوں میں سازکی ترقی ہوگئی ہے کہا ہاں، پھر وہ کانپا اور بڑا ہوا یہاں تک کہ اس لوہے کا دو تہائی حصّہ اس سے پُر ہوگیا اور ذوالقرنین کا خوف زیادہ ہوا۔ اس نے کہا خوف نہ کرو اور مجھے اطلاع دو۔ کہا دریافت کرو۔ کہا کیا ناحق گواہی کی عادت لوگوں میں زیادہ ہوگئی ہے ذوالقرنین نے کہا ہاں پھر اس کو لرزہ ہوا اور اس قدر بڑا ہوا کہ تمام لوہا اس سے بھر گیا یہ دیکھ کر ذوالقرنین کے خوف کی انتہا نہ رہی اس نے کہا۔ ڈرو نہیں اور مجھے آگاہ کرو کہا پوچھو۔ اس نے کہا آیا لوگوں نے خدا کی وحدانیت کی گواہی ترک کر دی ہے اور لا الہ الا اللہ کہنا چھوڑ دیا ہے۔ کہا نہیں، تو

یک ثلث وُہ پرندہ گھٹ گیا پھر ذوالقرنین کو خوف ہُوا۔ اس نے کہا ڈرو نہیں اور مجھے بتلاؤ۔ کہا پوچھو۔ اس نے کہا کیا لوگوں نے نماز ترک کر دی ہے، کہا نہیں پھر وُہ یک ثلث کم ہُوا۔ اور کہا اے ذوالقرنین خوف نہ کرو اور مجھے خبر دو کہا دریافت کرو اس نے کہا کیا لوگوں نے غسلِ جنابت ترک کر دیا ہے کہا نہیں۔ یہ سُن کر وہ چھوٹا ہو کر اپنی پہلی حالت پر آگیا پھر ذوالقرنین نے نگاہ کی اور دیکھا کہ قصر کے اوپر جانے کے لیئے ایک زینہ ہے اس طائر نے کہا۔ کہ اے ذوالقرنین اس زینہ سے اوپر جاؤ وُہ نہایت خوفزدہ اس زینہ سے قصر کے اوپر پہنچے وہاں ایک چھت دیکھی جو اس قدر لانبی تھی جہاں تک نگاہ کام کر سکتی ہے ناگاہ اس جگہ ان کی نظر ایک خوش رُو اور نورانی نوجوان پر پڑی جو سفید لباس پہنے ہوئے تھا وُہ ایک مرد تھا۔ انسان کی شکل کا اور سر آسمان کی جانب بلند کئے ہوئے آسمان کو دیکھ رہا تھا اپنے ہاتھ کو دہن پر رکھے ہُوئے تھا۔ جب ذوالقرنین کے پیر کی آواز سُنی پُوچھا کون ہے کہا میں ذوالقرنین ہوں کہا اے ذوالقرنین کیا وُہ کشادہ دُنیا جس کو تم چھوڑ کر یہاں آئے ہو تمہارے لئے کافی نہ تھی۔ کہ تم اس جگہ تک پہنچے ذوالقرنین نے پُوچھا کہ تم کیوں دہن پر ہاتھ رکھے ہو کہا اے ذوالقرنین میں ہی صُور پھونکوں گا اور قیامت نزدیک ہے انتظار کر رہا ہوں کہ خدا حکم دے اور میں صُور پھونکوں پھر ہاتھ بڑھا کر ایک پتھر یا کوئی چیز مثل پتھر کے ذوالقرنین کی طرف پھینکی اور کہا اے ذوالقرنین اس کو لے لو جب اس کو بھوک لگے گی تم کو بھی بھوک لگے گی جب یہ سیر ہو گا تم بھی سیر ہو گے بس اب واپس جاؤ۔ ذوالقرنین نے پتھر کو اٹھا لیا۔ اور اپنے اصحاب کی طرف واپس آئے اور جو کچھ مشاہدہ کیا تھا ان لوگوں سے بیان کیا اور پتھر بھی دکھلایا اور کہا کہ اس کے وزن سے مجھے آگاہ کرو، وُہ لوگ ترازو لائے ایک پلّہ میں اس پتھر کو اور اسی کے مثل ایک پتھر دُوسرے پلّہ میں رکھ کر اٹھایا وہ پتھر وزنی ہُوا اور اس کا پلّہ جھک گیا پھر دوسرا پتھر اضافہ کیا پھر وہی ایک پتھر وزن میں زیادہ رہا یہاں تک کہ ہزار پتھر اس کے برابر ایک پلّہ میں اور وُہ ایک پتھر ایک پلّہ میں رکھا گیا۔ پھر بھی وہی ایک پتھر زیادہ وزنی رہا۔ ان لوگوں نے کہا اے بادشاہ اس پتھر کا معاملہ ہماری سمجھ سے باہر ہے، خضرؑ نے کہا اے بادشاہ آپ اس جماعت سے وہ چیز دریافت کرتے ہیں جس کا علم ان کو نہیں ہے۔ اس پتھر کا علم میرے پاس ہے، ذوالقرنین نے کہا مجھے آگاہ کرو اور اس کی کیفیت بیان کرو خضرؑ نے ترازو اور پتھر اٹھایا جو ذوالقرنین لائے تھے اس کو ایک پلّہ میں رکھا اور دوسرا پتھر مثل اس کے دوسرے پلّہ میں رکھا اور ایک مٹھی خاک لے کر اس پتھر پر ڈال دی جو ذوالقرنین لائے تھے جس سے اس میں وزن کا اور اضافہ ہو گیا اور ترازو اُٹھائی دونوں پلّے برابر ہُوئے یہ دیکھ کر سب کو



تعجّب ہُوا اور سجدہ میں گر پڑے اور عرض کی اے بادشاہ یہ ایسا امر ہے ہمیں جس کا کوئی علم نہیں اور ہم جانتے ہیں کہ خضر ساحر نہیں ہیں پھر یہ کیا بات ہے کہ ہم نے ہزار پتھر ایک پلّہ میں رکھا اور ایک پلّہ میں یہ ایک پتھر پھر بھی یہی وزنی ہُوا اور خضرؑ نے ایک مٹھی خاک اس پر اور اضافہ کی اور اسی کے برابر ایک پتھر سے تولا اور برابر ہُوا ذوالقرنین نے کہا اے خضر اس پتھر کی حقیقت بیان کرو۔ خضر نے کہا اے بادشاہ خدا کا حکم یقیناً اس کے بندوں میں جاری ہے اور اس کی سلطنت اور بادشاہی بندوں کے لیئے قہر کرنے والی ہے۔ اور اس کا حکم حق و باطل کا جُدا کرنے والا ہے اور یقیناً خدا نے آزمائش اور امتحان کیا ہے بعض بندوں کا بعض سے اور عالم کا امتحان عالم سے کیا ہے جاہل کا جاہل سے اور عالم کا جاہل سے اور جاہل کا عالم سے اور یقیناً میرا امتحان آپ کے ذریعہ سے، اور آپ کا امتحان میرے ذریعہ سے لیا ہے۔ ذوالقرنین نے کہا اے خضر خدا رحمت کرے۔ تم کہتے ہو کہ خدا نے مجھ کو مبتلا و ممتحن کیا ہے تمہارے ذریعے سے کیونکہ تم کو مجھ سے زیادہ عقلمند بنایا اور میرا زبردست قرار دیا ہے خدا تم پر رحمت کرے مجھ کو اس پتھر کی حقیقت سے آگاہ کرو۔ خضر نے کہا اے بادشاہ اس پتھر کو صاحب صور نے تمہارے لئے مثال قرار دی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فرزندانِ آدم کی مثال اس پتھر کی سی ہے کہ ہزار پتھر اس کے مقابلہ میں لائے گئے اور پھر بھی ضرورت باقی رہی جب اس پر خاک ڈالی گئی وہ کافی ہو گئی اور وُہ پتھر دُوسرے پتھر کے وزن کے برابر ہو گیا اے بادشاہ آپ کی مثال بھی ایسی ہی ہے۔ حق تعالیٰ نے بادشاہی جو آپ کو عطا کی وہ ظاہر ہے۔ لیکن آپ اس پر راضی نہ ہُوئے بلکہ وہ خواہش کی کہ ویسی کسی نے خواہش نہیں کی اور اس جگہ داخل ہُوئے جہاں انسانوں اور جنوں میں سے کوئی داخل نہیں ہُوا تھا انسان کی یہی حالت ہے۔ کہ سیر نہیں ہوتا جب تک قبر میں اس پر خاک نہیں ڈال دی جاتی۔ یہ سُن کر ذوالقرنین بہت روئے اور کہا اے خضر تم نے سچ کہا یہ مثال میرے ہی واسطے دی گئی ہے اور جب اس سفر سے واپس ہوں گا پھر کسی شہر کا ارادہ نہ کروں گا۔ پھر ظلمات میں داخل ہو کر واپس ہُوئے اثنائے راہ میں گھوڑوں کے سموں کی آواز آئی جیسے دانوں پر چل رہے ہوں لوگوں نے پوچھا اے بادشاہ یہ کیا ہے کہا اٹھا لو جو شخص اٹھائے گا پشیمان ہو گا اور جو نہ اٹھائے گا وہ بھی پشیمان ہو گا یہ سُن کر بعض لوگوں نے لے لیا بعض نے نہیں لیا جب ظلمات سے باہر آئے دیکھا کہ وہ پتھر زبرجد ہیں۔ لہٰذا جن لوگوں نے لے لیا تھا اس سبب سے پشیمان ہُوئے کہ کیوں نہ زیادہ لیا اور جنہوں نے نہیں لیا تھا وہ اس وجہ سے پشیمان ہُوئے کہ کیوں نہ لیا۔ پھر ذوالقرنین دومۃ الجندل کی طرف

واپس ہوئے ان کی منزل اسی جگہ تھی اور وہ وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ رحمت الٰہی سے واصل ہوئے راوی کہتا ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ جب اس قصہ کو نقل فرماتے کہتے تھے کہ خدا رحمت کرے میرے بھائی ذوالقرنین پر کہ انہوں نے اس راہ میں غلطی نہیں کی جو اختیار کی جس میں انہوں نے طلب کیا اگر جانے کے وقت زبرجد کی وادی میں پہنچتے جو کچھ وہاں تھا لوگوں کے لیئے سب نکال لاتے کیونکہ جاتے وقت دُنیا کی جانب راغب تھے اور چونکہ واپسی میں دُنیا کی رغبت برطرف ہوگئی تھی لہٰذا اس کی طرف متوجہ نہ ہُوئے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ذوالقرنین نے ایک صندوق بلور کا بنایا۔ اور اپنے ساتھ بہت سا سامان اور کھانے کی چیزیں لے کر کشتی میں سوار ہُوئے اور دریا میں ایک مقام پر پہنچکر اس صندوق میں بیٹھے اور اس پر ایک رسّی باندھی اور کہا صندوق کو دریا میں ڈال دو جب میں رسّی کو حرکت دُوں مجھے باہر نکال لینا اور اگر حرکت نہ دوں جس قدر رسّی ہے دریا میں جانے دینا اس طرح دریا میں چالیس روز تک نیچے چلے گئے ناگاہ دیکھا کہ کوئی شخص صندوق کے ایک پہلو پر ہاتھ مارتا ہے اور کہتا ہے کہ اے ذوالقرنین کہاں کا ارادہ رکھتے ہو۔ کہا چاہتا ہوں کہ دریا میں اپنے پروردگار کی سلطنت کی سیر کروں جس طرح کہ صحرا میں اس کی حکومت دیکھی ہے، اس نے کہا اس جگہ سے جہاں تم موجود ہو طوفان کے زمانہ میں نوحؑ گذرے تھے اور یہاں ان کا تیشہ گر پڑا اور آج تک وُہ قعر دریا میں نیچے چلا جاتا ہے ابھی تک تہہ میں نہیں پہنچا جب ذوالقرنین نے یہ سُنا رسّی کو ہلایا اور باہر آئے۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ وہ مقام جس کو ذوالقرنین نے دیکھا جہاں آفتاب چشمہ گرم میں غروب ہوتا ہے شہر جابلقا کے قریب تھا۔

دوسری حدیث میں حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ خدا نے ذوالقرنین کے لیئے ابر کو مسخر کیا تھا اور سببوں کو ان کے واسطے نزدیک کیا تھا اور نور کو ان کے لیئے کشادہ کیا تھا کہ وہ رات کے وقت بھی اسی طرح دیکھتے تھے، جس طرح دن کو دیکھتے تھے۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ ذوالقرنین خدا کے نیک بندہ تھے اور اسباب ان کے واسطے طے ہوئے اور حق تعالےٰ نے ان کو ملکوں میں متمکن کیا اور ان کے لیئے چشمۂ حیات کی تعریف کی گئی اور ان کو بتلایا گیا کہ جو شخص اس چشمہ کا پانی پیتا ہے نہیں مرتا جب تک کہ صور کی آواز نہیں سُن لیتا۔ ذوالقرنین اس چشمہ کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ اس کے [illegible] پہنچے اس جگہ تین سو ساٹھ ۳۶۰ چشمے تھے۔ خضر اس لشکر کے سردار اور ہراوّل تھے



ان کو ذوالقرنین نے اپنے تمام اصحاب میں سے انتخاب کیا تھا اور بہت دوست رکھتے تھے ان کو اپنے تمام اصحاب کے ایک گروہ کے ساتھ طلب کیا اور ہر ایک کو نمک آلود خشک مچھلی دی اور کہا ان چشموں میں جاؤ اور ہر ایک اپنی مچھلی کو ایک چشمہ میں دھوئے کوئی دُوسرا اس کے چشمہ میں نہ دھوئے یہ سُن کر سب متفرق ہُوئے اور ہر ایک نے اپنی مچھلی کو ان چشموں میں سے ایک چشمہ میں دھویا خضر بھی ایک چشمہ پر پہونچے جب اپنی مچھلی کو اس پانی میں ڈالا وہ زندہ ہوکر پانی میں چلی گئی۔ جب خضر نے اس حال کو مشاہدہ کیا، اپنے کپڑے پانی میں دھوئے اور غسل کیا پھر وُہ پانی پیا اور چاہا کہ اس مچھلی کو پکڑ لیں، لیکن نہیں پکڑ سکے پھر اپنے اصحاب کے ساتھ ذوالقرنین کے پاس آئے ذوالقرنین نے حکم دیا کہ سب کی مچھلیاں واپس لے لی جائیں۔ غرض مچھلیاں جمع کی گئیں۔ تو خضر کی مچھلی کم تھی ان کو طلب کیا اور مچھلی کا حال دریافت کیا انہوں نے کہا مچھلی پانی میں زندہ ہوکر میرے ہاتھ سے نکل گئی پوچھا تم نے کیا کیا۔ کہا میں پانی میں گیا اور کئی بار ڈوب کر چاہا کہ اس کو پکڑ لوں لیکن وہ ہاتھ نہ آئی۔ پوچھا کہ اس پانی کو تم نے پیا۔ کہا ہاں۔ پھر ذوالقرنین نے ہرچند اس چشمہ کو تلاش کیا لیکن نہ پایا۔ تو خضر علیہ السّلام سے کہا کہ وہ چشمہ تمہاری قسمت میں تھا ہماری کوشش کا کوئی فائدہ نہ ہُوا۔ بہت سی حدیثوں میں آئمہ اطہار علیہم السلام سے منقول ہے کہ ہماری مثال یوشعؑ اور ذوالقرنین کے ایسی ہے کہ وُہ پیغمبر نہ تھے۔ بلکہ وہ دونوں عالم تھے اور فرشتوں کی آواز سنتے تھے،

بہت سی حدیثوں میں حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ لوگوں نے آنحضرتؐ سے پُوچھا کہ ذوالقرنین پیغمبر تھے یا ملک اور ان کی شاخیں سونے کی تھیں یا چاندی کی فرمایا کہ نہ وہ ملک تھے نہ پیغمبر، ان کی شاخیں نہ چاندی کی تھیں نہ سونے کی بلکہ وہ ایک بندہ تھے جو خدا کو دوست رکھتے تھے خدا بھی ان کو دوست رکھتا تھا انہوں نے خدا کے لیئے کام کئے خدا نے ان کو مدد دی۔ ان کو اس لیئے ذوالقرنین کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنی قوم کو خدا کی طرف بُلایا لوگوں نے ان کے سر کی بائیں جانب ایک ضربت لگائی جس سے وہ شہید ہوگئے خدا نے ان کو زندہ کرکے پھر ایک جماعت پر مبعوث فرمایا وہ ان کو خدا کی طرف بلاتے تھے ان لوگوں نے بھی ایک ضربت ان کے سر کی داہنی جانب لگائی۔ اس سبب سے ان کا نام ذوالقرنین ہُوا۔

بسند معتبر منقول ہے کہ اسود قاضی نے کہا کہ میں امام موسیٰؑ کی خدمت میں گیا، حضرت نے کبھی مجھ کو نہ دیکھا تھا فرمایا کہ تم اہل سد میں سے ہو عرض کی اہل باب الابواب

میں سے ہوں۔ فرمایا تم اہلِ سد میں سے ہو کہا باب الابواب میں سے ہوں۔ فرمایا کہ تم اہلِ سد میں سے ہو عرض کی ہاں۔ فرمایا کہ وہی سد جس کو ذوالقرنین نے بنایا اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ذوالقرنین بارہ سال کے تھے کہ بادشاہ ہوئے اور تیس سال بادشاہ رہے۔ [1]

بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ چھ ہزار سواروں کے ساتھ ذوالقرنین حج کو گئے جب حرم میں داخل ہوئے ان کے بعض اصحاب نے خانۂ کعبہ تک ان کی مشایعت کی۔ جب واپس ہوئے تو بیان کیا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس سے خوبصورت اور زیادہ نُورانی کسی کو نہیں دیکھا تھا لوگوں نے کہا وُہ ابراہیم خلیل الرحمٰن ہیں جب یہ سُنا فرمایا کہ چار پایوں پر زین کسو تو ساٹھ ہزار گھوڑوں پر اتنے عرصہ میں زین کسا جتنے میں ایک گھوڑے پر زین کستے ہیں۔ ذوالقرنین نے کہا ہم سوار نہ ہوں گے بلکہ خلیل خدا کے پاس پیادہ چلیں گے ذوالقرنین حضرت ابراہیمؑ کے پاس پیادہ آئے اور مُلاقات کی ابراہیمؑ نے ان سے پوچھا کس شغل میں تم نے اپنی عمر صرف کی یہاں تک کہ دنیا کو طے کیا کہا گیارہ کلمات کے ساتھ۔ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ بَاقٍ لَا یَفْنیٰ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ عَالِمٌ لَا یَنْسیٰ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ حَافِظٌ لَا یَسْقُطُ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ بَصِیْرٌ لَا یَرْتَابُ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ مَلِكٌ لَا یَرَامُ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ عَزِیْزٌ لَا یَضَامُ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ مُحْتَجِبٌ لَا یُرٰی سُبْحَانَ مَنْ هُوَ وَاسِعٌ لَا یَتَكَلَّفُ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ قَائِمٌ لَا یَلْهُوْ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ دَائِمٌ لَا یَسْهُوْ۔

بسند معتبر حضرت رسولؐ مقبول سے منقول ہے کہ ذوالقرنین ایک صالح بندہ تھے جن کو خدا نے اپنے بندوں پر حجت قرار دیا تھا۔ انہوں نے اپنی قوم کو دینِ حق کی طرف بُلایا۔ اوران کو گناہوں سے پرہیز کا حکم دیا۔ لوگوں نے ان کے سر کے ایک جانب ضربت لگائی تو وُہ اپنی قوم سے غائب ہو گئے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے سمجھا کہ وُہ مر گئے یا ہلاک ہو گئے۔ حالانکہ وُہ کسی جنگل میں چلے گئے تھے پھر ظاہر ہوئے اور اپنی قوم کی طرف واپس آئے پھر ظالموں نے ان کے سر کے دوسری جانب ایک ضربت لگائی۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ یقیناً تمہارے درمیان میں ایک شخص ہے جو ان کی سُنت پر ہو گا یعنی امیرالمومنینؑ پھر فرمایا کہ ذوالقرنین کو حق تعالیٰ نے زمین میں متمکن کیا اور ہر چیز کا ایک سبب ان کو عطا فرمایا۔ اور وُہ دُنیا میں مغرب سے مشرق تک پہنچے اور خداوند عالم جلد ان کی سُنت کو ہمارے فرزندوں میں سے قائمؑ

[1] قولِ مؤلف:۔ شاید بادشاہی ان کی ان کے قتل ہونے یا غائب ہونے سے تیس سال قبل رہی ہو گی یا اس کے بعد ہو گی جبکہ تمام عالم پر وہ قابض ہوئے اور ان کی بادشاہی قائم ہوئی تاکہ دُوسری حدیثوں کے ساتھ منافات نہ ہو۔



میں جاری کرے گا جو مشرق و مغرب کو طے کرے گا۔ یہاں تک کہ کوئی صحرا اور میدان اور پہاڑ جو ذوالقرنین نے طے کیا ہے باقی نہ بچے گا کہ وہ طے نہ کرے اور زمین کے خزانوں اور معدنوں کو خدا اس کے لئے ظاہر کرے گا۔ اور اس کی مدد کرے گا۔ دلوں میں اس کا خوف ڈال دے گا وہ زمین کو عدل اور راستی سے پُر کر دے گا بعد اس کے کہ وہ ظلم و جور سے بھر گئی ہو گی۔

بسند ہائے صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ذوالقرنین پیغمبر نہ تھے لیکن خدا کے شائستہ بندہ تھے کہ خدا کو دوست رکھتے تھے اور خدا ان کو دوست رکھتا تھا وہ خدا کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے تھے اس لئے خدا نے ان کی اعانت اور مدد کی اور ان کو ابرِ سخت اور ابرِ نرم و ہموار پر اختیار دیا تھا۔ انہوں نے ابرِ نرم کو اختیار کیا اور اس پر سوار ہوئے وُہ جس گروہ کے پاس جاتے تھے اپنے تئیں ان لوگوں تک پہنچاتے تھے تاکہ ایسا نہ ہو کہ ان کے پیغام پہنچانے والے دروغ کہیں۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خدا نے ذوالقرنین کو دو ابر کے درمیان اختیار دیا۔ انہوں نے نرم و ملائم ابر کو اختیار کیا اور سخت ابر کو حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے لیے چھوڑ دیا پوچھا کہ ابرِ سخت کون ہے فرمایا کہ جس ابر میں صاعقہ، رعد اور برق ہوتی ہے۔ اور حضرت قائمؑ ایسے ہی ابر پر سوار ہوں گے اور ساتوں آسمانوں کے اسباب کے ساتھ اوپر جائیں گے اور ساتوں زمین میں گھومیں گے جس میں پانچ زمین آباد ہیں اور دو غیر آباد و بیکار ہیں۔

دوسری حدیث میں حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے جب ذوالقرنین کو مخیر کیا گیا انہوں نے نرم ابر اختیار کیا اور ابرِ صعب کو اختیار نہ کر سکے اس لیئے کہ خدا نے اس کو حضرت صاحب الامرؑ کے لیئے ذخیرہ کیا ہے۔ جناب ابراہیمؑ کے حالات میں بیان ہو چکا ہے کہ پہلے پہل زمین میں جن دو شخصوں نے مصافحہ کیا وُہ ذوالقرنین اور ابراہیمؑ خلیل تھے۔ اور یہ کہ دو مومن بادشاہ تمام عالم پر متصرف ہوئے سلیمان اور ذوالقرنین اور فرمایا کہ ذوالقرنین عبداللہ پسر ضحاک اور وُہ سعد کے بیٹے تھے۔

بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو مبعوث نہیں کیا جو زمین میں بادشاہ ہوتا سوائے چار نفوس کے جو نوحؑ کے بعد ہوئے ذوالقرنینؑ ان کا نام عیاش تھا۔ اور داؤدؑ اور سلیمانؑ اور یوسف علیہم السلام، عیاش مغرب و مشرق کے مالک ہوئے۔ اور داؤد شامات کے درمیان کے علاقوں کے اور اصطخر اور فارس پر حکمران تھے اسی طرح سلیمانؑ بھی۔ لیکن یوسفؑ مصر اور اس کے صحرا کے مالک ہوئے۔ اور آگے نہ بڑھے۔ [1]

[1] قولِ مؤلف:۔ ذوالقرنین کی پیغمبری شاید غلبہ اور مجازی بنا پر ہو چونکہ وُہ پیغمبری کے قریب مرتبہ رکھتے تھے اور پیغمبروں کی تعداد میں مذکور ہوئے ہیں اور ممکن ہے کہ عبداللہ اور عیاش دونوں ان کے نام رہے ہوں۔

بسند ہائے معتبر حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ذوالقرنین جب سد سے ہوتے ہوئے ظلمات میں داخل ہوئے ایک فرشتہ کو دیکھا کہ ایک پہاڑ پر کھڑا ہے اور اس کا قد پانچ سو ہاتھ کا ہے فرشتہ نے ذوالقرنین سے کہا کیا پیچھے راستہ نہ تھا پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں خدا کا ایک فرشتہ ہوں کہ اس پہاڑ پر موکل ہوں اور تمام پہاڑوں کی جڑ جن کو خدا نے خلق فرمایا ہے اسی پہاڑ سے متعلق ہے جب خدا کسی شہر کو زلزلہ میں لانا چاہتا ہے مجھ پر وحی کرتا ہے میں اس شہر کو حرکت دیتا ہوں۔

ابن بابویہ نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ خدا کی بعض کتابوں میں میں نے دیکھا ہے کہ جب ذوالقرنین سد کی تعمیر سے فارغ ہوئے اسی طرف سے اپنے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے ناگاہ ایک مرد پیر کے پاس پہنچے جو نماز پڑھ رہا تھا۔ ذوالقرنین اس کے پاس مع اپنے لشکر کے ٹھہر گئے۔ یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہوا ذوالقرنین نے اس سے کہا کہ کیونکر تم کو میرے لشکر کے آدمیوں سے خوف نہ ہوا۔ جو تمہارے پاس آئے اس نے کہا کہ میں اس سے مناجات کر رہا تھا جس کا لشکر تجھ سے بہت زیادہ ہے اور جس کی بادشاہی تجھ سے زیادہ غالب ہے۔ اور جس کی قوت تجھ سے زیادہ شدید ہے۔ اگر تیری طرف اپنا رُخ کرتا اپنی حاجت اس سے نہ حاصل کر سکتا ذوالقرنین نے کہا کیا تم راضی ہو کر میرے ساتھ چلو تاکہ میں تم کو اپنے مُلک میں مساوی اور شریک کروں اور تم سے اپنے بعض امور میں مدد حاصل کروں۔ اس نے کہا ہاں راضی ہوں۔ اگر تم میرے لیئے چار خصلتوں کے ضامن ہو جاؤ، اوّل ایسی نعمت کہ جو کبھی زائل نہ ہو دُوسرے ایسی صحت کہ جس میں بیماری نہ ہو۔ تیسرے ایسی جوانی کہ جس میں پیری نہ ہو۔ چوتھے ایسی زندگی کہ جس میں موت نہ ہو۔ ذوالقرنین نے کہا کہ کون مخلوق ان پر قادر ہے۔ اس نے کہا میں اس کے ساتھ ہوں جو ان سب پر قادر ہوں اور یہ تمام اُمور اس کے قبضہ میں ہیں۔ اور تم بھی اسی کے اختیار میں ہو۔ پھر ذوالقرنین کا گذر ایک عالم کے پاس ہوا اس نے ذوالقرنین سے کہا مجھے آگاہ کرو ان دو چیزوں سے جواب تک قائم ہیں جس روز سے کہ خدا نے ان کو خلق کیا ہے اور ان دو چیزوں سے جو رواں ہیں اور ان دو چیزوں سے جو ہمیشہ ایک دُوسرے کے بعد آتی ہیں۔ اور ان دو چیزوں سے جو باہم ایک دُوسرے کی دشمن ہیں۔ ذوالقرنین نے کہا کہ وہ دو چیزیں جو قائم ہیں آسمان و زمین ہیں۔ اور وُہ دو چیزیں جو رواں ہیں آفتاب و ماہتاب ہیں اور وہ دو چیزیں جو ایک دُوسرے کے بعد آتی ہیں۔ رات و دن ہیں اور جو دو چیزیں کہ باہم ایک دُوسرے کی دشمن ہیں وُہ موت اور زندگی ہیں۔ اس نے کہا جاؤ کہ تم دانشمند ہو۔



ذوالقرنین شہروں میں گھوم رہے تھے یہاں تک کہ ایک پیر مرد کے پاس پہنچے جو مُردوں کی کھوپڑیاں جمع کیئے ہوئے تھا۔ اور اس کو گھماتا اور دیکھتا تھا۔ ذوالقرنین اپنے لشکر کے ساتھ اس کے پاس ٹھہر گئے اور کہا اے شیخ بیان کر کہ کس لیئے ان سروں کو حرکت دیتا ہے اس نے کہا اس واسطے کہ میں جانوں کہ کون شریف رہا ہے اور کون وضع دار کون مالدار تھا اور کون پریشان حال۔ بیس سال سے ان کو گردش دیتا ہوں اور ہرچند دیکھتا ہوں مگر شناخت نہیں ہو سکتی اور میں تمیز نہیں کر سکتا ذوالقرنین اس کو چھوڑ کر آگے بڑھے اور کہا میری تنبیہہ سے اس کی غرض تھی اور کچھ نہیں۔ پھر شہروں کی سیر کرتے ہوئے موسیٰؑ کی دانشمند قوم کے پاس پہنچے جو حق کی ہدایت اور حق کے ساتھ انصاف کرتی تھی۔ ان سے کہا کہ اپنے حالات مجھ سے بیان کرو کیونکہ میں تمام زمین کی مشرق سے مغرب تک دریا اور صحرا اور پہاڑ اور میدانوں اور روشنی اور تاریکی میں سیر کر چکا ہوں۔ لیکن تمہارے مانند کسی کو نہیں دیکھا۔ بتاؤ کہ تمہارے مُردوں کی قبریں تمہارے مکانوں کے دروازوں پہ کیوں ہیں۔ ان لوگوں نے کہا اس لیئے کہ موت کو ہم فراموش نہ کریں اور اس کی یاد ہمارے دلوں سے نہ نکلے پوچھا کس لیئے تمہارے مکانوں میں دروازے (کواڑ) نہیں ہیں۔ کہا اس لیئے کہ ہم میں چور اور خیانت کرنے والے نہیں ہوتے جو شخص ہم میں ہے امین ہے۔ پوچھا تم میں اُمرا کیوں نہیں ہوتے کہا اس لیئے کہ ہم آپس میں ایک دُوسرے پر ظلم نہیں کرتے۔ پوچھا تمہارے درمیان حکام کیوں نہیں ہوتے جواب دیا کہ ہم آپس میں دشمنی اور لڑائی نہیں کرتے پوچھا کیوں تم میں بادشاہ نہیں ہوتے کہا ہم زیادتی کے طالب نہیں۔ پوچھا کیوں تمہارے حالات اور اموال میں ایک دُوسرے سے فرق نہیں ہے کہا اس لیئے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے سے مساوات رکھتے ہیں اور اپنے مال کی زیادتی کو ایک دُوسرے پر تقسیم کر دیتے ہیں اور آپس میں رحم کرتے ہیں۔ پوچھا تمہارے درمیان نزاع اور اختلاف کیوں نہیں ہے کہا اس لیئے کہ ہمارے قلوب میں ایک دوسرے کی الفت ہے اور ہم میں فساد نہیں ہے کہا کیوں ایک دُوسرے کو اسیر و قتل نہیں کرتے کہا صحیح ارادہ کے ساتھ ہم اپنی طبیعتوں پر غالب ہو گئے اور اپنے نفسوں کی اصلاح حلم و بُردباری کے ساتھ کی ہے۔ پوچھا کس سبب سے تمہاری باتیں ایک ہیں اور تمہارا طریقہ صحیح اور دُرست ہے کہا اس سبب سے کہ ہم جھوٹ نہیں بولتے۔ اور آپس میں ایک دُوسرے کی بُرائی نہیں کرتے اور غیبت نہیں کرتے پوچھا کس لیئے تمہارے درمیان پریشان اور فقیر کوئی نہیں ہے۔ کہا اس لیئے کہ اپنے مال کو ہم آپس میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں پوچھا کس لیئے تم میں سخت مزاج اور تند خو نہیں ہوتے کہا اس لیئے کہ عاجزی اور فروتنی کو ہم نے

اپنا شعار بنا رکھا ہے پوچھا کیوں تمہاری عمریں تمام لوگوں سے زیادہ ہوتی ہیں کہا اس لیے کہ ہم لوگ حقوق عباد ادا کرتے ہیں اور انصاف کے ساتھ حکم کرتے ہیں، اور ظلم نہیں کرتے پوچھا تم لوگوں میں قحط کیوں نہیں آتا کہا اس لیے کہ ہم استغفار سے غافل نہیں ہوتے۔ کہا کیوں تم لوگ محزون و غمگین نہیں ہوتے جواب دیا کہ ہم لوگ اپنے نفس کو بلاؤں پر راضی رکھتے ہیں اور اپنی ذات کو بلاؤ مصیبت پر تسلّی دے چکے ہیں۔ پُوچھا کیوں تم پر اور تمہارے اموال پر آفتیں نہیں آتیں کہا اس لیے کہ ہم لوگ خدا کے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کرتے اور ستاروں کو بلاؤں کا سبب نہیں سمجھتے بلکہ تمام امور کو اپنے پروردگار کی طرف سے جانتے ہیں۔ کہا اچھا بتاؤ کہ تم نے اپنے آباؤ اجداد کو بھی اسی طریقہ پر پایا ہے کہا ہاں۔ ہمارے بزرگ بھی اپنے مسکینوں پر رحم کرتے تھے فقیروں کے ساتھ مواسات اور برابری رکھتے تھے اگر کوئی ان پر ظلم کرتا تو معاف کر دیتے تھے۔ اگر کوئی ان کے ساتھ بدی کرتا تو وُہ اس سے نیکی کرتے تھے، اور امانت میں خیانت نہیں کرتے تھے۔ سچ بولتے تھے اور جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ اس سبب سے خدا نے ان کے کاموں کی اصلاح کی یہ سب معلوم کرنے کے بعد ذوالقرنین نے ان کے پاس بود و باش اختیار کی یہاں تک کہ رحمت الٰہی سے واصل ہُوئے۔ انکی عمر پانچ سو سال ہُوئی۔

علی بن ابراہیمؒ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے ذوالقرنین کو انکی قوم پر مبعوث کیا۔ ان لوگوں نے ان کے سر پر داہنی جانب ایک ضربت لگائی جس سے خدا نے ان پر موت طاری کی پانچ سو سال کے بعد پھر ان کو زندہ کیا اور مبعوث کیا تو قوم نے بائیں جانب ایک ضربت لگائی وُہ شہید ہو گئے پھر حق تعالےٰ نے پانچ سو سال کے بعد ان کو زندہ کیا اور اسی قوم پر مبعوث کیا اور ان کو مشرق و مغرب تک تمام رُوئے زمین کی بادشاہی عطا فرمائی وُہ جب یاجُوج و ماجُوج تک پہنچے ان کے اور لوگوں کے درمیان ایک دیوار تانبے، لوہے قیر اور کانسہ سے تیار کی جو یاجُوج و ماجُوج کو باہر نکلنے سے مانع ہوئی حضرت نے فرمایا کہ یاجوج و ماجوج میں سے کوئی اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ اس کے صلب سے ہزار فرزند نہیں پیدا ہو جاتے وُہ سب سے پہلی مخلوق ہے جسے خدا نے ملائکہ کے بعد خلق فرمایا ہے پھر ذوالقرنین نے ایک سبب کی پیروی کی حضرت نے فرمایا کہ ایک راہبر کے پیچھے گئے یہاں تک کہ اس جگہ پہنچے جہاں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے وہاں ایک جماعت دیکھی جو برہنہ تھی اور لباس استعمال کرنے کا طریقہ نہیں جانتی تھی پھر ایک راہبر کے ساتھ گئے اور دو سد (پہاڑوں) کے درمیان پہنچے لوگوں نے ان سے التماس کیا کہ یاجُوج و ماجُوج کے ضرر سے بچنے کے لئے ایک دیوار بنا دیں ذوالقرنینؑ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے لوہے کی سلیں جمع کیں اور ان دونوں پہاڑوں



کے درمیان ایک دُوسرے پر چُن دیں کہ اُن پہاڑوں کے برابر اونچی دیوار ہو گئی پھر حکم دیا تو آگ اس کے نیچے روشن کی یہاں تک کہ وُہ لوہے کی سلیں آگ کی طرح سُرخ ہو گئیں پھر قطران یعنی کانسہ پگھلا کر اس پر پھیلا دیا تو وہ دیوار بن گئی۔ ذوالقرنین نے کہا کہ یہ میرے پروردگار کی ایک رحمت ہے جب اس کا وعدہ پُورا ہو جائے گا اس دیوار کو زمین کے برابر کرے گا۔ اور میرے پروردگار کا وعدہ حق ہے امام نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں جب قیامت کا دن قریب ہو گا۔ یاجُوج و ماجُوج دنیا میں دیوار سے باہر آویں گے اور آدمیوں کو کھا جائیں گے پھر ذوالقرنین ناحیۂ مغرب کی طرف گئے اور جس شہر میں پہنچتے تھے شیر غضبناک کی طرح نعرہ کرتے تھے۔ تو اس شہر میں تاریکیاں، رعد اور برق اور صاعقہ ظاہر ہوتی تھیں۔ اور جو ان کی مخالفت اور ان سے دُشمنی کرتا تھا اس کو ہلاک کر دیتی تھیں وُہ ابھی مغرب تک نہیں پہنچے تھے کہ تمام اہل مشرق و مغرب نے ان کی اطاعت کی پھر ان کو بتایا گیا کہ زمین میں خدا کا ایک چشمہ ہے جس کو عین الحیوٰۃ کہتے ہیں اور کوئی ذی رُوح اگر اس کا پانی پی لیتا ہے صور پھونکنے کے وقت تک زندہ رہتا ہے ذوالقرنین نے یہ معلوم کر کے حضرت خضر کو جو ان کے تمام اصحاب میں بہتر تھے تین سو انسٹھ[۳۵۹] آدمیوں کے ساتھ طلب کیا۔ اور ہر ایک کو خشک مچھلی دی اور کہا کہ فلاں مقام پر جاؤ وہاں تین سو ساٹھ چشمے ہیں اور ہر ایک اپنی اپنی مچھلی کو ایک ایک چشمہ میں دھوئے، وُہ لوگ روانہ ہوئے اور ہر ایک ایک چشمہ پر گیا۔ جب خضر نے اپنی مچھلی کو پانی میں ڈالا وُہ زندہ ہو کر پانی میں چلی گئی خضر کو تعجب ہُوا وُہ اس مچھلی کے تعاقب میں پانی میں اُتر گئے اور اس چشمہ کا پانی بھی پیا جب سب لوگ واپس آئے ذوالقرنین نے خضر سے کہا کہ اس چشمہ کا پانی تمہاری قسمت میں تھا۔

ابن بابویہ نے عبداللہ بن سلیمان سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے بعض آسمانی کتابوں میں پڑھا ہے کہ ذوالقرنینؑ اسکندریہ کے ایک شخص تھے اسی مقام کی ان کی ضعیف ماں بھی تھی اور سوائے ذوالقرنینؑ کے ان کے کوئی فرزند نہ تھا۔ اور ان کو اسکندری کہتے تھے۔ وُہ بچپن سے نیک، صاحب ادب صاحب خلق جمیل اور پاک نفس انسان تھے یہاں تک کہ جوان ہُوئے، انہوں نے خواب میں دیکھا، کہ وُہ آفتاب سے قریب ہو گئے ہیں اور آفتاب کے دونوں قرن یعنی اس کے دونوں کنارے پر قابض ہو گئے ہیں جب اس خواب کو اپنی قوم سے بیان کیا قوم نے ان کا نام ذوالقرنین رکھا۔ اس خواب کو دیکھنے کے بعد ان کی ہمّت بلند ہوئی اور ان کا شہرہ ہوا اور وہ اپنی قوم میں عزیز ہُوئے۔ سب سے پہلی بات جس کا انہوں نے ارادہ کیا یہ تھی کہا میں عالموں کے پروردگار کے لئے مطیع اور مسلمان ہُوں پھر اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی اور تمام قوم اُنکے رعب کے سبب سے مسلمان ہو گئی

انہوں نے ان لوگوں کو حکم دیا کہ ایک مسجد میرے لئے تعمیر کروان لوگوں نے جان و دل سے قبول کیا فرمایا کہ اس مسجد کی لمبائی چارسو ہاتھ اور اس کی چوڑائی دوسو ہاتھ اور اس کی دیوار کی چوڑائی بائیس ہاتھ اور اس کی بلندی سَو ہاتھ ہونا چاہئے۔ لوگوں نے کہا اے ذوالقرنین ایسی لکڑی کہاں سے لائی جائے جس پر اس عمارت کی دونوں دیواریں قائم ہوں جس کی بنیادیں اس لکڑی پر کھڑی کی جائیں اور اس عمارت کو بنائیں یا یہ کہ مسجد کی چھت اس پر تعمیر کریں کہا جب دونوں دیواروں کی تعمیر سے فارغ ہو جاؤ اس میں اس قدر مٹی ڈالو کہ دیواروں کے برابر ہو جائے پھر ہر مومن کو تھوڑا تھوڑا سونا اور چاندی ان کے حال کے موافق دیدو کہ ریزہ ریزہ کریں پھر اس خاک کے ساتھ مسجد میں پُر کر کے مخلوط کر دو اور مسجد کو جب مٹی سے بھر لو تو اس مٹی پر چڑھ کر تانبا و پیتل وغیرہ جس کی چاہو تختیاں بناؤ اور اسی سے چھت کو آسانی سے درست کر لو جب فراغت ہو جائے فقرا و مساکین کو اس مٹی کو باہر لے جانے کے لئے بلاؤ وُہ لوگ ان چاندی سونے کی خواہش سے جو مٹی میں مخلوط ہے بخوشی اس مٹی کو باہر لے جانے میں سبقت اور عجلت کریں گے، غرضیکہ جس طرح ذوالقرنین نے کہا تھا لوگوں نے مسجد کی تعمیر کی اور چھت درست ہوئی اور فقرا و مساکین بھی مستغنی ہوئے پھر ذوالقرنین نے اپنے لشکر کے چار حصّے کئے اور ہر حصّہ میں دس ہزار اشخاص قرار دیئے اور ان کو شہروں میں پھیلا دیا اور شہروں میں گھومنے اور سفر کرنے کا ارادہ کیا جب ان کی قوم نے اُن کے ارادہ کی خبر پائی ان کے پاس جمع ہوئے اور کہا اے ذوالقرنین ہم تم کو خدا کی قسم دیتے ہیں کہ ہم کو اپنی خدمت سے محروم نہ کرنا اور دوسرے شہروں میں قیام نہ کر لینا کیونکہ ہم لوگ تمہاری زیارت سے مستفیض رہنے کے زیادہ حق دار ہیں اس لئے کہ تم ہمارے شہر میں پیدا ہوئے ہو اور ہم میں تمہاری نشوونما اور تربیت ہوئی ہے اور ہمارے اموال اور مکانات سب تمہارے لئے حاضر ہیں جو حکم چاہو ہم کو دو ور تمہاری ماں بھی ضعیف ہیں ان کا حق تم پر تمام خلق سے بہت زیادہ ہے تمہارے لئے مناسب ہیں ہے کہ ان کی نافرمانی اور مخالفت کرو جواب دیا کہ خدا کی قسم تمہارا قول درست اور تمہاری لئے نہایت مناسب ہے لیکن میں اس شخص کے مانند ہو رہا ہوں جس کے دل اور چشم و گوش قبضہ میں کر لیا گیا ہو اور جس کو سامنے سے قتل کرتے اور پیچھے سے اس کو بھگاتے ہیں اور وہ ہیں جانتا کہ اس کو کس غرض سے اور کہاں لئے جاتے ہیں لیکن اے میری قوم کے لوگو آؤ اور س مسجد میں داخل ہو اور سب کے سب مسلمان ہو جاؤ اور مخالفت نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے غرض قریہ والوں اور اسکندریہ کے رئیسوں کو طلب کیا اور کہا کہ مسجد کو آباد رکھنا اور میری ماں میری مفارقت پر دلاسہ دیتے رہنا یہ کہہ کر ذوالقرنین روانہ ہو گئے ان کی ماں ان کی مفارقت



میں بہت زاری کرتی تھیں اور ان کا رونا کم نہ ہوتا تھا۔ ایک دہقان نے ان کی ماں کی تسلّی کے لیئے ایک تدبیر تجویز کی، ایک بڑی عید ترتیب دی اور منادی کو حکم دیا گیا کہ لوگوں میں جا کر ندا کرے کہ تمہارے دہقان نے تم کو آگاہ کیا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں روز حاضر ہونا جب وُہ دن آیا اس کے منادی نے ندا کی کہ جلد آؤ لیکن وہ شخص اس عید میں شریک نہ ہو جو دنیا کی کسی مصیبت یا بلا میں گرفتار ہو، چاہیئے کہ وہ شخص شرکت کرے جو بلا و مصیبت سے محفوظ ہو یہ سُن کر تمام اشخاص کھڑے ہو گیے اور کہنے لگے کہ ہم میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو بلا و مُصیبت سے خالی ہو اور ہم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو کسی بلا میں یا اپنے کسی دوست یا عزیز کی موت کے غم میں مبتلا نہ ہو جب ذوالقرنین کی ماں نے یہ سُنا ان کو یہ قضیہ پسند آیا مگر یہ نہ سمجھ سکیں کہ اس سے دہقان کی غرض کیا ہے پھر چند روز کے بعد دہقان نے منادی کو بھیجا جس نے ندا کی کہ دہقان تم کو حکم دیتا ہے کہ فلاں روز حاضر ہونا لیکن وُہ لوگ نہ آئیں جن پر کوئی بلا و مصیبت نہ ہوا اور جن لوگوں کا دل کسی درد سے رنجیدہ نہ ہوا اور وُہ لوگ بھی نہ آئیں جو کسی بلا میں گرفتار نہ ہوں کیونکہ اس شخص کے ساتھ نیکی نہیں ہے جو کسی بلا میں نہ مبتلا ہو جب یہ ندا کی گئی لوگوں نے کہا کہ اس مرد نے پہلے بخل کیا آخر پشیمان اور شرمندہ ہوا۔ اپنی غلطی کا تدارک کیا اور اب اپنا عیب چھپاتا ہے۔ جب سب جمع ہُوئے اس نے خطبہ پڑھا کہ میں نے تم لوگوں کو اس لئے جمع نہیں کیا تھا کہ دعوت و ضیافت کی جائے بلکہ اس لئے تم کو جمع کیا ہے کہ تم سے ذوالقرنین کے بارے کچھ باتیں کروں۔ اور اس دَرد کے متعلق جو ان کی مفارقت میں ہمارے دلوں کو پہنچا ہے اور ان کی خدمت سے محروم ہونے میں جو تکلیف گذری ہے اس کا کچھ تذکرہ کروں، آدمؑ کو یاد کرو جن کو خدا نے اپنے دست قدرت سے بنایا اور ان میں رُوح پھونکی اور فرشتوں کو ان کے لیئے سجدہ کا حکم دیا۔ اور ان کو اپنی بہشت میں ساکن کیا اور ان کو اس کرامت سے گرامی کیا۔ جس سے خلق میں کسی کو گرامی نہیں کیا تھا پھر ان کو سخت ترین بلا میں جو دُنیا میں ہو سکتی ہے مبتلا کیا کہ ان کو بہشت سے نکالا۔ اور وُہ مصیبت وُہ تھی کہ کوئی مصیبت اس سے سخت نہیں ہو سکتی۔ پھر اس کے بعد ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالے جانے میں اور ان کے فرزند کو ذبح ہونے میں اور یعقوبؑ کو رنج و اندوہ میں اور یوسفؑ کو غلامی میں اور ایوبؑ کو بیماری میں یحییٰ کو رنج میں ذکریاؑ کو مار ڈالے جانے میں اور عیسیٰؑ کو اسیر ہونے میں اور بہت سی مخلوق کو مصائب میں جن کی تعداد خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا مبتلا کیا پھر کہا کہ آؤ چلیں سکندر کی ماں کو تسلّی دیں ہم دیکھیں کہ ان کا صبر کس قدر ہے کیونکہ ان کی مصیبت ان کے فرزند کے غم میں سب سے

زیادہ ہے۔ چنانچہ وہ لوگ ان کے پاس گئے اور کہا کیا آج اس مجمع میں آپ موجود تھیں اور ان باتوں کو آپ نے سُنا جو مجلس میں بیان کی گئیں انہوں نے کہا تمہارے تمام امور کی میں نے اطلاع پائی اور تمہاری تمام باتوں کو میں نے سُنا تمہارے درمیان کوئی نہ تھا جس کی مصیبت اسکندروس کی مفارقت میں مجھ سے زیادہ ہوتی اب خدا نے مجھ کو صبر دیا اور مجھے راضی کیا اور میرے دل کو مضبوط کر دیا مجھے اُمید ہے کہ میرا اجر میری مصیبت کے مطابق ہوگا اور تمہارے لیئے تمہاری مصیبت اور اس غم و رنج کے بقدر اجر کی اُمیدوار ہوں جو تم کو تمہارے بھائی کی مفارقت میں ہے اور اس نیت اور کوشش کے بقدر اجر کی امید رکھتی ہوں جو تم نے اس کی ماں کو تسلی دینے میں کی اور امید رکھتی ہوں کہ خدا تم کو اور مجھ کو بخش دے گا۔ اور مجھ پر اور تم پر رحم کرے گا۔ جب اس گروہ نے اس عاقلہ جلیلہ کا صبر جمیل مشاہدہ کیا خوش ہوئے اور واپس گئے۔ ذوالقرنین مغرب کی جانب سیر کرتے تھے یہاں تک کہ بہت دُور چلے گئے اور ان کا لشکر اس وقت فقرا اور مساکین کا تھا یہاں تک کہ خدا نے ان کو وحی کی کہ تم جمیع خلائق پر مشرق سے مغرب تک میری حجت ہو۔ یہی تمہارے خواب کی تعبیر ہے۔ ذوالقرنین نے کہا خداوندا تو مجھ کو اس امرِ عظیم کی تکلیف دیتا ہے جس کی قدر تیرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ میں اس عظیم گروہ کا کس لشکر سے مقابلہ کروں اور کس سامان سے ان پر غالب ہو سکتا ہوں۔ اور کس تدبیر سے ان کو مطیع کروں اور کس صبر کے ساتھ ان کی سختیوں کو برداشت کروں اور کس زبان سے ان سے گفتگو کروں اور ان کی مختلف زبانوں کو کیونکر سمجھوں اور کس کان سے ان کی باتیں سُنوں اور کس آنکھ سے ان کو دیکھوں اور کس ہمت سے ان کی مخالفت کروں اور کس دل سے ان کے مطلب کا ادراک کروں اور کس حکمت سے ان کے معاملات کی تدبیر کروں اور کس حلم سے ان کی زیادتیوں پہ صبر کروں اور کس عدالت سے ان کا انصاف کروں اور کس معرفت سے ان کے درمیان حکم کروں اور کس لشکر سے ان سے جنگ کروں اس لیے کہ ان میں سے یقیناً کوئی ایک چیز بھی میرے پاس نہیں ہے لہٰذا مجھ کو ان پہ قوت دے یقیناً تو مہربان پروردگار ہے تو کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اور نہ اس کی قوت سے زیادہ بار ڈالتا ہے۔ خدا نے اُن کو وحی کی کہ میں عنقریب طاقت و قوت تم کو اس امر کے لیئے دیتا ہوں جس کی تکلیف تم کو دی ہے۔ تمہارے سینہ کو کشادہ کروں گا کہ تمام چیز کو سُن سکو اور تمہاری سمجھ میں وسعت دوں گا۔ تاکہ سب چیزوں کو سمجھ سکو اور تمہاری زبان کو ہر چیز پر گویا کروں گا اور تمہارے لیئے امور کا احصا کروں گا۔ اور کوئی چیز تم سے فوت نہ ہوگی اور تمہارے لئے تمہارے اُمور کی حفاظت کروں گا تاکہ کوئی چیز تم پر مخفی نہ رہے اور تمہاری پشت قوی کروں گا تاکہ کسی خطرہ سے تم نہ ڈرو اور تم میں



ایسا رعب پیدا کر دوں گا کہ تم کسی چیز سے ہراساں نہ ہو اور تمہاری رائے کو درست کر دوں گا تاکہ تم سے غلطی نہ ہو اور تمہارے جسم کو تمہارا مسخر قرار دوں گا تاکہ تمام چیزوں کا تم احساس کر سکو اور روشنی اور تاریکی کو بھی تمہارا مسخر کر دوں گا۔ اور ان کو تمہارا دو لشکر قرار دوں گا روشنی تمہاری ہدایت اور رہنمائی کرے گی۔ اور تاریکی تمہاری حفاظت کرے گی اور قوموں کو تمہارے پیچھے سے تمہارے سامنے جمع کرے گی۔ غرض ذوالقرنین اپنے پروردگار کی رسالت کے ساتھ روانہ ہوئے خدا نے ان کی مدد کی جو کچھ وعدہ کیا تھا پورا کیا۔ اور وہ چلے تاکہ اس مقام پر پہنچیں جہاں آفتاب غروب ہوتا ہے۔ ان کے پاس کوئی قوم نہیں پہنچی مگر یہ کہ ذوالقرنین نے اُن کو خدا کی طرف دعوت دی جو قبول کرتا ذوالقرنین اس سے راضی ہوتے اور جو قبول نہیں کرتا تھا ذوالقرنین اس پر ظلمت کو مسلط کر دیتے تھے جو ان کے شہروں، قریوں، مکانوں اور منزلوں کو تاریک کر دیتی تھی اور ان کے مُنھ ناک اور شکم میں بھر جاتی تھی اور وُہ سب اسی طرح کچھ عرصہ تک متحیر رہتے آخر دعوت الٰہی کو قبول کرتے تھے اور تضرع و زاری کرتے ہوئے ان کے پاس آتے تھے یہاں تک کہ وہ غروب آفتاب کے مقام پر پہنچے وہاں ان کے پاس وُہ قوم آئی جس کا ذکر حق تعالےٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ اور ذوالقرنین نے اس قوم کے ساتھ بھی وہی عمل کیا جو پہلے دُوسری قوم کے ساتھ کرتے آئے تھے یہاں تک کہ مغرب کے اطراف سے فارغ ہوئے اور اتنی جماعتوں سے ملاقات کی جن کی تعداد کا خدا کے سوا کوئی نہیں احصا کر سکتا اور ان کو وہ قوت اور شوکت حاصل ہوئی جو کسی کے لئے تائید الٰہی کے بغیر نہیں حاصل ہو سکتی اور ان کے لشکر میں مختلف زبانیں اور طرح طرح کی خواہش اور پراگندہ قلوب پیدا ہو گئے پھر ظلمات میں آٹھ شبانہ روز چلتے رہے یہاں تک کہ ایک پہاڑ پر پہنچے جو تمام زمین کو گھیرے ہوئے تھا ناگاہ ایک فرشتہ کو دیکھا جو پہاڑ سے لپٹا ہوا ہے اور کہتا ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّیْ مِنَ الْاٰنِ اِلٰی مُنْتَھَی الدَّھْرِ سُبْحَانَ رَبِّیْ مِنْ اَوَّلِ الدُّنْیَا اِلٰی اٰخِرِھَا سُبْحَانَ رَبِّیْ مِنْ مَوْضِعِ کَفِّیْ اِلٰی عَرْشِ رَبِّیْ سُبْحَانَ رَبِّیْ مِنْ مُنْتَھَی الظُّلْمَۃِ اِلَی النُّوْرِ۔ یہ سن کر ذوالقرنین سجدہ میں گر پڑے اور جب تک خدا نے ان کو قوت اور مدد نہ دی اس ملک کو دیکھنے کے واسطے سر نہ اٹھایا۔ فرشتہ نے کہا اے فرزند آدم تجھ کو ایسی طاقت کیونکر ملی۔ کہ تو اس جگہ پہنچا حالانکہ فرزندانِ آدم میں سے کوئی اس جگہ تجھ سے پہلے نہیں پہنچا ذوالقرنین نے کہا کہ مجھے اس نے اس مقام تک آنے کی قوت دی۔ جس نے تجھ کو اس پہاڑ پر قابض ہونے کی طاقت بخشی ہے جو تمام زمین کو گھیرے ہوئے ہے فرشتہ نے کہا تو نے سچ کہا۔ اور اگر یہ پہاڑ نہ ہوتا زمین اپنے باشندوں سمیت ہلتی۔ اور رنگوں

ہو جاتی اور رُوئے زمین پر کوئی پہاڑ اس سے زیادہ بڑا نہیں ہے اور یہ پہلا پہاڑ ہے جس کو خدا نے روئے زمین پر خلق کیا ہے اور اس کی چوٹی آسمانِ اول سے ملی ہوئی ہے اور اس کی جڑ ساتویں زمین میں ہے اور تمام زمین کو مانند حلقہ کے گھیرے ہوئے ہے اور روئے زمین کے تمام شہروں کی جڑ اسی پہاڑ سے تعلق رکھتی ہے جب خدا چاہتا ہے کہ کسی شہر میں زلزلہ آوے۔ میری جانب وحی کرتا ہے میں اس شہر کی جڑ کو حرکت دیتا ہوں جو اس شہر تک پہنچتی ہے اور اس شہر کو اس جڑ کے ذریعہ سے زلزلہ میں لاتا ہوں۔ ذوالقرنین نے جب چاہا کہ واپس ہوں اس فرشتہ سے کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کرو اس نے کہا اپنی روزی کا غم نہ کرو اور آج کے کام کو کل پر نہ اٹھا رکھو اور جو چیز تمہاری ضائع ہو جائے اس کے لئے غم نہ کرو رفق و مدارات کے ساتھ عمل کرو اور جبار ظالم اور صاحب تکبر نہ بنو یہ سن کر ذوالقرنین اپنے اصحاب کی طرف واپس ہوئے اور عنانِ عزیمت مشرق کی جانب پھیری اور جو گروہ ان کے اور مشرق کی جانب آباد تھا اس کی تلاش کرتے تھے اور پھر ہدایت کرتے تھے اسی طریقہ سے جس طرح جانب مغرب کی اُمتوں کی ہدایت کی تھی اور ان جماعتوں سے قبل ان کو مطیع کیا تھا جب مشرق و مغرب سے فارغ ہوئے اس سد کی جانب متوجہ ہوئے جس کا تذکرہ خدا نے قرآن میں کیا ہے اور اس جگہ ایسے لوگوں سے ملاقات کی جو کوئی زبان نہیں سمجھتے تھے اور سد اور اُن لوگوں کے درمیان ایک قوم آباد تھی جس کو یاجوج ماجوج کہتے تھے جو چوپایوں سے مشابہ تھے کھاتے پیتے تھے ان کے بچے بھی ہوتے تھے ان میں نر و مادہ تھے ان کا چہرہ جسم اور خلقت انسان سے مشابہ تھی لیکن انسان سے بہت چھوٹے ہوتے تھے بلکہ اطفال کے برابر تھے۔ اور پانچ بالشت سے زیادہ بڑے نہیں ہوتے تھے اور خلقت و صورت میں سب کے سب مساوی ہوتے سب عریاں جسم اور برہنہ پا رہتے نہ کپڑے پہنتے نہ پیروں میں جوتے رکھتے اُونٹ کے مانند ان کے بھی کوہان ہوتے جس سے ان کی سردی و گرمی میں حفاظت ہوتی ان کے دو کان ہوتے ایک میں اندر و باہر بال ہوتے اور دُوسرے میں اندر و باہر کوہان رہتے تھے۔ ان کے ناخن کے بجائے چنگل ہوتے تھے درندوں کی طرح ان کے دانت اور کانٹے ہوتے تھے جب وُہ سوتے تو اپنے ایک کان کو بچھا لیتے اور دُوسرے کو اوڑھتے تھے جو ان کے جسم کو سر سے پیر تک چُھپا لیتا تھا۔ ان کی روزی دریائی مچھلیاں تھیں ہر سال ان پر ابر سے مچھلیوں کی بارش ہوتی تھی جس سے ان کی زندگی آسانی اور فارغ البالی سے بسر ہوتی جب وُہ وقت آتا تھا مچھلیوں کے برسنے کے منتظر ہوتے تھے جس طرح انسان بارش آب کا انتظار کرتے ہیں۔ اگر مچھلیوں کی بارش ہو جاتی تھی تو ان میں فراوانی ہوتی اور وُہ فربہ ہوتے



ان کی اولادیں پیدا ہوتیں اور وہ زیادہ ہو جاتے اور ایک سال تک وہ مچھلیاں ان کا ذریعہ معاش ہوتیں پھر وُہ کوئی چیز اس کے علاوہ نہیں کھاتے تھے اور اس قدر زیادہ ہو جاتے کہ ان کی تعداد سوائے خدا کے کوئی احصا نہ کر سکتا تھا اور اگر کسی سال مچھلیوں کی بارش نہ ہوتی تو وہ سب قحط میں گرفتار ہوتے، بھوک سے پریشان ہوتے ان کی نسل اور اولادیں منقطع ہو جاتیں ان کی عادت تھی کہ وُہ چوپایوں کی طرح راستہ چلتے اور جہاں چاہتے جماع کرتے۔ جس سال ان پر مچھلیاں نہیں برستی تھیں بھوکے ہوتے تھے اور شہروں کی جانب رُخ کرتے تھے جس جگہ پہنچ جاتے تھے فساد کرتے تھے کسی چیز کو نہیں چھوڑتے تھے ان کا فساد ٹڈیوں اور اولوں اور تمام آفتوں سے بہت زیادہ تھا اور وہ سب جس زمین کی طرف رُخ کرتے وہاں کے باشندے اپنے مکانوں کو چھوڑ کر باہر بھاگ جاتے اور اس زمین کو خالی کر دیتے تھے کیونکہ کوئی ان سے مقابلہ نہیں کر سکتا تھا وہ جس مقام پر وارد ہوتے تھے اس پر اس طرح چھا جاتے تھے کہ کسی کو وہاں پیر رکھنے اور بیٹھنے کی جگہ نہیں رہتی تھی۔ خدا کی مخلوق میں کوئی ان کی تعداد نہیں جانتا تھا اور ممکن نہ تھا کہ کوئی ان کی طرف نظر کر سکتا یا ان کے پاس جا سکتا کیونکہ وہ نہایت کریہہ منظر اور نجاست و کثافت وغیرہ سے آلودہ ہوتے تھے اس سبب سے لوگوں پر غالب ہوتے تھے۔ جس وقت کہ وہ کسی طرف کا رخ کرتے تھے ان کی آواز سو فرسخ کی مسافت سے مثل آندھی اور سخت بارش کی آواز کے ان کی تعداد کی زیادتی کے سبب سے سنائی دیتی تھی اور جس شہر میں وارد ہوتے تھے ان کا ایک ہمہمہ مثل شہد کی مکھیوں کی آواز کے بلکہ اس سے زیادہ شدید اور سخت ہوتا تھا کہ ان کی آواز کے مقابلہ میں کوئی آواز نہیں سُنائی دے سکتی تھی جب وُہ کسی زمین کا رُخ کرتے تھے تو تمام جانور اور درندے اس زمین سے بھاگ جاتے تھے کیونکہ اس ساری زمین پر وُہ بھر جاتے تھے کہ کسی دُوسرے حیوان کے لیئے جگہ نہ رہتی تھی۔ ایک امر اُن میں سب سے زیادہ عجیب یہ تھا کہ ان میں سے ہر ایک اپنے مرنے کا وقت جانتا تھا کیونکہ ان کے نر و مادہ میں سے کوئی اس وقت تک نہ مرتا جب تک کہ اس کے ہزار فرزند نہ ہو جاتے جب ہزار فرزند ہو جاتے تو وہ سمجھ لیتا کہ اب مرنا چاہیئے پھر وُہ ان کے درمیان سے نکل جاتا اور مرنے کے لئے ہاتھ پیر پھیلا دیتا تھا۔ وُہ سب ذوالقرنین کے زمانہ میں شہروں میں وارد ہوئے تھے اور ایک مقام سے دُوسرے مقام پر جاتے تھے اور شہروں کو خراب کرتے پھرتے تھے اور ایک قوم کے پاس سے دُوسری قوم کی طرف رُخ کرتے اور باشندوں کو ان کے شہروں سے نکالتے رہتے تھے اور

جس طرف متوجہ ہوتے تھے رُخ نہیں پھیرتے تھے اور داہنی اور بائیں جانب متوجہ نہیں ہوتے تھے جب اس قوم نے جس کے پاس ذوالقرنین پہنچے تھے ان کی آواز سنی سب کے سب نے ذوالقرنین کے پاس جمع ہو کر فریاد کی کہ ہم نے سُنا ہے جو کچھ خدا نے آپ کو عطا فرمایا ہے مثل بادشاہی اور ملک وسلطنت کے اور جو دبدبہ وہیبت اس نے آپ کو بخشی ہے اور نور وظلمت اور اہلِ زمین کے لشکروں سے جس طرح آپ کی مدد کی ہے ہم یاجُوج اور ماجُوج کے ہمسایہ واقع ہُوئے ہیں اور ان کے اور ہمارے درمیان اس پہاڑ کے سوا کوئی آڑ اور روک نہیں ہے ہمارے اور ان کے درمیان ان دونوں پہاڑوں کے درمیان سے راہ ہے اگر وہ ہماری طرف رُخ کریں گے ہم کو ہمارے مکانوں سے نکال دیں گے۔ ہم ان کے سامنے ٹھہرنے کی تاب نہیں رکھتے۔ وہ بے انتہا مخلوق ہیں انسانوں کی سی صورت رکھتے ہیں لیکن مثل چوپایوں کے اور درندوں کے گھاس کھاتے ہیں۔ اور حیوانوں اور جانوروں کو درندوں کی طرح پھاڑ ڈالتے ہیں سانپ اور بچھو اور تمام حشرات الارض بلکہ ہر ذی رُوح کو کھا جاتے ہیں اور مخلوقات خدا میں سے کوئی مخلوق ان سے زیادہ نہیں ہوتی ہم جانتے ہیں کہ زمین ان سے بھر جائے گی اور وہ اس پر بسنے والوں کو نکال دیں گے۔ اور زمین میں فساد کریں گے۔ ہم ہر وقت خائف ہیں کہ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان سے ہماری طرف ظاہر ہوں گے۔ خدا نے آپ کو تدبیر وقوت عطا کی ہے کہ اس کے مثل تمام عالم میں کسی کو نہیں عطا کی۔ کیا ہم آپ کے لئے کچھ چندہ جمع کر دیں۔ تاکہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دیں ذوالقرنین نے کہا خدا نے جو کچھ مجھے عطا کیا ہے اس چندہ سے بہتر ہے جو تم لوگ مجھے دو گے بلکہ تم مجھے اپنی قوت سے مدد دو تاکہ تمہارے اور ان کے درمیان میں ایک سد تیار کر دوں۔ لوہے کی سلیں لاؤ۔ ان لوگوں نے کہا کہاں سے لائیں اتنے لوہے اور تانبے کہ اس سد کے لیئے کافی ہو فرمایا کہ تم کو لوہے اور تانبے کی کانیں بتلاتا ہوں کہا کس طرح ان میں سے لوہے اور تانبے کو کاٹیں گے پس ان کے لیئے دُوسرے معدن کو زمین کے نیچے سے باہر نکالا جس کو سامور کہتے تھے وہ تمام چیزوں سے زیادہ سفید تھا اس میں سے جس قدر بھی کسی چیز پر ڈال دیتے تھے۔ اس کو وہ پگھلا دیتا تھا۔ اسی سے چند آلات تیار کئے۔ جس سے وہ لوگ معدنوں میں کام کرتے تھے اور اسی آلہ سے حضرت سلیمانؑ بیت المقدس کے لیئے ستون اور ان پتھروں کو کاٹتے تھے جو شیاطین ان کے لیئے لائے تھے غرض کہ ان لوگوں نے تانبا اور لوہا ذوالقرنین کے پاس اس قدر جمع کیا جو سد کیلئے کافی تھا!



پھر لوہے کو پگھلایا اور اس کے ٹکڑے پتھر کی سلوں کی طرح بنائے اور دیوار میں پتھر کے بجائے ان ہی ٹکڑوں کو چُنا اور تانبے کو پگھلا کر مٹی کے بجائے ان آہنی ٹکڑوں کے درمیان میں رکھا۔ دونوں پہاڑوں کے درمیان ایک فرسخ کا فاصلہ تھا ذوالقرنین نے فرمایا تو اس دیوار کے لئے بنیاد کھودی یہاں تک کہ زمین کے نیچے پانی تک پہنچا یا اور سد کی چوڑائی ایک میل تک قائم کی اور آہنی ٹکڑوں کو ایک دُوسرے پر چُن کر تانبے کو پانی کی طرح پگھلا کر اس میں ڈالا گویا کہ ایک طبقہ مس کا تھا۔ اور ایک آہن کا یہاں تک کہ وہ دیوار ان دونوں پہاڑوں کے برابر ہوگئی اور وہ چمکدار کپڑے کی طرح تانبے کی سرخی اور لوہے کی سیاہی کے سبب سے سُرخ وسیاہ معلوم ہوتی تھی۔ یاجوج وماجوج ہر سال اس سد کے قریب آتے ہیں۔ کیونکہ وُہ شہروں میں گشت کرتے رہتے ہیں۔ جب سد کے نزدیک پہنچتے ہیں وہ مانع ہوتی ہے پھر واپس چلے جاتے ہیں۔ اور ہمیشہ اسی حال پر قیامت کے قریب تک رہیں گے یہاں تک کہ آثار قیامت ظاہر ہوں اور قیامت کی علامتوں میں سے ایک قائم آلِ محمد صلوات اللہ علیہ کا ظہور ہے اس وقت حق تعالیٰ سد کو ان کے لیئے کھول دے گا۔ جیسا کہ فرمایا ہے کہ جس وقت یاجُوج وماجُوج رہا کئے جائیں گے۔ اور وہ ہر بلندی سے تیزی کے ساتھ روانہ ہوں گے۔ [1]

# باب دہم حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السّلام کے حالات

بسند صحیح حمزۂ ثمالی سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ ایک بار جمعہ کے روز میں نے صبح کی نماز حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام کے ساتھ مدینہ کی مسجد میں ادا کی حضرت نماز سے فارغ ہو کر دولتکدہ پر تشریف لے گئے۔ میں بھی ان حضرت کے ساتھ گیا۔ حضرت نے اپنی ایک کنیز کو جس کا نام سکینہ تھا طلب کیا اور فرمایا کہ جو سائل ہمارے مکان کے دروازے سے گذرے اس کو کھانا کھلانا کیونکہ آج روز جمعہ ہے۔ میں نے عرض کی کہ ایسا تو نہیں ہے کہ ہر سوال کرنے والا مستحق بھی ہو فرمایا کہ اے ثابت میں ڈرتا ہوں کہ اس صُورت میں بعض ان میں سے جو مستحق ہیں ہیں اُن کو بھی نہ دُوں اور رَد کر دوں تو مجھ پر بھی نازل ہو وہ بلا جو یعقوبؑ اور آلِ یعقوبؑ پر نازل ہُوئی۔ یقیناً

[1] قول مؤلف۔ اس کے بعد جو کچھ وہب کی روایت میں گذرا اس روایت میں بھی مذکور تھا لیکن میں نے تکرار کے خیال سے ذکر نہیں کیا اور جو کچھ ان دونوں روایتوں میں سابقہ روایتوں کے خلاف ہے قابلِ اعتبار نہیں۔ ۱۲

کھانا کھلاؤ بہ تحقیق کہ یعقوبؑ ہر روز ایک گوسفند ذبح کرکے اس میں سے کچھ تصدق بھی کرتے سائل کو دیتے اور بقیہ حصّہ میں سے خود کھاتے اور اپنے اہل و عیال کو کھلاتے تھے۔ ایک مرتبہ شب جمعہ افطار کے وقت ایک مسافر مومن غریب روزہ دار سائل جس کی منزلت خدا کے نزدیک بہت عظیم تھی ان کے دروازہ پہ آیا اور آواز دی کہ اپنے کھانے میں سے غریب مسافر بھوکے سائل کو کھانا کھلاؤ۔ یوں ہی کئی بار سوال کیا ان لوگوں نے سُنا لیکن اس کے حق کو نہ پہچانا[1] اور اس کی بات کو باور نہ کیا آخر وہ مایوس ہوا اور رات کی تاریکی نے اس کو گھیر لیا وہ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کہتا اور روتا ہوا واپس چلا گیا اور بھوکا سو گیا دُوسرے روز بھی بھوکا تھا لیکن صبر کیا اور خدا کی حمد بجا لایا۔ یعقوبؑ اور ان کے اہل و عیال رات کو سیر ہو کر سوئے صبح کو ان کے پاس رات کا کھانا بچا ہوا تھا۔ حق تعالیٰ نے اس صبح کو یعقوبؑ پر وحی کی کہ تم نے میرے بندہ کو اس درجہ ذلیل کیا کہ اس کے سبب سے اپنی جانب میرے غضب کا رُخ پھیر لیا اور میرے عذاب کے سزاوار ہوئے لہٰذا میری جانب سے اپنے اور اپنے اہل و عیال پر ابتلا کے منتظر رہو اے یعقوب میرے نزدیک پیغمبروں میں سب سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ گرامی وہ ہے جو میرے مسکین اور عاجز بندوں پر رحم کرے اور ان کو اپنے قرب میں جگہ دے ان کو کھانا کھلائے ان کی اُمیدگاہ اور جائے پناہ ہو اے یعقوبؑ تم نے کیوں رحم نہ کیا میرے غریب بندہ پر جو میری عبادت میں کوشش کرنے والا اور دُنیا کی قلیل مگر حلال چیزوں پر قناعت کرنے والا ہے شب گذشتہ جس وقت کہ تمہارے دروازہ پر وہ گذرا اپنے افطار کے وقت تمہارے گھر میں آواز دی کہ راہ گیر غریب اور قانع سائل کو کھانا کھلاؤ اور تم لوگوں نے اس کو کچھ نہ دیا اس نے اپنے حال کی مجھ سے شکایت کی اور بھوکا سو رہا اور میری حمد بجا لایا پھر دُوسرے روز روزہ رکھا اے یعقوبؑ تم اور تمہارے فرزند سیر ہو کر سو رہے اور صبح تمہارے پاس کھانا بچا ہوا تھا۔ اے یعقوبؑ شاید تم نہیں جانتے کہ میری عقوبت اور بلا بہ نسبت میرے دشمنوں کے میرے دوستوں کو بہت جلد پہنچتی ہے۔ اور یہ میرا لطف و احسان ہے میرے دوستوں کے لئے اور استدراج اور امتحان ہے دشمنوں کے واسطے اپنے عزت کی قسم کھاتا ہوں کہ تم پر بلا نازل کروں گا اور تمہارے فرزندوں کو تیرہائے مصائب کا نشانہ بناؤنگا۔ اور تم کو اپنی طرف سے آزار و مصیبت میں

[1] معلوم ہوتا ہے حضرت یعقوبؑ کے کانوں تک اس کی آواز نہیں پہنچی ورنہ نبی کی شان سے یہ بعید ہے کہ سائل کو محروم واپس کردے۔
لیکن عتاب الٰہی شاید اس وجہ سے ہوا کہ پہلے سے حضرت نے اپنے ملازمین کو تاکید نہ کی ہوگی۔ کہ کسی سائل کو محروم واپس نہ کرنا جس طرح امام زین العابدینؑ نے اپنی کنیز کو تاکید فرمائی (مترجم) ۱۲



گرفتار کروں گا۔ لہٰذا میری بلاؤں کے لئے تیار رہو اور میرے حکم پر راضی رہو اور میری جانب سے مصیبتوں پر صبر کرو۔ ابوحمزہ نے کہا میں آپ پر فدا ہوں کس وقت یوسُفؑ نے وہ خواب دیکھا فرمایا کہ اسی شب کو جبکہ یعقوبؑ اور آلِ یعقوبؑ سیر ہو کر سوئے اور سائل بھوکا سویا یوسفؑ نے خواب دیکھا اور صبح کو اپنے پدر یعقوبؑ سے بیان کیا کہ میں[1] نے خواب میں دیکھا ہے کہ گیارہ ستاروں اور آفتاب و ماہتاب نے مجھے سجدہ کیا۔ جب یعقوبؑ نے یوسفؑ سے اس خواب کو سُنا جو کچھ ان کو وحی ہو چکی تھی کہ بلا پہ مستعد رہنا اس بنا پر یوسفؑ سے کہا کہ اپنے اس خواب کو اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ تمہارے ہلاک کرنے میں کوئی مکر و فریب نہ کریں یوسفؑ نے اس نصیحت پر عمل نہ کیا اور اپنے خواب کو اپنے بھائیوں سے بیان کر دیا۔ حضرت نے فرمایا کہ پہلی جو بلا یعقوبؑ اور آلِ یعقوب پر نازل ہوئی یوسفؑ کے بارے میں ان کے بھائیوں کا حسد تھا۔ اس خواب کے سبب سے جو ان لوگوں نے یوسفؑ سے سُنا تھا۔ اور یعقوبؑ کی رقت یوسفؑ کے لئے زیادہ ہوئی وہ ڈرے کہ جو وحی ان کو کی گئی ہے کہ بلا کے لئے تیار رہنا وہ یوسفؑ کے باب میں ہوگی اور ان کی محبت دُوسرے فرزندوں کی بہ نسبت زیادہ تھی جب برادران یوسفؑ نے دیکھا کہ وہ یوسفؑ پر ان لوگوں سے زیادہ مہربان ہیں اور ان کو زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور ان لوگوں پر ترجیح دیتے ہیں ان پر بہت گراں گذرا۔ اور آپس میں مشورہ کیا کہ ہمارے باپ کو یوسُف اور ان کا بھائی ہم سے زیادہ محبوب ہیں حالانکہ ہم زیادہ قوی اور تنومند ہیں اور باپ کی خدمت کرتے ہیں اور وہ دونوں بچے ہیں وہ ان کا کوئی کام کبھی نہیں کرتے۔ یقیناً اس بارے میں ہمارے باپ کھلی ہوئی غلطی پر ہیں۔ یوسفؑ کو مار ڈالو یا ایسی زمین پر چھوڑ آؤ جو آبادی سے دُور ہو تا کہ پدر بزرگوار کا روئے التفات ہم سب کی طرف رہے یعنی ان کی شفقت ہم سے مخصوص ہو جائے اور پھر وہ کسی دُوسری طرف رُخ نہ کریں پھر اس کے بعد ہم سب نیک اور صالح بن جائیں گے اور توبہ کرلیں گے یہ مشورہ کرکے وہ لوگ اُسی وقت اپنے باپ کی خدمت میں آئے اور کہا اے پدر کیوں ہم لوگوں کے ساتھ یوسُف کو نہیں بھیجتے اور اس کے بارے میں ہم کو امین کیوں نہیں سمجھتے۔ حالانکہ ہم ان کے ناصح اور خیر خواہ ہیں۔ ان کو کل ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ وہ (جنگل کے) میوے کھائیں اور کھیلیں یقیناً ہم لوگ اس کی حفاظت کرنے والے ہیں اس سے کہ کوئی ضرر اس کو پہنچے۔ یعقوبؑ نے فرمایا کہ بے شک اس کا میری نگاہوں سے علیحدہ ہونا میرے صدمہ کا سبب ہوتا ہے میں اس کی مفارقت کی تاب نہیں رکھتا میں

[1] سورۂ یوسفؑ پ ۱۲

ڈرتا ہوں کہ کہیں اس کو بھیڑیا نہ کھا جائے اور تم اس سے غافل رہو غرض کہ یعقوبؑ عذر کرتے تھے کہ
کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا کی جانب سے وہ بلا یوسفؑ سے متعلق ہو چونکہ اُن کو ہر ایک سے بہت زیادہ دوست
رکھتے تھے آخر خدا کی قدرت اس کی قضا اور اس کا حکم جاری یعقوبؑ یوسفؑ اور ان کے بھائیوں کے
باب میں غالب آیا اور حضرت یعقوبؑ اپنی ذات سے اور یوسفؑ سے بلا کو رد نہ کرسکے غرضیکہ یوسفؑ
کو ان کے بھائیوں کے حوالہ کیا باوجودیکہ کراہت رکھتے تھے اور یوسفؑ کے بارے میں خدا کی
جانب سے بلا کے منتظر ہوئے۔ جب وہ لوگ یوسفؑ کو مکان سے لے چلے حضرت یعقوبؑ
بیتاب ہو کر ان کے پیچھے تیزی سے دوڑتے ہوئے پہنچے اور یوسفؑ کو ان سے لے لیا
اور ان کی گردن میں باہیں ڈال کر روئے پھر اُن کو دے دیا اور واپس آئے ادھر وہ
لوگ روانہ ہوئے اور تیزی کے ساتھ یوسفؑ کو لے چلے تاکہ ایسا نہ ہو کہ پھر حضرت یعقوبؑ
آکر ان سے لے لیں اور واپس نہ دیں۔ وہ لوگ ان کو بہت دور ایک جنگل میں لے گئے۔ اور
مشورہ کیا کہ یوسفؑ کو مار کر درخت کے نیچے ڈال دیں رات کو بھیڑیا کھا جائیگا۔ ان میں سب سے
بڑے بھائی نے کہا کہ اگر یہی منظور ہے کہ یوسفؑ کو باپ سے جدا کردیا جائے تو میری بات
اگر مانو تو اس کو قتل نہ کرو بلکہ اس کو قعر چاہ میں ڈال دو تاکہ کسی قافلہ کے لوگ نکال لے جائیں
یہ مشورہ کرکے یوسفؑ کو کنوئیں پر لے گئے اور اس میں گرا دیا۔ ان کا خیال تھا کہ یوسفؑ غرق ہو
جائیں گے۔ جب وہ کنوئیں کی تہہ میں پہنچے ان لوگوں کو آواز دی کہ اے فرزندانِ رومیں میرا
سلام میرے پدر کی خدمت میں پہنچا دینا جب ان کی آواز سنی ایک نے دوسرے سے
کہا کہ اس جگہ سے حرکت نہ کرو جب تک کہ معلوم نہ ہو جائے کہ وہ مرگیا۔ آخر وہ وہاں شام
تک ٹھہرے اور سونے کے وقت روتے ہوئے باپ کی خدمت میں واپس آئے اور کہا کہ
بابا جان ہم لوگ یوسفؑ کو لے کر گئے اس کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا اور خود ادھر اُدھر
دوڑنے اور تیر اندازی کرنے لگے اتنے میں بھیڑیا آکر اس کو کھا گیا۔ باپ نے جب اُن کا
کلام سنا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ راجعون کہہ کر روئے اور سمجھ گئے کہ یہ وہی امتحان وابتلا ہے۔ جسکی
خبر بذریعہ وحی خدا نے دیدی تھی کہ بلا پر تیار رہو لہٰذا صبر کیا اور مصیبت پر آمادہ ہوگئے اور
ان لوگوں سے فرمایا کہ (جو کچھ تم کہتے ہو ایسا نہیں ہے) بلکہ تمہارے نفسوں نے ایک حیلہ کو
تمہارے لئے زینت دیدی ہے خدا کبھی یوسف کا گوشت بھیڑیئے کو کھانے کے لئے نہ
دے گا۔ قبل اس کے کہ میں اس سچے خواب کی تعبیر مشاہدہ نہ کرلوں جو یوسفؑ نے دیکھا تھا جب
صبح ہوئی بھائیوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ آؤ چل کر دیکھیں کہ یوسفؑ کس حال میں ہیں آیا
مرگئے یا زندہ ہیں جب کنوئیں پر پہنچے راہگیروں کی ایک جماعت کو دیکھا کہ کنوئیں پر جمع



ہیں۔ اس جماعت نے پہلے کسی کو پانی لانے کے لئے کنوئیں پر بھیجا تھا اس نے ڈول کنوئیں میں ڈالا تو
حضرت یوسفؑ اس ڈول سے لپٹ گئے اس نے ڈول اوپر نکالا اس میں ایک نہایت حسین وجمیل
لڑکے کو دیکھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی کہ خوش خبری ہو تم کو کہ یہ طفل کنوئیں سے نکلا
ہے۔ اسی وقت یوسفؑ کے بھائی پہنچ گئے اور کہنے لگے کہ یہ ہمارا غلام ہے کل اس کنوئیں میں گر
گیا تھا آج ہم لوگ آئے ہیں کہ اس کو نکالیں یہ کہہ کر یوسفؑ کو ان سے لے لیا اور ایک طرف
لے گئے اور کہا اگر تم ہماری غلامی کا اقرار نہ کروگے تو ہم تم کو مار ڈالیں گے۔ یوسفؑ نے کہا کہ
مجھ کو قتل نہ کرو اور جو کچھ چاہو کرو۔ پھر ان کے بھائی اُن کو قافلہ والوں کے پاس لے گئے اور
کہا کہ اس غلام کو ہم سے خرید لو۔ یہ سن کر ان میں سے ایک شخص نے بیس درہم کے عوض
یوسفؑ کو خرید کیا۔ یوسفؑ کے بھائی یوسفؑ کے لیئے راہ داروں میں سے تھے یعنی
ان کی شان سے واقف نہ تھے کہ اس قدر کم قیمت پر فروخت کر دیا اور جس شخص نے
ان کو خرید کیا تھا مصر لے جا کر وہاں کے بادشاہ کے ہاتھ فروخت کیا جیسا کہ حق تعالےٰ
فرماتا ہے کہ اس شخص نے اپنی بیوی سے کہا جس نے یوسفؑ کو خریدا تھا کہ یوسفؑ کو
عزیز رکھنا شاید ہمارے کاموں میں اس سے کچھ مدد ملے یا یہ کہ ہم اس کو فرزندی میں
لے لیں گے۔ راوی کہتا ہے کہ ابوحمزہ نے امام سے پوچھا کہ یوسفؑ کی کیا عمر تھی
جس روز کہ ان کو کنوئیں میں ڈالا تھا۔ فرمایا کہ نو سال اور بعض روایتوں کی بناء پر سات
سال اور یہ زیادہ صحیح ہے۔ راوی نے پوچھا کہ یعقوبؑ کے مکان سے مصر کا
کیا فاصلہ تھا فرمایا کہ بارہ روز کا اور فرمایا یوسفؑ حسن وجمال میں نظیر نہ رکھتے تھے
جب بالغ ہونے کے قریب پہنچے بادشاہ کی بیوی ان پر عاشق ہوئی اور
کوشش کرتی تھی کہ ان کو راضی کرلے کہ وہ اس کے ساتھ زنا کریں یوسفؑ کہتے
تھے کہ معاذاللہ ہم اس گھر کے رہنے والے ہیں جو زنا نہیں کرتے اس عورت نے
ایک روز دروازوں کو بند کردیا اور کہا خوف نہ کرو اور ان کے سامنے لیٹ گئی یوسفؑ
اپنے کو چھڑا کر دروازے کی طرف بھاگے زلیخا اُن کے پیچھے دوڑی اور ان کے پیراہن
کو پیچھے سے کھینچا یہاں تک کہ ان کے گریبان کو پھاڑ ڈالا۔ یوسفؑ نے اپنے کو پھر چھڑایا
اور پھٹے ہوئے پیراہن کے ساتھ باہر نکل گئے اسی اثنا میں بادشاہ بھی دروازہ پر
آگیا اور ان کو اس حال سے دیکھا عورت نے اپنے گناہ کو رفع تہمت کے لئے یوسفؑ
سے منسوب کیا اور کہا کیا ہے اس کی سزا جو تمہارے اہل سے بدی کا ارادہ کرے سوائے
اس کے کہ اس کو قید خانہ بھیج دیا جائے یا ایک دردناک عذاب اس کو پہنچایا جاوے

بادشاہ نے ارادہ کیا کہ یوسفؑ کو سزا دے حضرت نے کہا بحق خدائے یعقوبؑ میں قسم کھاتا ہوں کہ تیرے اہل سے میں نے بدی کا ارادہ نہیں کیا بلکہ وہ خود مجھ کو لپٹی ہوئی تھی اور معصیت پر آمادہ کرتی تھی میں اس کے پاس سے بھاگ کر آیا ہوں اچھا اس بچہ سے پوچھ لے جو موجود ہے کہ ہم میں سے کس نے دوسرے کا ارادہ کیا تھا۔ اس وقت اس عورت کے پاس ایک شیر خوار بچہ اسی خاندان کا کوئی لیے ہوئے آ گیا تھا۔ خدا نے اس بچہ کو گویا کیا اس نے کہا اے بادشاہ یوسفؑ کے پیراہن کو دیکھئے اگر سامنے سے پھٹا ہوا ہو تو یوسفؑ نے اس کا قصد کیا تھا اور اگر پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو اس نے یوسفؑ کا قصد کیا ہے جب بادشاہ نے اس طفل سے خلافِ عادت یہ بات سنی بہت خائف ہوا پھر پیراہن لایا گیا دیکھا کہ پشت کی جانب پھٹا ہے زوجہ سے کہا یہ تمہارا مکر ہے اور تم عورتوں کے مکر سخت ہیں پھر یوسفؑ سے کہا کہ اس بات سے درگذر کرو اور اس امر کو پوشیدہ رکھنا کہ کوئی شخص تم سے نہ سنے لیکن یوسفؑ نے اس کو مخفی نہ رکھا اور اس کی شہر میں شہرت ہوگئی حتیٰ کہ شہر کی چند عورتوں نے طعنہ زنی کی کہ عزیزِ مصر کی زوجہ اپنے غلام سے عشق بازی کرتی ہے اور اس کو اپنی طرف مائل کرتی ہے جب اس کی اطلاع عزیز کی بیوی کو ہوئی، ایک مجلس آراستہ کی اور سامانِ ضیافت کر کے ان عورتوں کو طلب کیا اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک نارنگی اور ایک چاقو دے دیا۔ اور یوسفؑ کو مجلس میں طلب کیا۔ جب ان عورتوں کی نظر آنحضرت کے جمال پر پڑی ان کی زیبائی اور حسن سے مدہوش ہوگئیں اور نارنگی کے عوض اپنے ہاتھوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور کہا کہ یہ انسان نہیں بلکہ فرشتۂ مقرب ہے۔ پھر عزیزِ مصر کی زوجہ نے اُن سے کہا کہ تم لوگ اس کی محبت پر مجھ کو ملامت کرتی تھیں یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ غرض وہ عورتیں اس مجلس سے واپس گئیں پھر ہر ایک نے پوشیدہ طور سے یوسفؑ کے پاس ایک قاصد بھیجا اور ان سے التماس کیا کہ ان کی ملاقات کو آویں حضرت نے انکار کیا پھر مناجات کی کہ خداوندا میں زندان کو اس سے زیادہ پسند کرتا ہوں کہ وہ عورتیں مجھے بلائیں اگر تو ان کے مکر کو مجھ سے نہ دفع کرے گا تو میں ان کی طرف التفات کروں گا اور نا فہموں میں شامل ہو جاؤں گا تو خدا نے آنحضرت سے ان کے مکر دور کر دیئے جب یوسفؑ اور زنِ عزیز اور ان کا قصہ شہرِ مصر میں شائع ہوا بادشاہ نے باوجودیکہ اس بچہ سے سنا اور سمجھ لیا تھا کہ یوسفؑ کی کوئی خطا نہیں ہے تاہم ارادہ کیا کہ ان کو قید خانہ میں بھیج دے آخر آنحضرت کو قید خانہ میں بھیجا اور وہاں گذرا جو کچھ خدا نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔

علی بن ابراہیمؒ نے جابر سے روایت کی ہے گیارہ ستارے جن کو حضرت یوسفؑ نے



خواب میں دیکھا تھا یہ تھے طارق، جوبان، ذیال، ذوالکتفین، وثاب، قابس، عمودان فیلق، مصبح، صوّع اور ضروغ۔

بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے حضرت یوسفؑ کے خواب کے بارے میں جو انہوں نے دیکھا کہ گیارہ ستاروں اور آفتاب و ماہتاب نے اُن کو سجدہ کیا، یہ تعبیر روایت کی گئی ہے کہ وہ بادشاہ مصر ہوں گے۔ اور ان کے باپ ماں اور بھائی ان کے پاس جائیں گے آفتاب سے مراد یوسف کی ماں تھیں جن کا نام راحیل تھا اور ماہتاب حضرت یعقوبؑ تھے۔ اور گیارہ ستارے ان کے بھائی تھے۔ جب یہ لوگ ان کے پاس پہنچے خدا کے لئے سجدۂ شکر کیا۔ اس سبب سے کہ یوسفؑ کو زندہ دیکھا اور یہ سجدہ خدا کے لئے تھا یوسفؑ کے لئے نہ تھا۔

بسندِ دیگر انہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ یوسفؑ کے پندرہ بھائی تھے۔ بنیامین اور یوسفؑ ایک ماں سے تھے یعقوبؑ کو اسرائیل اللہ کہتے تھے یعنی خدا کے لئے خالص یا خدا کے برگزیدہ یا صرف برگزیدہ وہ اسحٰقؑ کے فرزند تھے اور وہ ابراہیمؑ خلیلِ خدا کے بیٹے تھے۔ یوسفؑ کی عمر نو سال کی تھی جبکہ انہوں نے وہ خواب دیکھا اور یعقوبؑ سے بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ پیارے بیٹے اپنے خواب کو اپنے بھائیوں سے نہ کہنا۔ ورنہ وہ تمہارے ساتھ کوئی فریب کریں گے۔ اور تمہارے دفعیہ کی تدبیر کریں گے کیونکہ شیطان انسان کا دشمن ہے۔ اور دشمنی ظاہر کرنے والا ہے۔ پھر فرمایا جیسا کہ تم نے یہ خواب دیکھا ہے اس سے امید ہے۔ کہ تمہارا پروردگار تم کو برگزیدہ فرمائے گا۔ اور احادیث کی تاویل کی تعلیم یعنی خوابوں کی تعبیر یا اس سے زیادہ عام باتیں اور تمام علومِ الٰہی اور اپنی نعمت یعنی پیغمبری تم پر تمام کرے گا۔ جس طرح کہ تمہارے دو پدر ابراہیمؑ و اسحٰقؑ پر تم سے پہلے تمام کر چکا ہے۔ بہ تحقیق کہ تمہارا پروردگار دانا اور حکیم ہے۔ یوسفؑ حسن و جمال میں اپنے تمام ہمعصروں سے زیادہ تھے اور یعقوبؑ اُن کو بہت دوست رکھتے تھے اور اپنے تمام فرزندوں پر ان کو ترجیح دیتے تھے اس سبب سے ان کے تمام بھائیوں پر حسد غالب آیا اور ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا جیسا کہ خدا نے ذکر کیا ہے کہ یوسفؑ اور ان کا بھائی ہمارے باپ کے نزدیک ہم سے زیادہ محبوب ہیں حالانکہ ہم عُصبہ ہیں حضرت نے پھر فرمایا یعنی ہم ایک جماعت ہیں یقیناً ہمارے باپ اس بارے میں کھلی ہوئی غلطی پر ہیں پھر ان لوگوں نے تدبیر کی کہ یوسفؑ کو مار ڈالیں تاکہ باپ کی شفقت ان سے مخصوص ہو جائے۔ لاوی نے جو ان میں موجود تھے کہا کہ یوسفؑ کا مار ڈالنا مناسب نہیں ہے بلکہ اس کو اپنے باپ کی نگاہوں سے

پوشیدہ کر دیں تاکہ وہ اس کو نہ دیکھیں اور ہم لوگوں پر مہربان ہو جائیں غرضیکہ حضرت کے پاس آئے اور کہا بابا آپ ہم لوگوں کو یوسفؑ کے لئے امین کیوں نہیں سمجھتے حالانکہ ہم اس کے خیر خواہ ہیں اس کو ہمارے ساتھ کل بھیجدیجئے تاکہ وہ گھومے پھرے فرمایا یعنی گوسفند چراوے اور کھیلے یقیناً ہم لوگ اس کے محافظت اور نگہبانی کریں گے۔ خدا نے یعقوبؑ کی زبان پر جاری کیا۔ انہوں نے کہا کہ تمہارا اس کو لے جانا مجھے مغموم کرتا ہے میں ڈرتا ہوں کہ بھیڑیا اس کو نہ کھا جاوے اور تم اس سے غافل رہو ان لوگوں نے کہا کہ اگر بھیڑیا اس کو کھا جائے اور ہماری جماعت اس کے ہمراہ ہے تو یقیناً ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے حضرت نے فرمایا دؔو سے تیرؔہ افراد تک کو عصبہ کہتے ہیں غرض کہ یوسفؑ کو جب لے گئے تو مشورہ کر کے ان کو کنویں کے اندر ڈال دیا۔ اور ہم نے کنویں میں یوسفؑ کو وحی کی کہ تم ان لوگوں کو اس امر کی اس وقت خبر دوگے جبکہ وہ تم کو نہ پہچانیں گے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا کہ جبرئیلؑ ان پر کنویں میں نازل ہوئے اور کہا کہ (خدا فرماتا ہے) کہ ہم تم کو جلالت کے ساتھ عزیز مصر بنائیں گے۔ اور تمہارے بھائیوں کو تمہارا محتاج کریں گے تاکہ وہ تمہارے پاس آویں اور تم ان کو اس برتاؤ کی خبر دو جو آج تمہارے ساتھ ان لوگوں نے کیا ہے اور وہ تم کو نہ پہچانیں گے کہ تم یوسفؑ ہو۔

حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جس وقت کنویں میں اُن پر یہ وحی نازل ہوئی وہ سات سال کے تھے، علی بن ابراہیمؒ کا بیان ہے کہ جب یوسفؑ کو اپنے باپ سے علیحدہ کیا اور ان لوگوں نے چاہا کہ ان کو مار ڈالیں لاوی نے ان سے کہا کہ اگر میری بات مانو تو یوسفؑ کو قتل نہ کرو بلکہ اس کنویں میں ڈال دو تاکہ اس کو کوئی راہ گیر نکال لے جائے، یہ سن کر ان کو کنویں پر لائے اور کہا اپنے کپڑے اتار دو یوسفؑ رونے لگے اور کہا اے میرے بھائیو مجھے برہنہ نہ کرو۔ ان لوگوں میں سے ایک شخص نے چاقو نکال لیا اور کہا اگر کپڑے نہیں اتارو گے تو تم کو مار ڈالوں گا۔ چنانچہ یوسفؑ کا لباس اتارا اور ان کو کنویں میں ڈال دیا اور واپس چلے گئے۔ یوسفؑ نے کنویں میں اپنے پروردگار سے مناجات کی اور کہا اے ابراہیمؑ و اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کے خدا میری کمزوری اور بے بسی اور خورد سالی پر رحم کر، اسی اثناء میں مصر کے ایک قافلہ نے اس چاہ کے قریب قیام کیا اور ایک شخص کو کنویں سے پانی لانے کو بھیجا۔ جب اس نے ڈول کنویں میں ڈالا یوسفؑ اس سے لپٹ گئے ان قافلہ والوں نے ڈول کو اوپر کھینچا۔ تو اس میں ایک طفل کو دیکھا جس کے حسن و جمال کے مانند دنیا کی آنکھوں نے نہ دیکھا تھا وہ



اپنے دوسرے ساتھیوں کے پاس دوڑتے ہوئے گئے اور کہا بشارت ہو کہ ہم نے ایک ایسا حسین و جمیل غلام پایا ہے۔ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت کو اپنا سرمایہ قرار دیں گے۔ جب برادرانِ یوسفؑ کو اس کی اطلاع ہوئی قافلہ والوں کے پاس آئے اور کہا یہ ہمارا غلام ہے بھاگ گیا تھا۔ اور چپکے سے یوسفؑ سے کہا کہ اگر تم ہماری غلامی کا اقرار نہ کرو گے تو ہم تم کو مار ڈالیں گے۔ اہل قافلہ نے یوسفؑ سے پوچھا تو انہوں نے خوف سے کہہ دیا کہ ان لوگوں کا غلام ہوں۔ قافلہ والوں نے کہا کہ کیا اس غلام کو ہمارے ہاتھ بیچو گے ان لوگوں نے کہا ہاں اس شرط پر کہ مصر لے جائیں اور اس شہر میں ظاہر نہ کریں اور ان کو نہایت کم قیمت یعنی اٹھارہ درہم پر فروخت کر دیا۔ کیونکہ وہ یوسفؑ کی قدر نہ جانتے تھے۔

بسند صحیح حضرت امام رضا علیہ السّلام سے روایت ہے کہ وہ قیمت جس کے عوض میں یوسفؑ کو فروخت کیا بیس درہم تھے جو اس زمانہ کے حساب سے ایک ہزار دو سو ستر دینار فلوس ہوتے ہیں۔ اور ابوحمزہ ثمالی کی تفسیر سے منقول ہے کہ جس شخص نے حضرت یوسفؑ کو خریدا کیا اس کا نام مالک بن زعر تھا۔ جس وقت سے خریدا تھا وہ اور اس کے ساتھی آنحضرت کی برکت سے اپنے حالات میں بہتری اور اس سفر میں برکت مشاہدہ کرتے تھے۔ اس وقت تک جبکہ ان کو فروخت کیا پھر وہ برکت ان سے زائل ہو گئی۔ اور برابر مالک کا دل یوسفؑ کی طرف مائل تھا اور وہ آثارِ جلالت و بزرگی ان کی جبین سے مشاہدہ کرتا تھا۔ ایک روز یوسفؑ سے اس نے کہا کہ مجھ سے اپنا نسب بیان کرو کہا میں یعقوبؑ کا فرزند یوسفؑ ہوں اور وہ اسحٰقؑ بن ابراہیمؑ کے بیٹے ہیں یہ سن کر مالک نے ان کو گود میں لے لیا اور رونے لگا۔ اور کہا میرے کوئی فرزند پیدا نہیں ہوا میں چاہتا ہوں کہ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ مجھے لڑکے کرامت فرمائے اور سب پسر ہوں، حضرت یوسفؑ نے دعا کی تو خدا نے اس کو بارہ مرتبہ فرزند عطا فرمائے اور ہر مرتبہ جوڑواں لڑکے پیدا ہوئے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب برادرانِ یوسفؑ نے چاہا کہ یعقوبؑ کے پاس واپس جائیں یوسفؑ کے کپڑوں کو خون میں آلودہ کیا تاکہ باپ سے کہیں کہ یوسفؑ کو بھیڑیے نے پھاڑ ڈالا۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا کہ ایک بکری کے بچے کو ذبح کر کے ان کے کپڑے کو اس کے خون میں آلودہ کیا تو لاوی نے ان سے کہا۔ بھائیو ہم یعقوبؑ اسرائیل خدا بن اسحٰقؑ پیغمبر خدا پسر ابراہیمؑ خلیل خدا کے فرزند ہیں۔ کیا تم لوگ گمان کرتے ہو کہ خدا اس خبر کو ہمارے باپ سے پوشیدہ رکھے گا ان لوگوں نے کہا کہ پھر کیا تدبیر کرنا چاہیئے اس نے کہا آؤ غسل کر کے نماز جماعت ادا کریں اور خدا سے تضرع و زاری کریں کہ اس خبر کو ہمارے باپ سے پوشیدہ رکھے یقیناً خدا بخشنے والا مہربان ہے پس اٹھے اور غسل کیا۔ اور

ابراہیمؑ و یعقوبؑ کی سنّت یہ تھی کہ جب تک گیارہ افراد جمع نہ ہوں نماز جماعت نہیں ہوسکتی تھی۔ اور وہ دس ہی آدمی تھے ان لوگوں نے کہا اب کیا کریں امام جماعت نہیں لاوی نے کہا ہم خدا کو اپنا امام قرار دیتے ہیں۔ غرضیکہ نماز ادا کی اور بارگاہِ خدا میں گریہ وزاری کی کہ اس خبر کو ان کے پدر سے پوشیدہ رکھے پھر رات کو سونے کے وقت اپنے باپ کی خدمت میں روتے ہوئے آئے اور یوسفؑ کے خون آلود پیراہن کو دکھا کر کہا اے پدر ہم ادھر اُدھر دوڑنے اور سیر و تفریح میں مشغول تھے یوسفؑ کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ بھیڑیئے نے اس کو پھاڑ ڈالا لیکن آپ کو ہماری بات کا اعتبار نہ ہوگا گو کہ ہم راست گو ہیں۔ یعقوبؑ نے فرمایا کہ تمہارے لیئے تمہارے نفسوں نے کسی امر کی زینت دی ہے لہٰذا میں صبر جمیل کرتا ہوں اور خدا سے مدد طلب کرتا ہوں کہ مجھے صبر عطا فرمائے اس پر کہ جو کچھ تم یوسفؑ کے بارے میں کہتے ہو پھر یعقوبؑ نے کہا کہ اس بھیڑیئے کا غضب یوسفؑ پر کس قدر شدید تھا اور کس قدر مہربان تھا اس کے کپڑوں پر کہ یوسفؑ کو کھا لیا اور اس کے کپڑوں کو پھاڑا تک نہیں۔ مختصر یہ کہ وہ قافلہ والے یوسفؑ کو مصر لے گئے اور عزیز مصر کے ہاتھ ان کو فروخت کیا عزیز نے جب یوسفؑ کے حسن و جمال کو دیکھا عظمت و جلال کا نور ان کے جبین سے مشاہدہ کیا اور اپنی زوجہ زلیخا سے سفارش کی کہ ان کو عزّت و محبّت کے ساتھ رکھیں۔ شاید ان سے ہم کو کچھ نفع حاصل ہو یا ہم ان کو اپنا فرزند قرار دیں گے کیونکہ عزیز کے کوئی فرزند نہ تھا۔ پس ان دونوں نے یوسفؑ کو گرامی رکھا اور ان کی تربیت کی جب وہ سن بلوغ کو پہنچے عزیز کی بیوی ان پر عاشق ہوئی اور ہر عورت جو یوسف کو دیکھتی تھی ان کے عشق سے بے تاب ہوجاتی تھی۔ اور کوئی مرد ان کو نہیں دیکھتا تھا۔ مگر یہ کہ ان کی محبّت میں بیقرار ہوتا تھا حضرت کا روئے نورانی چودھویں کے چاند کی مانند تھا۔ زلیخا کوشش کرتی تھیں کہ یوسفؑ کو اپنی طرف مائل کرلیں اور ان کے ساتھ ہم بستر ہوں یہاں تک کہ ایک روز دروازوں کو بند کیا اور کہا کہ جلد آکر میرے مقصد کو پورا کرو، یوسفؑ نے کہا میں اس عمل قبیح سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں جس کے لئے تو مجھ کو آمادہ کرتی ہے تیرے شوہر عزیز نے میری تربیت کی ہے اور مجھ کو گرامی رکھتے ہیں یقیناً خدا ستم گاروں کو نجات نہیں دیتا لیکن وہ یوسفؑ سے لپٹ گئیں اسی حال میں یوسفؑ نے مکان کے ایک گوشہ میں یعقوبؑ کی صورت دیکھی کہ اپنی انگلی کو دانت سے کاٹتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ اے یوسفؑ تمہارا نام آسمان میں پیغمبروں کی جماعت میں لکھا ہے ایسا فعل نہ کرو کہ زمین میں تم کو زناکاروں میں لکھیں اور دوسری حدیث میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول



ہے کہ زلیخا نے جب یوسفؑ کا ارادہ کیا اس مکان میں ایک بُت تھا وہ اٹھیں اور اس بُت پر پردہ ڈال دیا یوسفؑ نے کہا یہ کیا کرتی ہے کہا اس بُت پر پردہ ڈالتی ہوں تاکہ ہم کو اس حال سے نہ دیکھے کیونکہ میں اس سے شرم کرتی ہوں۔ یوسفؑ نے کہا کہ تو اس بُت سے شرم کرتی ہے جو نہ دیکھتا ہے اور نہ سُنتا ہے اور میں اپنے پروردگار سے شرم نہ کروں جو ہر ظاہر و پوشید پر مطلع ہے پھر جست کی اور بھاگے زلیخا اُن کے پیچھے دوڑیں اسی حال میں عزیز مکان کے دروازہ میں داخل ہوئے۔ زلیخا نے عزیز سے کہا کہ اس شخص کی کیا سزا ہے جو تمہاری زوجہ کے ساتھ بدی کا ارادہ کرے سوائے اس کے کہ اس کو زندان میں بھیجو، یا دردناک عذاب میں مبتلا کرو یوسفؑ نے عزیز سے کہا کہ اسی نے میری نسبت یہ ارادہ کیا ہے۔ وہیں گہوارہ میں ایک بچّہ تھا خدا نے یوسفؑ کو الہام کیا تو عزیز سے کہا کہ اس بچّہ سے جو گہوارہ میں ہے پوچھ لو یہ گواہی دے گا کہ میں نے خیانت نہیں کی ہے جب عزیز نے بچّہ سے سوال کیا حق تعالیٰ نے اس کو گہوارہ میں یوسفؑ کے لئے گویا کیا اس نے کہا کہ اگر یوسفؑ کا پیراہن سامنے سے پھٹا ہوا ہے تو زلیخا سچ کہتی ہے اور یوسفؑ جھوٹے ہیں اور اگر یوسفؑ کا پیراہن پشت سے پھٹا ہوا ہے تو زلیخا جھوٹ کہتی ہے۔ اور یوسفؑ سچے ہیں عزیز نے یوسفؑ کے پیراہن کو دیکھا کہ پیچھے سے پھٹا ہُوا ہے تو زلیخا سے کہا کہ یہ تمہارا مکر ہے۔ اور تم عورتوں کا مکر تو بہت عظیم ہے۔ پھر یوسفؑ سے کہا کہ اس بات سے درگذر کرو۔ اور کہیں ذکر نہ کرنا اور زلیخا سے کہا کہ اپنے گناہ سے توبہ کر کیونکہ تو خطا کاروں میں سے ہے۔ پھر یہ خبر شہر مصر میں مشہور ہوئی اور عورتیں زلیخا کے عشق کا چرچا کرکے اس کو ملامت کرنے لگیں۔ جب زلیخا نے سُنا تو ان عورتوں کو طلب کیا اور ایک مجلس آراستہ کی اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک چھری اور ایک ترنج دیدی اور کہا اس کو ٹکڑے ٹکڑے کرو۔ اسی وقت یوسفؑ سے کہا کہ مجلس میں داخل ہوں جب عورتوں کی نظر یوسفؑ کے جمال پر پڑی ہاتھ اور ترنج میں تمیز نہ ہوئی اور اپنے ہاتھوں کو پارہ پارہ کر ڈالا۔ اس وقت زلیخا نے ان سے کہا کہ مجھے معذور رکھو یہ ہے اس کا نتیجہ کہ تم اس کی محبّت میں مجھ کو ملامت کرتی تھیں میں اس کو اپنی طرف بلاتی ہوں۔ اور وہ مجھ سے گریز کرتا ہے اگر وہ میرا حکم نہ مانے گا تو ذلت کے ساتھ اس کو قید کروں گی۔ عورتیں وہاں سے اپنے گھر گئیں اور رات نہیں ہونے پائی تھی کہ ان عورتوں میں سے ہر ایک نے یوسفؑ کے پاس قاصد بھیجے۔ اور ان کو اپنے پاس بُلایا۔ یوسفؑ پریشان ہوئے۔ اور خدا سے مناجات کی کہ خداوندا قید خانہ میں مجھ کو جانا اس سے زیادہ محبوب ہے جس کے لئے یہ عورتیں مجھے طلب کرتی ہیں اگر تو ان کے مکر کو مجھ سے نہ دفع کرے گا۔ تو میں ان کی

طرف مائل ہو جاؤں گا۔ اور نادانوں میں شامل ہو جاؤں گا حق تعالیٰ نے اُن کی دُعا مستجاب کی اور ان عورتوں کے حیلوں اور مکاریوں کو ان سے دفع کیا پھر زلیخا نے حکم دیا تو یوسفؑ کو زندان میں لے گئے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے دلوں میں گذرا بعد ان نشانیوں کے جو ان لوگوں نے یوسفؑ کی پاکدامنی پر مشاہدہ کیں تو یوسفؑ کو ایک مُدّت کے لئے زندان میں بھیجد یا۔ حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام نے فرمایا کہ وہ آیتیں بچہ کا گہوارہ میں گواہی دینا اور پیراہن یوسفؑ کا پیچھے سے پھٹنا اور یوسفؑ کے پیچھے زلیخا کا دوڑنا تھیں غرض جب یوسفؑ نے زلیخا کے قول کو قبول نہ کیا اس نے مکاریاں شروع کیں آخر اس کے شوہر نے یوسفؑ کو قید خانہ میں بھیجد یا۔ یوسفؑ کے ساتھ بادشاہ کے غلاموں میں سے دو جوان بھی زندان میں بھیجے گئے تھے۔ جن میں ایک خبّاز (نان پز) تھا دوسرا ساقی دوسری روایت کی بنا پر یہ ہے کہ بادشاہ نے دو شخصوں کو یوسفؑ پر موکل کیا کہ اُن کی محافظت کریں۔ جب وُہ زندان میں داخل ہُوئے یوسفؑ سے پُوچھا کہ تم کیا ہنر جانتے ہو کہا میں خواب کی تعبیر کا علم جانتا ہوں تو ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ انگور شراب کے لیئے میں نے نچوڑا۔ یوسفؑ نے کہا زندان سے رہا کئے جاؤگے اور بادشاہ کے ساقی ہوگے اور تمہاری منزلت ان کے نزدیک بلند ہوگی۔ پھر دُوسرے نے کہا جو خبّاز تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ پیالے میں چند روٹیاں تھیں۔ جن کو میں سَر پر رکھے ہُوئے تھا اور پرند اس کو کھا رہے تھے۔ اس نے خواب نہیں دیکھا تھا جھوٹ بیان کیا۔ یوسفؑ نے اس سے کہا کہ بادشاہ تجھ کو قتل کرے گا۔ اور دار پر کھینچے گا اور طائر تیرے سر کا مغز کھائیں گے یہ سُن کر اس مَرد نے کہا کہ میں نے تو جھوٹ کہا ہے۔ خواب نہیں دیکھا تھا۔ یوسفؑ نے کہا جو کچھ میں نے تم لوگوں سے کہہ دیا ہے وہ یقیناً واقع ہوگا۔

یوسفؑ ہمیشہ زندان والوں کے ساتھ نیکی کرتے تھے اور بیماروں کی خبر گیری کرتے اور محتاجوں کی مدد کرتے تھے قید خانہ میں ان لوگوں کے لئے جگہ کو وسیع رکھتے تھے آخر بادشاہ نے اس شخص کو طلب کیا جس نے خواب میں انگور نچوڑنا دیکھا تھا تاکہ اس کو قید سے رہا کرے۔ یوسفؑ نے اس سے کہا کہ جب بادشاہ کے پاس پہنچنا میرا بھی ذکر کرنا لیکن شیطان نے اس کے دل سے فراموش کر دیا۔ کہ بادشاہ کے سامنے ذکر کرتا اور اس کے بعد برسوں یوسفؑ زندان میں رہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جبرئیلؑ یوسفؑ کے پاس زندان میں آئے اور کہا اے یوسفؑ خداوند عالم تم کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں نے اپنی مخلوق میں سب سے بہتر تم کو قرار دیا ہے یہ سُن کر یوسفؑ روئے اور اپنے رخساروں کو زمین پر رکھا اور کہا تو ہی میرا



پالنے والا ہے پھر جبرئیلؑ نے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ تم کو تمہارے پدر کے نزدیک بہ نسبت تمہارے بھائیوں کے محبوب بنایا یوسفؑ نے اپنے رخساروں کو زمین پر رکھا اور کہا تو ہی میرا پروردگار ہے جبرئیلؑ نے کہا خدا فرماتا ہے کہ میں نے تم کو کنوئیں سے باہر نکالا اس کے بعد جبکہ تم کنوئیں میں ڈال دیئے گئے تھے اور تم کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو چکا تھا یوسفؑ نے پھر رخساروں کو زمین پر رکھا فریاد کی اور کہا تو ہی میرا پالنے والا ہے جبرئیلؑ نے پھر کہا یقیناً خدا نے تمہارے لئے اس وجہ سے ایک سزا قرار دی ہے کیونکہ تم نے اس کے سوا دوسرے سے مدد طلب کی۔ لہٰذا اتنے سال زندان میں اور رہو جب وہ مدت ختم ہوئی اور اُن کو اجازت دی گئی کہ دُعائے فرج پڑھیں انہوں نے اپنے رخساروں کو زمین پر رکھا اور کہا اَللّٰھم ان کانت ذنوبی قد اخلقت وجھی عندك فانی اتوجہ الیك بوجہ ابائی الصالحین ابراھیم واسحٰق ویعقوب۔ یعنی خداوندا اگر میرے گناہوں نے میرے چہرے کو تیرے نزدیک ذلیل کر دیا ہے تو بیشک میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اپنے آبائے صالحین ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ کی رو سے۔ تو خدا نے ان کو نجات دی اور زندان سے رہائی بخشی۔

راوی نے کہا یا حضرت میں آپ پر فدا ہوں کیا ہم لوگ بھی اس دُعا کو پڑھیں فرمایا کہ اس دُعا کو پڑھو اور یوں کہو۔ اَللّٰھم ان کانت ذنوبی قد اخلقت وجھی عندك فانی اتوجہ الیك بنبیّك نبیّ الرحمۃ صلی اللہ علیہ واٰلہ وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین والائمۃ علیھما لسلام۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ بادشاہ نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ سات فربہ گایوں کو سات لاغر گائیں کھا رہی ہیں اور سات سبز بالیاں دیکھیں کہ جن پر سات خشک بالیاں لپٹی ہوئی تھیں اور ان پر غالب تھیں اس نے اپنے وزیروں سے اس کی تعبیر دریافت کی وُہ لوگ کچھ نہ سمجھ سکے، اور کہا کہ یہ خواب پریشان ہے۔ اور پریشان خوابوں کی تعبیر ہم لوگ نہیں جانتے اس وقت وہ شخص جس کے خواب کی تعبیر یوسفؑ نے بیان کی تھی اور وہ جب زندان سے رہا ہُوا تھا اور یوسفؑ نے اس سے کہا تھا کہ بادشاہ سے ان کا ذکر کرے۔ بادشاہ کے پاس موجود تھا اس کو سات برس زندان سے رہا ہوئے گذر رہے تھے کہ اس کے بعد اب یوسفؑ اس کو یاد آئے اس نے بادشاہ سے کہا کہ میں آپ کو اس خواب کی تعبیر سے ابھی آگاہ کرتا ہُوں مجھے زندان میں بھیجئے تاکہ یوسفؑ سے دریافت کروں غرض وُہ یوسفؑ کے پاس آیا اور کہا اے راست گو راست کردار یوسفؑ ہم کو آگاہ کرو اُن سات فربہ گایوں کے بارے میں جن کو سات لاغر گائیں کھاتی ہیں اور گیہوں کی سات سبز و خشک بالیوں سے تاکہ میں بادشاہ اور

اس کے ارکان سلطنت کو آگاہ کروں شاید کہ وہ لوگ تمہاری بزرگی اور فضیلت یا تعبیر خواب کو سمجھیں
یوسفؑ نے کہا چاہیے۔ کہ سات برس تک متواتر نہایت اہتمام سے زراعت کرو اور جو کچھ اس مدت میں
حاصل کرو جمع کرو ان کو کاٹ کر صاف نہ کرو تاکہ اس میں کیڑے نہ پڑیں اور ضائع نہ ہو اور اس مدت میں کم
کھاؤ پھر اس کے بعد دوسرے سات سال آئیں گے جن میں شدید قحط پڑے گا اور وہی ذخیرہ جو
سات سال قبل کیا گیا ہے اس قحط کے زمانہ میں کفایت کرے گا۔ پھر اس کے بعد ایک سال آئے
گا جس میں بارش بہت ہوگی اور کافی پھل اور غلہ پیدا ہوگا۔ یہ سُن کر وہ شخص بادشاہ کے پاس آیا
اور جو کچھ یوسفؑ نے فرمایا تھا بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ نے کہا یوسفؑ کو میرے پاس لاؤ
اس غرض سے قاصد یوسفؑ کے پاس واپس آیا۔ یوسفؑ نے کہا کہ جا کر بادشاہ سے پہلے یہ
دریافت کرو کہ ان عورتوں کا کیا حشر ہوا جن کو زلیخا نے بلایا تھا۔ اور انہوں نے جب مجھ
کو دیکھا تو اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے یقیناً میرا پروردگا ان کی مکاریوں سے خوب
واقف ہے بادشاہ سے کہو کہ ان عورتوں کو طلب کرے اور زلیخا کا اور میرا حال ان سے
معلوم کرے وہ عورتیں اس بات سے آگاہ ہیں۔ جس کے سبب سے میں قید خانہ میں آیا
کیونکہ ان کی اور زلیخا کی خواہش کو میں نے قبول نہیں کیا تھا۔ عزیز نے ان عورتوں کو
طلب کیا اور پوچھا کہ تمہارا کیا معاملہ تھا جس وقت کہ یوسفؑ کو تم لوگ اپنی طرف مائل
کرتی تھیں ان عورتوں نے کہا کہ ہم خدا کی تنزیہ کرتے ہیں۔ اور یوسفؑ سے کوئی بدی
نہیں جانتے۔ زلیخا نے کہا کہ اب تو حق ظاہر ہوگیا۔ سچ یہ ہے کہ میں نے ان کو اپنی
طرف مائل کیا تھا اور وہ راست گو ہیں اس کے بعد یوسفؑ نے کہا کہ میری غرض یہ تھی
کہ عزیز کو معلوم ہوجائے کہ میں نے ان کی غیبت میں ان کے ساتھ خیانت نہیں کی
کیونکہ خدا خیانت کرنے والوں کی ہدایت نہیں کرتا اور میں اپنے نفس کو بدی سے
بری نہیں کرتا بہ تحقیق کہ نفس بدی کی جانب بہت زیادہ حکم کرنے والا ہے۔ سوائے اس
وقت کے جب کہ میرا پروردگار رحم کرے بہ تحقیق کہ میرا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے
عزیز نے کہا کہ یوسفؑ کو میرے پاس لاؤ میں اپنا مقرب بناؤں گا غرض یوسفؑ ان کے پاس
آئے جب ان کی نظر یوسفؑ پر پڑی اور ان سے گفتگو کی تو انوار رشد و نیکی اور صلاح و
عقل و دانائی ان کے روشن جبین سے مشاہدہ کیا اور کہا بہ تحقیق کہ تم آج سے ہمارے نزدیک
صاحب منزلت اور امین اور مقرب ہو تمہاری جو حاجت ہو مجھ سے طلب کرو یوسفؑ نے کہا مجھ
کو خزانوں اور مصر کی زمین کے انباروں پر امین قرار دو کہ اس کے تمام محاصل اور زراعتیں،
میرے تصرف میں رہیں یقیناً میں حفاظت کرنے والا اور نگاہ رکھنے والا ہوں اور یہ سمجھتا ہوں



کہ کس طرح صرف کرنا چاہئے۔ عزیز مصر نے مصر کے تمام محاصل کو ان حضرت کے تصرف میں دے دیا۔ چنانچہ
حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے یوسفؑ کو مصر کی زمین میں ایسا اقتدار اور ایسی تمکین عطا کی کہ وہ جس جگہ چاہیں استقرار
حاصل کریں اور ہر طرف ان کا حکم جاری رہے گا ہم ہر اس شخص کو دنیا و آخرت میں اپنی رحمت تک پہنچاتے
ہیں اور نیک لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے اور یقیناً آخرت کا اجر ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو ایمان
لائے ہیں اور پرہیزگار ہیں۔ غرض یوسفؑ کے حکم سے سنگ و ساروج سے غلہ جمع کرنے کی جگہ تیار
کی گئی اور مصر کے تمام غلے اس میں جمع کئے گئے ہر شخص کو اس کی خوراک کے مطابق دے کر باقی غلہ
کو خوشہ میں رکھا اور انباروں میں اکٹھا کیا۔ اسی طرح سات سال تک جمع کرتے رہے جب خشک
سالی اور قحط کا زمانہ آیا ان بالیوں کو جو جمع کی گئی تھیں باہر نکالا ان کو وہ جس قیمت پر چاہتے
فروخت کرتے تھے وہاں سے ان کے اور ان کے پدر کے درمیان اٹھارہ روز کی راہ تھی۔
لوگ اطراف عالم سے مصر میں آتے تھے تاکہ یوسفؑ سے غلہ حاصل کریں یعقوبؑ اور ان کے
فرزند بھی ایک موضع میں مقیم تھے جہاں گوند بہت پیدا ہوتی تھی۔ برادرانِ یوسف کچھ گوند لے کر
مصر کی طرف جاتے تھے تاکہ وہاں سے غلّہ لائیں۔ یوسفؑ بذاتِ خود فروخت کے لیے
متوجہ ہوتے تھے اور کسی غیر کو مامور نہ کرتے تھے۔ جب ان کے بھائی اُن کے پاس آئے
یوسفؑ نے ان کو پہچانا لیکن ان لوگوں نے یوسفؑ کو نہ پہچانا جو کچھ ان لوگوں نے
طلب کیا ان کو دیا اور غلّہ کے پیمانہ سے زیادہ دیا پھر ان سے پُوچھا کہ تم لوگ کون ہو کہا
ہم لوگ فرزندانِ یعقوبؑ ہیں اور وہ اسحٰقؑ کے بیٹے ہیں وہ ابراہیمؑ خلیلِ خدا کے فرزند
ہیں جن کو نمرود نے آگ میں ڈالا اور وہ نہیں جلے اور خدا نے ان پر آگ کو سرد اور
باعث سلامتی قرار دیا پوچھا تم لوگوں کے پدر کا کیا حال ہے وہ کیوں نہیں آئے کہا وہ
ایک ضعیف اور کمزور انسان ہیں پوچھا کیا تمہارا کوئی اور بھائی ہے کہا ایک بھائی اور
ہے جو دوسری ماں سے ہے کہا جب پھر میرے پاس آنا تو اس کو لیتے آنا کیا تم نہیں
دیکھتے ہو کہ میں پیمانہ بھر کر دیتا ہوں اور اس پر اور رعایت بھی کرتا ہوں اس شخص کے ساتھ
جو میرے پاس آتا ہے پس اگر اپنے اس بھائی کو نہ لاؤ گے ایک پیمانہ بھی تمہارے لئے
میرے پاس نہ ہوگا اور تم کو اپنے پاس تک نہ آنے دوں گا ان لوگوں نے کہا جس طرح
بھی ممکن ہوگا والد کو راضی کریں گے اور اس باب میں تقصیر نہ کریں گے۔ یوسفؑ نے اپنے
ملازموں سے کہا کہ جو چیزیں وہ لوگ قیمت غلّہ کے لئے لائے ہیں ان کی لاعلمی میں ان کے
سامان میں رکھ دو تاکہ جب وہ لوگ اپنے گھر پلٹ کر جائیں اور اپنے بار کو کھولیں تو دیکھیں
کہ ان کے متاع کو ہم نے انہیں واپس کردیا ہے تو پھر ہمارے پاس آئیں۔ غرض برادرانِ یوسفؑ

اپنے باپ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ عزیز مصر نے کہا ہے کہ اگر اپنے بھائی کو اپنے ساتھ نہ لاؤ گے تو آیندہ غلّہ نہ دیں گے لہٰذا ہمارے ساتھ بھیجد یجئے تاکہ اس سے ہم غلہ لے آویں بے شبہ ہم اس کی محافظت کریں گے یعقوبؑ نے کہا کیا میں تم کو اس پر امین بناؤں جس کے بھائی پر اس سے قبل امین بنا چکا ہوں بے شک خدا زیادہ حفاظت کرنے والا ہے اور وہ تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے پھر جب ان لوگوں نے اپنے سامان کو کھولا اپنے سرمایہ کو جو غلہ خریدنے کے لئے لے گئے تھے اس میں موجود پایا۔ کہا بابا جان اس سے زیادہ احسان نہیں ہو سکتا جو عزیز نے ہمارے ساتھ کیا ہے۔ یہ ہمارا مال ہے جو ہم کو واپس کر دیا ہے اور ہم سے قیمت نہیں لی اگر ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیجد یجئے گا اپنے گھر والوں کے لئے ہم غلہ لاویں گے اور بھائی کی حفاظت کریں گے اور بھائی کو لے جانے کے سبب سے ایک شتر بار زیادہ لیں گے اور جو کچھ ہم لائے ہیں وہ بہت تھوڑا سا غلّہ ہے جو ہمارے آزوقہ کے لئے کافی نہ ہوگا۔ یعقوبؑ نے کہا کہ ہرگز اس کو تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا جب تک کہ خدا کی جانب سے ایک عہد مجھ کو نہ دو گے اور خدا کی قسم نہ کھاؤ گے کہ یقیناً اس کو میرے پاس لاؤ گے سوائے ایسے اتفاق کے کہ تمہارے اختیار سے معاملہ باہر ہو جائے۔ ان لوگوں نے قسم کھائی یعقوبؑ نے کہا جو کچھ ہم نے کہا ہے خدا اس سے آگاہ ہے اور اس پر گواہ ہے۔ جب ان لوگوں نے چاہا کہ باہر نکلیں یعقوبؑ نے ان سے کہا کہ اے میرے فرزندو سب کے سب ایک دروازہ سے داخل نہ ہونا ایسا نہ ہو کہ تم کو لوگوں کی نظر لگ جائے مختلف دروازوں سے داخل ہونا اور میں تم سے جو کچھ خدا نے تمہارے لئے مقدر کیا ہے دفع نہیں کر سکتا۔ مگر خدا پر بھروسہ رکھتا ہوں اور توکل کرنے والوں کو چاہئے کہ اسی پر توکل کریں۔ جب یوسفؑ کے پاس سب بھائی پہنچے ان کے پدر نے جو وصیّت کی تھی اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اور جو تدبیر کہ یعقوبؑ نے ان کے لئے کی تھی تاکہ خدا کا حکم ان سے دفع کریں مگر یہ کہ یعقوبؑ کے نفس میں جو خوف تھا اسے اپنے فرزند بنیامین پر ظاہر کر دیا اور وُہ یقیناً صاحب علم و دانا تھے اور جانتے تھے کہ ان کی تدبیر تقدیر خدا کو روک نہیں سکتی لیکن اکثر انسان نہیں جانتے۔ جب وہ لوگ یعقوبؑ کے پاس سے روانہ ہُوئے بنیامین اپنے بھائیوں کے ساتھ کوئی چیز نہ کھاتے تھے نہ ان کے ساتھ بیٹھتے اٹھتے تھے اور نہ ان سے بات چیت کرتے تھے۔ جب یوسفؑ کے پاس پہنچے اور سلام کیا اور یوسفؑ کی نگاہ اپنے بھائی پر پڑی تو بہت خوش ہُوئے اور جب دیکھا کہ ان لوگوں سے وہ علیحدہ بیٹھے ہیں کہا کہ تم ان کے بھائی ہو کہا ہاں فرمایا کیوں ان کے ساتھ نہیں بیٹھتے کہا اس لئے کہ میرا ایک حقیقی بھائی تھا یہ لوگ اس کو اپنے ساتھ لے گئے اور واپس نہ لائے اور بتایا گیا کہ بھیڑیا اس کو کھا گیا۔ اس لئے





میں نے قسم کے ساتھ اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ کسی امر میں ان کے ساتھ شریک نہ ہوں گا۔ جب تک زندہ ہُوں۔ یوسفؑ نے پوچھا کیا تمہارے بیوی بھی ہے کہا ہاں پوچھا بچّے بھی پیدا ہوئے کہا ہاں پوچھا کتنے بچے ہیں کہا تین پسر فرمایا کہ ان کے نام کیا ہیں کہا ایک کا نام بھیڑیا رکھا ہے دوسرے کا نام پیراہن اور تیسرے کا خون پوچھا ایسے نام کیوں رکھے، کہا اس لئے کہ اپنے بھائی کو بھُول نہ جاؤں بلکہ جب کسی ایک کو پکاروں میرا بھائی یاد آجائے پھر یوسفؑ نے اپنے دُوسرے بھائیوں سے کہا کہ تم لوگ باہر جاؤ اور بنیامین کو اپنے پاس روک لیا۔ وُہ لوگ باہر چلے گئے۔ بنیامین کو اپنے پاس طلب کیا اور کہا میں تمہارا بھائی یوسفؑ ہوں تو جو کچھ اُن لوگوں نے کیا اس پر غمگین نہ ہو میں چاہتا ہوں کہ تم کو اپنے پاس روک لوں۔ بنیامین نے کہا کہ اور سب بھائی نہیں مانیں گے کیونکہ بابا نے چلتے وقت ان سے خدا کا عہد و پیمان لیا ہے کہ وُہ مجھ کو ان کے پاس واپس لے جائیں گے۔ یوسفؑ نے کہا میں ایک تدبیر کرتا ہوں اور حیلہ تلاش کرتا ہوں۔ لیکن جو کچھ دیکھنا اس کو ظاہر نہ کرنا اور بھائیوں کو خبر نہ کرنا پھر جب یُوسفؑ نے ان کو غلہ دے دیا اور مزید احسان ان کے ساتھ عمل میں لا چکے اپنے ایک ملازم سے کہا کہ اس صاع کو بنیامین کے بار میں پوشیدہ کر دو وُہ صاع سونے کا تھا۔ جس سے غلہ ناپتے تھے۔ غرض اس کو بنیامین کے بار میں چھپا دیا اس طرح کہ ان کے بھائیوں کو خبر نہ ہو سکی جب وُہ بار کر چکے اور واپس روانہ ہونے لگے تو یوسفؑ نے اپنے ملازم کو بھیجکر ان لوگوں کو روک لیا پھر یوسفؑ نے اُن لوگوں میں منادی کرائی کہ اے اہلِ قافلہ تم لوگ چور ہو یہ سُن کر برادران یوسفؑ آئے اور پوچھا کہ تمہاری کیا چیز گم ہُوئی ہے ملازموں نے کہا کہ بادشاہ کا صاع گم ہو گیا ہے جو شخص اس کو لائے گا۔ ہم اس کو ایک شتر مال دیں گے اور ہم ضامن ہیں کہ مال اس کو دلوا دیں گے۔ برادران یُوسفؑ نے کہا کہ خدا کی قسم آپ لوگ سمجھ لیں کہ ہم اس لئے نہیں آئے ہیں کہ زمین میں فساد پھیلاویں اور ہم لوگ چور بھی نہیں ہیں یوسفؑ نے کہا اس کی کیا سزا ہے جس کے پاس پیمانہ نکلے۔ ان لوگوں نے کہا اس کی سزا یہ ہے کہ اسے آپ غلام بنا لیں اور ہم لوگ بھی ظالموں کو یہی سزا دیتے ہیں۔ یعقوبؑ کی شریعت میں ایسا ہی حکم تھا۔ کہ جو شخص چوری کرتا اس کو غلام بنا لیتے تھے۔ یوسفؑ نے رفع تہمت کے لئے فرمایا کہ بنیامین کے بار سے پہلے دُوسرے بھائیوں کے بار کو کھولیں۔ پھر ان کے بار کو دیکھیں۔ چنانچہ پیمانہ بنیامین کے بار میں نکلا تو ان کو پکڑ لیا اور قید کر دیا۔ حضرت صادق علیہ السّلام سے پوچھا کہ یوسفؑ نے کیونکر یہ فرمایا کہ اہلِ قافلہ کو ندا کریں کہ تم لوگ چور ہو حالانکہ اُن لوگوں نے چوری نہیں کی

تھی. فرمایا کہ ان لوگوں نے نہ چوری کی تھی نہ یوسفؑ نے جھوٹ کہا کیونکہ یوسفؑ کی غرض یہ تھی کہ تم لوگوں نے یوسفؑ کو ان کے باپ سے چرا لیا۔ برادرانِ یوسفؑ نے کہا کہ اگر بنیامین نے چوری کی تو اس کے بھائی یوسفؑ نے بھی پہلے چوری کی تھی یہ سُن کر یوسفؑ خاموش رہے اور کچھ جواب نہ دیا اور دل میں کہا کہ تم ہی لوگ بدکردار ہو جس طرح کہ یوسفؑ کو ان کے باپ سے چرا لیا اور خدا بہت زیادہ جاننے والا ہے۔ جو کچھ تم کہتے ہو پھر سب بھائی جمع ہوئے اور غیظ میں ان کے بدن سے زرد خون ٹپکتا تھا. وہ یوسفؑ سے ان کے بھائی کے روک لئے جانے کے بارے میں تکرار کر رہے تھے۔ فرزندان یعقوبؑ کی عادت یہ تھی کہ جب ان کو غصہ آتا تھا ان کے جسم کے بال کھڑے ہو کر کپڑوں سے باہر نکل آتے تھے، اور اُن بالوں کی نوک سے زرد خون ٹپکنے لگتا تھا۔ پھر ان لوگوں نے یوسفؑ سے کہا کہ اے عزیز بہ تحقیق کہ بنیامین کے باپ بہت ضعیف آدمی ہیں لہٰذا ہم میں سے کسی ایک کو اس کے بجائے قید کر لیجئے کیونکہ ہم آپ کو بہت نیک سمجھتے ہیں اور اس کو رہا کر دیجئے یوسفؑ نے کہا معاذ اللہ خدا کی پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ جس کے پاس سے میری چیز نکلی ہے اس کے بجائے کسی دُوسرے کو گرفتار کروں یہ نہیں کہا کہ جس نے میری چیز چُرائی ہے۔ تاکہ جھوٹ نہ ہو جائے اور کہا کہ اگر کسی دوسرے کو گرفتار کروں گا تو ظالم ٹھہروں گا۔ جب وہ لوگ بنیامین سے ناامید ہوئے اور چاہا کہ اپنے باپ کے پاس واپس ہوں۔ ان کے بڑے بھائی نے جو ایک روایت کی بنا پر لاوی تھے اور دُوسری روایت کے مطابق یہودا اور مشہور یہ ہے کہ شمعون تھے اور حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ یہوُدا تھے ان سے کہا کہ شاید تم لوگوں کو یاد نہیں ہے کہ تمہارے پدر نے تم سے پیمان خدا اس فرزند کے بارے میں لیا ہے اور اس سے پہلے تم نے یُوسفؑ کے بارے میں خطا کی تم لوگ ان کے پاس واپس جاؤ لیکن میں تو نہیں جاؤں گا اور زمین مصر سے اس وقت تک باہر نہ نکلوں گا جب تک کہ میرے باپ اجازت نہ دیں گے۔ یا میرے لئے خدا کا حکم نازل ہو کہ اپنے بھائی کو ان سے واپس لے لوں اور وہ بہترین حکم کرنے والوں میں سے ہے پھر اُن سے کہا کہ تم لوگ واپس جاؤ اور کہو کہ بابا تمہارے لڑکے نے چوری کی اور ہم گواہی نہیں دیتے ہیں۔ مگر جو کچھ جانتے ہیں اور ہم غیب کے امُور سے واقف نہیں ہیں آپ ان شہر والوں سے اور اہلِ قافلہ سے جن کے ساتھ ہم لوگ تھے دریافت کر لیجئے۔ یقیناً ہم لوگ راست گو ہیں۔ چنانچہ برادرانِ یوسفؑ باپ کی طرف واپس ہُوئے اور یہودا مصر میں ٹھہر گئے اور یوسفؑ کی مجلس میں حاضر ہُوئے اور بنیامین کے بارے میں بہت بحث کی یہاں تک کہ آوازیں بلند ہوئیں اور یہودا کو غصّہ آ گیا۔ ان کے شانہ پر ایک بال تھا۔



جب ان کو غصہ آتا تھا وہ بال کھڑا ہو جاتا تھا اور اس سے خون بہنے لگتا تھا اور جب تک فرزندان یعقوبؑ میں سے کسی کا ہاتھ نہیں لگتا تھا سکون نہیں ہوتا تھا جب حضرت یوُسفؑ نے دیکھا کہ خون ان کے بال سے جاری ہے یوسفؑ کے سامنے ان کے فرزندوں میں سے ایک فرزند تھا۔ اس کے ہاتھ میں سونے کا ایک انار تھا جس سے وہ کھیل رہا تھا یوسفؑ نے اس سے انار لے کر یہودا کی طرف پھینک دیا۔ وُہ لڑکا انار کے پیچھے دوڑا اور چاہا کہ اس کو پکڑے اس کا ہاتھ یہوُدا سے مس ہُوا اور ان کا غصّہ فرو ہو گیا۔ یہوُدا کو شک ہُوا اور لڑکے نے انار کو لے لیا۔ اور یوسفؑ کے پاس واپس آیا پھر یوسفؑ اور یہودا کے درمیان بات بڑھی یہاں تک کہ یہُودا کو غصہ آیا اور ان کے شانہ کا بال بلند ہُوا اور خون اس سے جاری ہُوا پھر یوسفؑ نے انار کو لے کر ان کی طرف پھینکا اور وہ طفل اس کے پیچھے گیا اور اس کا ہاتھ یہودا سے مس ہُوا۔ اور ان کا غصّہ ساکن ہو گیا اسی طرح تین مرتبہ ہُوا تب یہوُدا نے کہا کہ شاید اس گھر میں فرزندانِ یعقوبؑ میں سے کوئی ہے جب برادران یوسفؑ یعقوبؑ کے پاس پہنچے اور بنیامین کے قصّہ کو بیان کیا۔ فرمایا کہ تمہارے نفسوں نے کسی امر کو زینت دی ہے اور وہ تمہارے فعل سے قید ہوا ہے ورنہ عزیز کیا جانیں کہ چور کو چوری کے سبب سے غلامی میں لے لینا چاہیئے میں صبرِ جمیل کرتا ہوں شاید کہ حق تعالیٰ سب کو میرے پاس پہنچا دے یقیناً وُہ دانا اور حکیم ہے پھر ان کی جانب سے منہ پھیر لیا اور کہا کس قدر افسوس ہے یوسُفؑ پر۔ ان کی آنکھیں یوسفؑ کے غم میں رونے اور محزوں رہنے کے سبب سے سفید ہو گئی تھیں اور وُہ نابینا ہو گئے تھے۔ ان کے بھائیوں کی طرف سے ان کو بہت غصّہ تھا لیکن وُہ ان لوگوں پر ظاہر نہیں کرتے تھے۔ منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ یوسفؑ کے لئے یعقوبؑ کا صدمہ کس حد تک پہنچا تھا فرمایا کہ ستر عورتوں کے غم کے برابر جن کے فرزند مر گئے ہوں اور ان کو صدمہ ہوا اور فرمایا کہ یعقوبؑ کلمہ انا للہ وانا الیہ راجعون نہیں جانتے تھے اسی لئے وَا اَسَفَا عَلٰی یُوسُفَ کہتے تھے۔ ان کے بھائی کہتے تھے کہ خدا کی قسم آپ یوسفؑ کو یاد کرنا ترک نہیں کریں گے یہاں تک کہ ہلاکت کے قریب پہنچ جائیں گے یا ہلاک ہو جائیں گے یعقوبؑ نے کہا میں اپنے غم اور اندوہ عظیم کی شکایت نہیں کرتا مگر خدا سے اور اس کے کرم اور اس کی رحمت کو جس قدر جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ اے فرزند جاؤ اور یوسفؑ اور اس کے بھائی کی تلاش کرو اور خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو اس لئے کہ کافروں کے سوا اس کی رحمت سے کوئی ناامید نہیں ہوتا۔

حسن سند کے ساتھ روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ یعقوبؑ نے جس وقت کہ اپنے فرزندوں سے کہا کہ جاؤ یوسفؑ اور اس کے بھائی کو تلاش کرو کیا جانتے

تھے کہ وہ زندہ ہیں حالانکہ بیسؔ سال ان کی مفارقت کو ہوچکے تھے، اوران کی آنکھیں ان پر بہت رونے سے نابینا ہوچکی تھیں۔ فرمایا کہ ہاں وہ جانتے تھے کہ وہ زندہ ہیں کیونکہ اپنے پروردگار سے سحر کو دُعا کی تھی کہ ملک الموت کو ان کے پاس بھیجدے۔ لہٰذا ملک الموت نہایت حسین شکل اور پاکیزہ خوشبو میں ان پر نازل ہوئے یعقوبؑ نے پوچھا کہ تم کون ہو کہا میں ملک الموت ہوں تم نے خدا سے سوال کیا تھا کہ مجھ کو تمہارے پاس بھیجدے مجھ سے کیا حاجت ہے یعقوبؑ نے کہا مجھ کو بتلاؤ کہ روحوں کو کہاں سے لیتے ہو اپنے اعوان سے یا متفرق طور پر۔ کہا متفرق طور پر لیتا ہوں یعقوبؑ نے کہا کہ میں تم کو خدائے ابراہیمؑ واسحٰقؑ ویعقوبؑ کی قسم دیتا ہوں کہ مجھ سے بیان کرو کہ کیا یوسفؑ کی رُوح بھی تمہارے پاس پہنچی ہے۔ جواب دیا نہیں اس وقت سے ان کو معلوم تھا کہ یوسفؑ زندہ ہیں اور اپنے فرزندوں سے کہا کہ جاؤ یوسفؑ اور اس کے بھائی کو تلاش کرو اور خدا کی رحمت سے ناامیّد نہ ہو اس لئے کہ کافروں کے گروہ کے سوا کوئی اس کی رحمت سے ناامیّد نہیں ہوتا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ عزیز مصر نے یعقوبؑ کو لکھا کہ یہاں تمہارا فرزند یوسفؑ ہے جس کو میں نے کم قیمت پر خرید کیا ہے اور اپنا غلام بنایا ہے اور تمہارے دُوسرے فرزند بنیامین کے پاس میری چیز ملی اس سبب سے میں نے اس کو غلامی میں لے لیا پس کوئی امر یعقوبؑ پر اس نامہ سے زیادہ دشوار نہیں گذرا۔ قاصد سے کہا کہ ٹھہرو تاکہ میں جواب لکھوں اور تحریر فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط یعقوبؑ اسرائیل خدا ابراہیم خلیلؑ الرحمٰن کے فرزند اسحٰقؑ ذبیح خدا کے بیٹے کا ہے اما بعد میں نے تمہارے خط کا مضمون سمجھا جو تم نے ذکر کیا ہے کہ میرے فرزندوں کو تم نے خرید کیا اور غلامی میں لیا ہے بہ تحقیق کہ میرے جدّ ابراہیمؑ کو نمرود ملعون نے جو روئے زمین کا بادشاہ تھا آگ میں ڈالا اور وُہ نہ جلے خدا نے اُن پر آگ کو سرد اور سلامت کردیا اور میرے پدر اسحٰقؑ کے بارے میں میرے جدّ ابراہیمؑ کو خدا نے حکم دیا کہ ان کو اپنے ہاتھ سے ذبح کریں جب انہوں نے چاہا کہ ذبح کریں خدا نے ایک بڑے گوسفند کو ان کا فدیہ قرار دیا۔ بہ تحقیق کہ میں ایک فرزند رکھتا تھا کہ اس سے زیادہ کوئی دنیا میں مجھے محبوب نہیں تھا۔ وُہ میری آنکھ کی روشنی اور میوہ دل تھا اس کے بھائی اس کو لے گئے اور واپس آکر کہا کہ اس کو بھیڑیے نے کھالیا ہے اس غم سے میری کمر خم ہوگئی اور اس پر زیادہ گریہ کرنے سے میری آنکھیں بے بصارت ہوگئیں اس کی ماں کے بطن سے اس کا ایک بھائی تھا مجھے اس سے بھی انس تھا وُہ اپنے دُوسرے بھائیوں کے ساتھ تمہارے پاس گیا تاکہ وُہ سب ہمارے واسطے غلّہ لاویں وُہ لوگ میرے پاس آئے اور کہا کہ اُس نے



بادشاہ کا پیمانہ چرا یا اور تم نے اس کو قید کرلیا ہے اور ہم اس خاندان کے لوگ نہیں ہیں کہ سرقہ اور گناہ کبیرہ ہمارے لیئے زیبا ہو۔ میں تم سے سوال کرتا ہوں اور خدائے ابراہیمؑ واسحٰقؑ ویعقوبؑ کی قسم دیتا ہوں کہ مجھ پر احسان کرو اور خدا کا تقرب حاصل کرو اور اس کو مجھے واپس دے دو۔ جب یوسفؑ نے خط کو پڑھا اس کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا اور بہت روئے اور دُوسری روایت میں ہے کہ جب نامہ کو کھولا گریہ ضبط نہ ہوسکا۔ اُٹھے اور گھر گئے خط کو پڑھا اور بہت روئے پھر اپنے مُنہ کو دھویا۔ اور دربار میں آئے۔ پھر ان پر گریہ غالب ہُوا اور گھر میں واپس گئے روئے اور پھر اپنے منہ کو دھویا اور باہر آئے اور اپنے بھائیوں کی جانب نظر کی اور کہا آیا جانتے ہو کہ تم نے یوسفؑ اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا جس وقت کہ جاہل اور نادان تھے ان لوگوں نے کہا شاید تم یوسفؑ ہو فرمایا ہاں میں یوسفؑ ہوں اور یہ میرا بھائی ہے بیشک خدا نے ہم پر احسان وانعام کیا بہ تحقیق جو شخص کہ پرہیزگاری کرتا ہے اور بلاؤں پر صبر کرتا ہے تو یقیناً خدا نیکوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ بھائیوں نے کہا کہ یقیناً خدا نے ہم لوگوں پر تم کو صورت وسیرت میں فضیلت دی ہے بیشک ہم لوگ خطاکار تھے، جو کچھ تمہارے ساتھ کیا۔ یُوسفؑ نے کہا کہ آج تم پر کوئی الزام نہیں ہے خدا تم کو بخش دے اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ میرا یہ پیراہن لے جاؤ اور میرے باپ کی آنکھوں پر رکھو تاکہ وُہ بینا ہوجائیں اور تم لوگ مع پدر بزرگوار اور اپنے زن و فرزند کے یہاں میرے پاس آؤ۔ جب قافلہ مصر سے روانہ ہُوا یعقوبؑ نے کہا بہ تحقیق کہ میں یوسفؑ کی بُو سونگھ رہا ہوں اگر تم لوگ یہ نہ کہو کہ زیادہ بڈھے ہوگئے ہیں اور ان کی عقل زائل ہوگئی ہے اُن لوگوں نے جو حاضر تھے کہا خدا کی قسم آپ اپنی قدیم غلطی پر یوسفؑ کے انتظار میں ہیں جب خوشخبری دینے والا آیا اور پیراہن کو یعقوبؑ کی آنکھوں پر رکھا وہ بینا ہوگئے۔ اس وقت حضرت نے کہا کہ میں تم سے نہ کہتا تھا کہ میں رحمتِ خدا کو جس قدر جانتا ہوں تم نہیں جانتے بھائیوں نے کہا کہ باباجان ہمارے لیئے استغفار کیجئے یقیناً ہم لوگ خطاکار تھے کہا اس کے بعد اپنے پروردگار سے تمہارے لیئے استغفار کروں گا بہ تحقیق کہ وہ بخشنے والا مہربان ہے یہ ہے آیتوں کا ترجمہ اور علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب عزیز کے قاصد نے نامہ کو یعقوب سے لیا اور روانہ ہوا یعقوبؑ نے آسمان کی جانب ہاتھ بلند کیا اور کہا یاحسن الصحبۃ یا کریم المعونۃ یا خیراً کلہ یا خیر اللہ ائتنی بروح منك وفرج من عندك پس جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا اے یعقوبؑ کیا تم چاہتے ہو کہ تم کو چند دُعائیں تعلیم کروں کہ جب اس کو پڑھوگے خدا تمہاری آنکھوں کو کھول دیگا۔ اور تمہارے

فرزندوں کو تمہارے پاس واپس لائے گا کہاں جبرئیلؑ نے کہا کہو کہ۔ یا من لا یعلم احد کیف هو الا هو یا من سد الهواء بالسّماء ولبس الارض على الماء واختار لنفسه احسن الاسماء ائتنی بروح منك وفرج من عندك پس ابھی صبح نہیں ہوئی تھی کہ پیراہن یوسفؑ لایا گیا اور ان کے چہرہ پر رکھا اور حق تعالیٰ نے ان کی آنکھ اور ان کے فرزند کو انہیں واپس عطا فرمایا۔

پھر روایت ہے کہ جب عزیز نے حکم دیا تو یوسفؑ کو زندان میں لے گئے حق تعالیٰ نے علم تعبیر خواب کو ان پر الہام کیا اور وہ اہل زندان کے خوابوں کی تعبیر بیان کیا کرتے تھے۔ جب ان دونوں شخصوں نے اپنے خوابوں کو ان سے نقل کیا اور حضرت نے تعبیر بیان کی تو اس شخص سے جس کے متعلق گمان رکھتے تھے کہ وہ نجات پائے گا کہا کہ مجھ کو اپنے بادشاہ کے سامنے یاد کرنا اور اس وقت ان کی توجہ جناب مقدس الٰہی کی طرف نہیں ہوئی اور اس کی درگاہ میں پناہ نہ لی اس لئے خدا نے ان کو وحی کی کہ تم کو وہ خواب جو تم نے دیکھا کس نے دکھایا یوسفؑ نے کہا اے میرے پالنے والے تونے۔ فرمایا کس نے تم کو تمہارے باپ کا محبوب بنایا کہا اے پروردگار تونے، فرمایا کہ کس نے قافلہ کو کنوئیں تک پہنچایا جس نے تم کو کنوئیں سے نکالا کہا خداوندا تونے فرمایا کس نے تم کو وہ دُعا تعلیم کی جس کے سبب سے تم نے اس کنوئیں سے نجات پائی۔ کہا پروردگارا تونے فرمایا کہ کس نے علم تعبیر خواب تم کو الہام کیا کہا پالنے والے تونے فرمایا پھر کس طرح تم نے میرے غیر سے مدد کی خواہش کی اور مجھ سے اعانت نہ طلب کی اور کیونکر میرے ایک بندہ سے آرزو کی کہ وہ میری ایک مخلوق کے سامنے تم کو یاد کرے جو میرے ہی قبضۂ قدرت میں ہے اور میری جانب تم نے پناہ نہ لی۔ اب اس سبب سے اتنی مدّت تک اور زندان میں رہو۔ یہ سُن کر یوسفؑ نے مناجات کی کہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس حق کے ساتھ جو میرے آبائے طاہرین کا تجھ پر ہے۔ کہ مجھ کو نجات دے۔ پس حق تعالےٰ نے ان کو وحی کی کہ ان کا حق مجھ پر نہیں ہے۔ اگر اپنے باپ آدمؑ کے متعلق تم کہتے ہو تو ان کو اپنے دستِ قدرت سے میں نے پیدا کیا اور ان کو حکم دیا کہ بہشت کے تمام درختوں میں سے صرف ایک درخت کے پاس نہ جانا لیکن میری نافرمانی کی پھر جب توبہ کیا تو میں نے ان کی توبہ قبول کی۔ اور اگر اپنے باپ نوحؑ کے بارے میں تم کہتے ہو تو میں نے ان کو اپنی مخلوق میں برگزیدہ کیا اور پیغمبر بنایا اور جب ان کی قوم نے ان کی نافرمانی کی تو انہوں نے ان کے ہلاک کرنے کی دُعا کی میں نے ان کی دُعا مستجاب کی اور ان کی قوم کو غرق کیا اور ان کو اور ان لوگوں کو جو اُن پر ایمان لائے تھے کشتی کے ذریعہ سے نجات دی۔ اور اگر اپنے باپ ابراہیمؑ کے بارے میں کہتے ہو تو



ان کو اپنا خلیلؑ بنایا اور آگ سے نجات دی اور نمرود کی آگ ان پر سرد و سلامت قرار دی۔ اور اگر اپنے باپ یعقوبؑ کے بارے میں کہتے ہو تو ان کو بارہ فرزند عطا کئے اور جب ان میں سے ایک کو ان کے سامنے سے علیٰحدہ کر دیا وہ اس قدر روئے کہ نابینا ہو گئے اور راستوں پر بیٹھ کر مخلوق سے میری شکایت کی پس تمہارے بزرگوں کا کون سا حق مجھ پر ہے اس وقت جبرئیلؑ نے اُن سے کہا کہ یہ دُعا پڑھو۔ اسئلك بمنك العظيم واحسانك القديم یعنی تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری بزرگ نعمتوں اور قدیم احسانوں کے حق سے جب یہ کہا عزیز نے وہ خواب دیکھا اور ان کی نجات کا باعث ہوا۔

بسند معتبر امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ زندان بان نے حضرت یوسفؑ سے کہا کہ میں تم کو دوست رکھتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ مجھ پر کوئی بلا نازل نہیں ہوئی مگر لوگوں کی دوستی کے سبب سے میری پھوپھی مجھے دوست رکھتی تھیں اس لئے مجھ کو چوری میں متہم کیا۔ اور چونکہ مجھ کو میرے پدر دوست رکھتے تھے اس لئے بھائیوں نے مجھ پر حسد کیا اور بلا میں گرفتار کیا اور زلیخا مجھ کو دوست رکھتی تھی تو اس کے مکر کے سبب سے قیدخانہ میں پڑا ہوں۔ امام نے فرمایا کہ یوسفؑ زندان میں حق تعالیٰ سے شکایت کرتے تھے کہ کس گناہ پر میں زندان کا مستحق ہوا۔ خدا نے ان پر وحی کی کہ تم نے خود زندان کو اختیار کیا۔ جس وقت کہ کہا کہ پروردگارا قیدخانہ کو اس سے زیادہ بہتر سمجھتا ہوں جس کی طرف یہ عورتیں مجھے مائل کرتی ہیں۔ کیوں نہ کہا کہ عافیت کو میں اس سے محبوب رکھتا ہوں جس کی طرف یہ عورتیں دعوت دیتی ہیں۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب برادرانِ یوسفؑ نے اُن کو کنوئیں میں ڈالا جبرئیلؑ کنوئیں میں ان پر نازل ہوئے اور کہا صاحبزادے تم کو کس نے یہاں پانی میں پھینک دیا کہا میرے بھائیوں نے چونکہ میں اپنے باپ کے نزدیک قرب و منزلت رکھتا تھا۔ اس سبب سے حسد کیا۔ اور مجھ کو کنوئیں میں ڈال دیا۔ جبرئیلؑ نے کہا کیا چاہتے ہو کہ اس کنوئیں سے نکلو۔ کہا خدائے ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ کو اختیار ہے جبرئیلؑ نے کہا وہ فرماتا ہے کہ اس دُعا کو پڑھو۔ اللهم انی اسئلك بان لك الحمد كله لا اله الا انت الحنان المنان بديع السموات والارض ذو الجلال والاكرام صل على محمد وآل محمد واجعل من امری فرجا ومخرجا وارزقنی من حيث احتسب ومن حيث لا احتسب۔ جب یوسفؑ نے اس دُعا کے ذریعہ سے اپنے پروردگار سے مناجات کی خدا نے اُن کو کنوئیں سے نجات بخشی اور زلیخا کے مکر سے بچایا اور مصر

کی بادشاہی عطا فرمائی۔ اس طرح سے کہ ان کو گمان بھی نہ تھا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا جبرئیلؑ ان کے لئے ایک جامۂ بہشت لائے اور ان کو پہنایا کہ اس پر گرمی اور سردی کا اثر نہیں ہوتا تھا۔ جب ابراہیمؑ کی وفات کا زمانہ قریب آیا جو بازوبند اُن کے پاس تھا اسحٰقؑ کو باندھ دیا۔ اور اسحٰقؑ نے یعقوبؑ کو باندھا جب یوسفؑ پیدا ہوئے یعقوبؑ نے اس کو اُن کے گلے میں لٹکا دیا۔ اور وہ ان کے گلے میں ان حالات میں بھی تھا۔ جو ان پر گذر گئے۔ جب یوسفؑ نے پیراہن کو تعویذ کے درمیان سے مصر میں نکالا۔ یعقوبؑ نے فلسطین شام میں اس کی بُو سونگھی اور کہا میں یوسفؑ کی بُو سونگھ رہا ہوں۔ اور وہ وہی پیراہن تھا۔ جو بہشت سے لایا گیا۔ راوی نے کہا آپ پر فدا ہوں پھر وہ پیراہن کس کے پاس پہنچا۔ فرمایا کہ اپنے اہل کے پاس پہنچا پھر فرمایا کہ ہر ایک پیغمبر نے کوئی علم یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز جو میراث میں چھوڑی سب رسولِ خداؐ کو ملی اور اُن سے ان کے وصیّوں کو ملی یعقوبؑ فلسطین میں تھے جب قافلہ مصر سے روانہ ہوا یعقوبؑ کو پیراہن کی بُو معلوم ہوئی اور اس کی خوشبو وہ تھی جو بہشت سے لائی گئی اور وہ ہم تک میراث میں پہنچی ہے۔ اور وہ ہمارے پاس ہے۔

بسند موثق حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ فرزندانِ یعقوبؑ کے درمیان ایسا حکم تھا کہ جب کوئی شخص چوری کرتا اس کو غلامی میں لے لیتے تھے یوسفؑ جبکہ بچے تھے اپنی پھوپھی کے پاس رہتے تھے اور وہ ان کو بہت دوست رکھتی تھیں۔ اسحٰقؑ کا ایک کمربند تھا جس کو انہوں نے یعقوبؑ کو دے دیا تھا۔ اور وہ کمربند ان کی بہن کے پاس تھا۔ جب یعقوبؑ نے چاہا کہ یوسفؑ کو ان کے پاس سے لے جائیں۔ تو وہ بہت رنجیدہ ہوئیں اور کہا رہنے دو میں بھیجدوں گی۔ پھر کمربند کو ان کے کپڑوں کے نیچے کمر میں باندھ دیا۔ جب یوسفؑ اپنے باپ کے پاس آئے ان کی پھوپھی بھی آئیں اور کہا میرے پاس سے کمربند چوری ہو گیا ہے۔ اور تلاش کرنے لگیں آخر کار یوسفؑ کے کمر سے کھولا اور کہا یوسفؑ نے میرا کمربند چرایا ہے۔ میں ان کو غلامی میں لیتی ہوں اسی حیلہ سے یوسفؑ کو اپنے پاس لے گئیں یہ تھی مراد برادران یوسفؑ کی۔ جبکہ بنیامین کو یوسفؑ نے روک لیا تھا۔ اور ان کے بھائیوں نے کہا کہ اگر اس نے چوری کی تو (کیا عجب ہے) اس کے بھائی نے بھی اس سے پہلے چوری کی تھی۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب برادرانِ یوسفؑ پیراہن کو لائے اور



یعقوب کی آنکھوں پر رکھا ان کی آنکھیں روشن ہو گئیں اور حضرت نے ان لوگوں سے فرمایا کہ میں تم سے نہیں کہتا تھا کہ میں خدا سے جو کچھ جانتا ہوں تم نہیں جانتے ان لوگوں نے کہا بابا جان خدا سے ہمارے گناہوں کے لئے آمرزش طلب کیجئے کیونکہ ہم نے خطا کی ہے کہا اس کے بعد تمہارے لئے طلب آمرزش کرونگا یقیناً وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ یعقوبؑ نے دُعا میں سحر تک تاخیر کی کیونکہ سحر کی دُعا مستجاب ہے۔ اور دُوسری روایت میں فرمایا کہ شب جمعہ کی سحر تک تاخیر کی!

روایت میں ہے کہ جب یعقوبؑ اور ان کے اہل و عیال مصر میں داخل ہوئے۔ یعقوبؑ اور برادران یوسفؑ سب کے سب سجدہ میں گر پڑے اس وقت یوسفؑ نے کہا اے پدر یہ تھی اس خواب کی تعبیر جو میں نے پہلے دیکھا تھا۔ خدا نے میرے خواب کو سچ کر دکھایا اور مجھ پر احسان کیا کہ قید خانہ سے نجات بخشی اور آپ لوگوں کو قریہ سے میرے پاس تک پہنچا دیا بہ تحقیق کہ میرا پروردگار صاحب لطف و احسان ہے۔ اور جو کچھ وہ چاہتا ہے لطف و تدبیر کے ساتھ عمل میں لاتا ہے اور یقیناً وہ دانا اور حکیم ہے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ امام علی نقیؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ یعقوبؑ اور ان کے فرزندوں نے یوسفؑ کو کیونکر سجدہ کیا حالانکہ وہ لوگ پیغمبر تھے فرمایا کہ ان لوگوں نے یوسفؑ کو سجدہ نہیں کیا بلکہ ان کا سجدہ طاعت خدا اور تحیتِ یوسفؑ تھا جس طرح کہ ملائکہ کا سجدہ آدمؑ کے لئے طاعت خدا تھا۔ پھر یعقوبؑ اور ان کے فرزندوں نے مع یوسفؑ کے سجدۂ شکر کیا خدا کے شکریہ کے لئے کہ ان لوگوں کو ایک دُوسرے سے اس نے ملا دیا کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ جس وقت یوسفؑ نے مقام شکر میں کہا کہ پروردگارا بہ تحقیق کہ تو نے مجھ کو ملک و بادشاہی عطا کی اور اس سے زیادہ عام باتیں خوابوں کی تعبیر کا علم اور تمام علوم عطا فرمائے اور میرے اُمور کا دنیا و آخرت میں تو ہی متکفل اور معین ہے۔ خداوندا مجھ کو اپنی اطاعت اور دین اسلام پر موت دینا اور مجھ کو صالحین سے ملحق کرنا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جبرئیلؑ یوسفؑ پر نازل ہوئے اور کہا اپنے ہاتھ کو باہر نکالو جب انہوں نے ہاتھ باہر کیا ان کی انگلیوں کے درمیان سے ایک نور نکل گیا یوسفؑ نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ یہ نور کیسا تھا۔ کہا یہ پیغمبری تھی خدا نے تمہارے صلب سے باہر کر دی اس سبب سے کہ تم اپنے باپ کی تعظیم کو نہیں اٹھے تو خدا نے نور پیغمبری کو یوسفؑ سے نکال لیا تھا۔ تاکہ ان کے فرزند پیغمبر نہ ہوں۔ اور ان کے بھائی لاوی کے فرزندوں میں پیغمبری قرار دی کیونکہ جب ان کے بھائیوں نے چاہا کہ یوسفؑ کو مار ڈالیں

کی بادشاہی عطا فرمائی۔ اس طرح سے کہ ان کو گمان بھی نہ تھا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا جبرئیلؑ ان کے لئے ایک جامۂ بہشت لائے اور ان کو پہنایا کہ اس پر گرمی اور سردی کا اثر نہیں ہوتا تھا۔ جب ابراہیمؑ کی وفات کا زمانہ قریب آیا جو بازوبند اُن کے پاس تھا اسحٰقؑ کو باندھ دیا۔ اور اسحٰقؑ نے یعقوبؑ کو باندھا جب یوسفؑ پیدا ہوئے یعقوبؑ نے اس کو اُن کے گلے میں لٹکا دیا۔ اور وہ ان کے گلے میں ان حالات میں بھی تھا۔ جو ان پر گذر گئے۔ جب یوسفؑ نے پیراہن کو تعویذ کے درمیان سے مصر میں نکالا۔ یعقوبؑ نے فلسطین شام میں اس کی بُو سونگھی اور کہا میں یوسفؑ کی بُو سونگھ رہا ہوں۔ اور وہ وہی پیراہن تھا۔ جو بہشت سے لایا گیا۔ راوی نے کہا آپ پر فدا ہوں پھر وہ پیراہن کس کے پاس پہنچا۔ فرمایا کہ اپنے اہل کے پاس پہنچا پھر فرمایا کہ ہر ایک پیغمبر نے وہ علم یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز جو میراث میں چھوڑی سب رسولِ خدا کو ملی اور اُن سے ان کے وصیوں کو ملی یعقوبؑ فلسطین میں تھے جب قافلہ مصر سے روانہ ہوا یعقوبؑ کو پیراہن کی بُو معلوم ہوئی اور اس کی خوشبو وہ تھی جو بہشت سے لی گئی اور وہ ہم تک میراث میں پہنچی ہے۔ اور وہ ہمارے پاس ہے۔

بسند موثق حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ فرزندانِ یعقوبؑ کے درمیان یہ حکم تھا کہ جب کوئی شخص چوری کرتا اس کو غلامی میں لے لیتے تھے یوسفؑ جبکہ بچے تھے اپنی پھوپھی کے پاس رہتے تھے اور وہ ان کو بہت دوست رکھتی تھیں۔ اسحٰقؑ کا ایک کمربند تھا جس کو انہوں نے یعقوبؑ کو دے دیا تھا۔ اور وہ کمربند ان کی بہن کے پاس تھا۔ جب یعقوبؑ نے چاہا کہ یوسفؑ کو ان کے پاس سے لے جائیں۔ تو وہ بہت رنجیدہ ہوئیں اور کہا رہنے دو میں بھیجدوں گی۔ پھر کمربند کو ان کے کپڑوں کے نیچے کمر میں باندھ دیا۔ جب یوسفؑ اپنے باپ کے پاس آئے ان کی پھوپھی بھی آئیں اور کہا میرے پاس سے کمربند چوری ہو گیا ہے۔ اور تلاش کرنے لگیں آخر کار یوسفؑ کے کمر سے کھولا اور کہا یوسفؑ نے میرا کمربند چرایا ہے۔ میں ان کو غلامی میں لیتی ہوں اسی حیلہ سے یوسفؑ کو اپنے پاس لے گئیں یہ تھی مراد برادرانِ یوسفؑ کی۔ جبکہ بنیامین کو یوسفؑ نے روک لیا تھا۔ اور ان کے بھائیوں نے کہا کہ اگر اس نے چوری کی تو (کیا عجب ہے) اس کے بھائی نے بھی اس سے پہلے چوری کی تھی۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب برادرانِ یوسفؑ پیراہن کو لائے اور



یعقوب کی آنکھوں پر رکھا ان کی آنکھیں روشن ہو گئیں اور حضرت نے ان لوگوں سے فرمایا کہ میں تم سے نہیں کہتا تھا کہ میں خدا سے جو کچھ جانتا ہوں تم نہیں جانتے ان لوگوں نے کہا بابا جان خدا سے ہمارے گناہوں کے لئے آمرزش طلب کیجئے کیونکہ ہم نے خطا کی ہے کہا اس کے بعد تمہارے لئے طلب آمرزش کرونگا یقیناً وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ یعقوبؑ نے دُعا میں سحر تک تاخیر کی کیونکہ سحر کی دُعا مستجاب ہے۔ اور دُوسری روایت میں فرمایا کہ شب جمعہ کی سحر تک تاخیر کی!

روایت میں ہے کہ جب یعقوبؑ اور ان کے اہل و عیال مصر میں داخل ہوئے۔ یعقوبؑ اور برادرانِ یوسفؑ سب کے سب سجدہ میں گر پڑے اس وقت یوسفؑ نے کہا اے پدر یہ تھی اس خواب کی تعبیر جو میں نے پہلے دیکھا تھا۔ خدا نے میرے خواب کو سچ کر دکھایا اور مجھ پر احسان کیا کہ قید خانہ سے نجات بخشی اور آپ لوگوں کو قریہ سے میرے پاس تک پہنچا دیا بہ تحقیق کہ میرا پروردگار صاحب لطف و احسان ہے۔ اور جو کچھ وہ چاہتا ہے لطف و تدبیر کے ساتھ عمل میں لاتا ہے اور یقیناً وہ دانا اور حکیم ہے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ امام علی نقیؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ یعقوبؑ اور ان کے فرزندوں نے یوسفؑ کو کیونکر سجدہ کیا حالانکہ وہ لوگ پیغمبر تھے فرمایا کہ ان لوگوں نے یوسفؑ کو سجدہ نہیں کیا بلکہ ان کا سجدہ طاعتِ خدا اور تحیتِ یوسفؑ تھا۔ جس طرح کہ ملائکہ کا سجدہ آدمؑ کے لئے طاعتِ خدا تھا۔ پھر یعقوبؑ اور ان کے فرزندوں نے مع یوسفؑ کے سجدۂ شکر کیا خدا کے شکریہ کے لئے کہ ان لوگوں کو ایک دُوسرے سے اس نے ملا دیا کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ جس وقت یوسفؑ نے مقامِ شکر میں کہا کہ پروردگارا بہ تحقیق کہ تو نے مجھ کو مُلک و بادشاہی عطا کی اور اس سے زیادہ عالم بات خوابوں کی تعبیر کا علم اور تمام علوم عطا فرمائے اور میرے اُمور کا دنیا و آخرت میں تو ہی متکفل اور معین ہے۔ خداوندا مجھ کو اپنی اطاعت اور دین اسلام پر موت دینا اور مجھ کو صالحین سے ملحق کرنا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جبرئیلؑ یوسفؑ پر نازل ہوئے اور کہا اپنے ہاتھ کو باہر نکالو جب انہوں نے ہاتھ باہر کیا ان کی انگلیوں کے درمیان سے ایک نور نکل گیا یوسفؑ نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ یہ نور کیسا تھا۔ کہا یہ پیغمبری تھی خدا نے تمہارے صلب سے باہر کر دی اس سبب سے کہ تم اپنے باپ کی تعظیم کو نہیں اٹھے تو خدا نے نور پیغمبری کو یوسفؑ سے نکال لیا تھا۔ تاکہ ان کے فرزند پیغمبر نہ ہوں۔ اور ان کے بھائی لاوی کے فرزندوں میں پیغمبری قرار دی کیونکہ جب ان کے بھائیوں نے چاہا کہ یوسفؑ کو مار ڈالیں

لاوی نے کہا کہ مارو نہیں بلکہ کنوئیں میں ڈال دو۔ اس کی جزا میں کہ یوسفؑ کے قتل میں مانع ہوئے پیغمبری کو ان کے صلب میں قرار دیا اور اسی طرح جب برادرانِ یوسفؑ نے بنیامین کے قید ہونے کے بعد چاہا کہ خدمتِ پدر میں واپس آئیں لاوی نے کہا کہ زمین مصر سے حرکت نہ کروں گا جب تک کہ میرے باپ اجازت نہ دیں یا خدا کوئی حکم میرے لیئے فرمائے اور سب سے بہتر حکم کرنے والا وہی ہے خدا نے ان کی یہ بات بھی پسند کی اور اس کے بعد پیغمبری ان کی اولاد میں پھیر دی اس لئے پیغمبران بنی اسرائیل سب کے سب لاوی کے فرزندوں میں سے تھے موسیٰ بھی ان ہی کے فرزندوں میں سے تھے۔ یعنی موسیٰ پسر عمران پسر یصہر پسر فاہث پسر لاوی تھے۔

الغرض یعقوبؑ نے یوسفؑ سے کہا کہ اے پسر مجھ سے بیان کرو کہ تمہارے ساتھ بھائیوں نے کیا کیا جس وقت کہ تم کو میرے پاس سے لائے یوسفؑ نے کہا بابا جان مجھ کو اس امر سے معاف رکھیئے کہا اچھا تمام باتیں نہیں کہنا چاہتے ہو کچھ تو بیان کرو۔ کہا جس وقت مجھ کو کنوئیں کے پاس لے گئے اور کہا پیراہن کو اتارو۔ میں نے کہا بھائیو! خدا سے ڈرو۔ اور مجھ کو برہنہ نہ کرو تو چاقو میرے سامنے کھینچ کر کہا کہ اگر کپڑے نہ اُتارو گے تو تم کو مار ڈالیں گے پس مجبوراً میں نے کپڑے اتار دیے اور ان لوگوں نے مجھ کو عُریاں کنوئیں میں ڈال دیا۔ جب یعقوبؑ نے یہ سُنا ایک نعرہ کیا اور بیہوش ہوگئے۔ پھر جب ہوش میں آئے کہا اے فرزند بیان کرو پھر کیا ہوا کہا بابا جان میں آپ کو ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ کے خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کہ آپ مجھے اس امر سے مُعاف رکھیئے۔ تو یعقوبؑ خاموش ہوگئے۔

روایت میں ہے کہ قحط کے زمانہ میں عزیز مصر کا انتقال ہوگیا اور زلیخا محتاج ہوگئیں اس حد تک کہ لوگوں سے سوال کرتی تھیں اور یوسفؑ بادشاہ ہوئے اور ان کو لوگ عزیز مصر کہتے تھے۔ ایک بار لوگوں نے زلیخا سے کہا کہ عزیز کے راستہ پر بیٹھ جاؤ شاید وہ تم پر رحم کریں کہا میں ان سے خجل ہوں لوگوں نے جب اصرار کیا تو وُہ یوسفؑ کے راستہ پر بیٹھیں جب آنحضرت کوکبہ شاہی کے ساتھ ادھر سے گذرے زلیخا اٹھیں اور کہا پاک ہے وُہ خدا جو بادشاہوں کو اپنی معصیت کے سبب سے غلام بناتا ہے اور غلاموں کو اپنی اطاعت کی وجہ سے بادشاہ بنا دیتا ہے۔ یوسفؑ نے کہا تم زلیخا ہو۔ پھر حکم دیا تو ان کو حضرت کے دولت کدہ پر لوگ لے گئے۔ اس وقت زلیخا بہت ضعیف ہوگئی تھیں یُوسفؑ نے ان سے کہا کہ کیا تم نے میرے ساتھ ایسا اور ایسا نہیں کیا کہا اے پیغمبر خدا مجھ کو ملامت نہ کیجئے کیونکہ میں تین بلاؤں میں مبتلا تھی جن میں کوئی شخص مبتلا نہیں ہوا تھا پوچھا وہ کیا۔ کہا



تمہاری محبت[1] میں مبتلا تھی۔ اور خدا نے دُنیا میں تمہاری نظیر نہیں خلق کی ہے اور حُسن[2] وجمال میں مبتلا تھی ایسی کہ مصر میں مجھ سے زیادہ کوئی مقبول عورت نہ تھی اور کسی کے پاس مجھ سے زیادہ دولت نہ تھی اور میرا[3] شوہر نامرد تھا۔ پھر یوسفؑ نے ان سے کہا کہ کیا حاجت رکھتی ہو کہا چاہتی ہوں کہ آپ دُعا کیجئے کہ خدا میری جوانی واپس کر دے۔ یوسفؑ نے دُعا کی اور خدا نے ان کو جوان کر دیا۔ یوسفؑ نے ان سے عقد کیا اور وُہ باکرہ تھیں۔ (یہاں تک علی بن ابراہیم کی روایت تھی اور اکثر مضامین اس روایت کے بہت سی معتبر روایتوں میں وارد ہیں جس کو ہم نے اختصار کے خیال سے ترک کر دیا۔ مولفؒ)

ابن بابویہؒ نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا کہ خدا کی بعض کتابوں میں مَیں نے دیکھا ہے کہ یوسفؑ اپنے لشکر کے ساتھ زلیخا کے پاس سے گذرے اور وُہ ایک کھنڈر پر بیٹھی تھیں۔ جب زلیخا نے اسباب سلطنت اور آنحضرت کی شوکت مشاہدہ کی کہا۔ حمد و سپاس اس خدا کے لئے زیبا ہے جو بادشاہوں کو ان کے گناہوں کے سبب سے غلام بنا دیتا ہے اور غلاموں کو ان کی اطاعت کے سبب سے بادشاہ قرار دیتا ہے۔ میں محتاج ہوگئی مجھے کچھ صدقہ دیجئے یوسفؑ نے کہا خدا کی نعمت کو حقیر سمجھنا اور اس کا کفران کرنا اس کیلئے ہمیشہ کی رکاوٹ پیدا کر دیتا ہے۔ لہٰذا خدا کی جانب بازگشت کرو تا کہ تمہارے گناہوں کے دھبہ کو آبِ توبہ سے دھو دے بہ تحقیق دُعا کی مقبولیت کا محل اور اس کے لئے دلوں کی پاکیزگی اور اعمال کی نیکی اور صفائی کی شرط ہے۔ زلیخا نے کہا ابھی توبہ و انابت اور گذشتہ غلطیوں کے تدارک سے فراغت نہیں پائی ہے اور خدا سے شرم کرتی ہوں کہ عفو کے مقام میں آؤں اور اس ذاتِ مقدس سے طلب رحمت کروں حالانکہ ابھی آنسو نہیں بہے ہیں۔ اور دل سے اپنی ندامت کے حق کی ادائیگی نہیں ہُوئی ہے۔ اور طاعات کے ظرف میں گداختہ نہیں ہُوئی ہے یوسفؑ نے کہا۔ توبہ کرو اور اس کے شرائط میں پھر کوشش اور اہتمام کرو۔ کیونکہ راہِ عمل کھلی ہوئی ہے۔ اور دُعا کا تیر قبولیت کے نشانہ پر پہنچتا ہے قبل اس کے کہ عمر کے ایام اور گھڑیاں ختم ہوں اور حیات کی مُدت تمام ہو زلیخا نے کہا میرا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اگر آپ میرے بعد رہ گئے تو عنقریب سُن لیں گے۔ پھر یوسفؑ نے فرمایا کہ گائے کی کھال سونے سے بھر کر ان کو دے دی جائے زلیخا نے کہا کہ روزی یقیناً خدا کی جانب سے مقرر ہے اور پہنچتی ہے میں روزی کی زیادتی اور راحت و عیش زندگانی کو نہیں چاہتی جب تک کہ خدا کے غضب میں گرفتار ہوں۔ اس کے بعد یوسفؑ کے بعض فرزندوں نے کہا کہ یہ عورت کون تھی جس کے لئے ہمارا جگر پارہ پارہ ہو گیا اور دل نرم ہوگیا فرمایا کہ یہ

راحت و شادمانی کی وایہ ہے جواب دامِ انتقام الٰہی میں گرفتار ہے۔ پھر یوسفؑ نے زلیخا کے ساتھ عقد کیا جب ان سے ہم بستر ہوئے ان کو باکرہ پایا پوچھا تم باکرہ کیونکر رہ گئیں حالانکہ مدتوں شوہر کے ساتھ بسر کی کہا میرا شوہر نامرد تھا اور مقاربت پر قادر نہ تھا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب زلیخا یوسفؑ کے راستہ پر بیٹھیں اور آنحضرت نے ان کو پہچانا فرمایا واپس چلو کہ میں تم کو غنی کر دوں گا۔ پھر ایک لاکھ درہم اُن کے لیئے بھیجا۔

بسند معتبر منقول ہے کہ ابوبصیر نے حضرت صادقؑ سے پُوچھا کہ یوسفؑ نے کنویں میں کون سی دُعا پڑھی جس سے ان کو نجات حاصل ہوئی فرمایا کہ جب وہ کنویں میں پھینکے گئے اور ناامید ہو گئے کہا۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَتِ الْخَطَایَا وَالذُّنُوْبُ قَدْ اَخْلَقَتْ وَجْھِیْ عِنْدَكَ فَلَنْ تَرْفَعَ لِیْ اِلَیْكَ صَوْتًا وَلَنْ تَسْتَجِیْبَ لِیْ دَعْوَۃً فَاِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ الشَّیْخِ یَعْقُوْبَ فَارْحَمْ ضُعْفَہٗ وَاجْمَعْ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ فَقَدْ عَلِمْتَ رِقَّتَہٗ عَلَیَّ وَشَوْقِیْ اِلَیْہِ یعنی خداوندا اگر میرے گناہوں اور خطاؤں نے میرے چہرے کو تیرے نزدیک ذلیل کر دیا ہے تو میرے لئے اپنے نزدیک کوئی آواز نہیں بلند کرتا اور نہ میرے لئے کسی دُعا کو مستجاب کرتا ہے تو میں تجھ سے مرد پیر یعقوبؑ کے حق سے سوال کرتا ہوں پس ان کے ضعف پر رحم کر اور مجھے اور ان کو یکجا کر دے کیونکہ تو یقیناً مجھ پر ان کی رقت اور ان کے لئے میرے شوق کو جانتا ہے۔ ابوبصیر نے کہا کہ اس کے بعد حضرت صادقؑ روئے اور فرمایا کہ میں دُعا میں یہ کہتا ہوں۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَتِ الْخَطَایَا وَالذُّنُوْبُ قَدْ اَخْلَقَتْ وَجْھِیْ عِنْدَكَ فَلَنْ تَرْفَعَ لِیْ اِلَیْكَ صَوْتًا فَاِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِكَ فَلَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْئٌ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّكَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ اس دُعا کو پڑھو اور بہت پڑھو کیونکہ میں بھی سختیوں اور عظیم بلاؤں کے موقع پر بہت پڑھتا ہوں۔ دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جبرئیلؑ یوسفؑ صلوات اللہ علیہ کے پاس زندان میں آئے اور کہا ہر نماز واجب کے بعد تین مرتبہ اس کو پڑھو۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَّارْزُقْنِیْ مِنْ حَیْثُ اَحْتَسِبُ وَمِنْ حَیْثُ لَا اَحْتَسِبُ۔

شیخ طوسی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت یوسفؑ ماہ محرم کی تیسری تاریخ کو قیدخانہ سے رہا ہوئے اور ابن بابویہ علیہ الرحمتہ نے بسند معتبر عبداللہ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب آلِ یعقوبؑ کو بھی مثل دُوسروں کے قحط سے تکلیف ہوئی یعقوب علیہ السلام نے اپنے فرزندوں کو جمع کیا اور کہا میں نے سُنا ہے کہ مصر میں غلّہ ارزاں فروخت ہوتا ہے اور مالکِ غلّہ



لوگوں کو روکتا نہیں بلکہ غلّہ دے کر جلد روانہ کر دیتا ہے لہذا تم لوگ جاؤ اور اُس سے غلہ خرید و انشاءاللہ وہ تمہارے ساتھ احسان کرے گا۔ فرزندان یعقوبؑ نے اپنا سامانِ سفر لیا۔ اور روانہ ہُوئے جب مصر میں وارد ہُوئے اور یوسفؑ کی خدمت میں پہنچے آپ نے ان کو پہچانا لیکن ان لوگوں نے آپ کو نہیں پہچانا۔ یوسفؑ نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو کہا ہم فرزندان یعقوبؑ پسر اسحٰقؑ پسر ابراہیمؑ خلیل خدا ہیں اور کنعان کے پہاڑ سے آئے ہیں یوسفؑ نے کہا تو تم لوگ تین پیغمبروں کی اولاد ہو لیکن تم صاحبان علم و حلم نہیں ہو اور نہ تم میں وقار و خشوع ہے شاید تم لوگ کسی بادشاہ کے جاسوس ہو گے اور میرے شہر میں جاسُوسی کے لئے آئے ہو گے۔ کہا اے بادشاہ ہم لوگ جاسوس نہیں ہیں اور نہ اصحاب حرب ہیں اور اگر تم کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے باپ کون ہیں تو یقیناً تم ہم کو گرامی رکھو گے۔ وُہ پیغمبر خدا ہیں اور پیغمبر خدا کے فرزند ہیں اور بہت اندوہناک ہیں۔ یوسفؑ نے پوچھا کس سبب سے ان کو اندوہ عارض ہوا ہے حالانکہ وہ پیغمبر ہیں اور پیغمبر زادہ ہیں اور ان کی جگہ بہشت ہے اور تم لوگوں کے ایسے تندرست و توانا بہت سے ان کے فرزند ہیں شاید ان کا حزن تمہاری جہالت، بیوقوفی، جھُوٹ اور مکر و فریب کی وجہ سے ہو گا۔ ان لوگوں نے کہا۔ اے بادشاہ ہم لوگ نادان و احمق نہیں ہیں اور نہ ان کا غم ہماری وجہ سے ہے لیکن ان کے ایک فرزند تھا جو سن کے لحاظ سے ہم سے بہت چھوٹا تھا۔ اس کا نام یوسفؑ تھا۔ ایک روز ہمارے ساتھ شکار کے لئے نکلا اور اس کو بھیڑیا کھا گیا اسی روز سے ہمارے والد اب تک برابر محزون اور مغموم اور گریاں رہتے ہیں۔ یوسفؑ نے پوچھا تم سب بھائی ایک باپ سے ہو کہا ہمارے باپ تو ایک ہیں لیکن ماں متفرق ہیں فرمایا کہ تمہارے باپ نے کیوں اپنے تمام فرزندوں کو بھیجا اور ایک کو اپنے پاس روک لیا تاکہ ان کا مُونس ہو اور اس سے ان کو راحت ملے کہا انہوں نے ہمارے ایک بھائی کو جو ہم سب سے بہت چھوٹا تھا اپنے پاس روک لیا فرمایا کہ کیوں اسی کو تم میں سے انہوں نے اختیار کیا کہا اس لئے کہ یوسفؑ کے بعد ہم سب میں اسی کو زیادہ دوست رکھتے ہیں۔ یوُسفؑ نے کہا میں تم میں سے ایک کو اپنے پاس روکے لیتا ہوں بقیہ سب لوگ اپنے باپ کے پاس جا کر میرا سلام پہنچاؤ اور کہو کہ اس فرزند کو جس کو تم کہتے ہو کہ انہوں نے اپنے پاس روک لیا ہے میرے پاس بھیجدیں تاکہ وُہ مجھ سے بیان کرے کہ ان کے غم کا کیا باعث ہُوا ہے۔ اور کیوں وہ پیری کے وقت سے پہلے ضعیف ہو گئے اور ان کے گریہ اور نابینا ہونے کا کیا سبب ہے۔ یہ سُن کر ان لوگوں نے اپنے درمیان قرعہ ڈالا۔ قرعہ شمعون کے نام نکلا یوسفؑ نے ان کو اپنے پاس روک لیا اور ان کے لئے کھانے کا انتظام کر دیا۔ ان کے دُوسرے بھائی واپس روانہ ہو گئے۔ جب بھائیوں نے

شمعون کو رخصت کیا۔ شمعون نے کہا بھائیو! دیکھتے ہو کہ میں کس امر میں مبتلا ہوں میرے پدر کو میرا سلام کہنا۔ جب وہ لوگ یعقوبؑ کے پاس آئے کمزور آواز سے ان کو سلام کیا آپ نے پوچھا کہ کیوں اس قدر کمزور آواز سے تم نے سلام کیا۔ اور کیوں تم میں اپنے دوست شمعون کی آواز مجھ کو نہیں سنائی دیتی ہے کہا آپ کے پاس ہم اس کی طرف سے آتے ہیں جس کا ملک تمام بادشاہوں سے بہت زیادہ ہے اور اس کے مقابل کا ہم نے کسی کو حکمت و دانائی و خشوع و سکینہ و وقار میں نہیں پایا بابا جان اگر کوئی آپ کا مثل ہے تو وہی ہے لیکن ہم اس گھر کے رہنے والے ہیں جو بلا کے واسطے خلق ہوئے ہیں۔ بادشاہ نے ہم کو متہم کیا اور کہا کہ میں تمہاری باتوں کا اعتبار نہیں کرتا جب تک تمہارے پدر بنیامین کو نہ بھیجیں اور ان کے ذریعہ سے پیغام بھیجیں کہ ان کے حزن اور پیری اور گریہ کرنے اور نابینا ہونے کا کیا سبب ہے، یعقوبؑ نے گمان کیا کہ یہ بھی فریب ہے جو ان لوگوں نے کیا ہے تاکہ بنیامین کو ان کے پاس سے جدا کر دیں۔ کہا میرے فرزند و تمہاری عادت بُری عادت ہے جس طرف جاتے ہو تم میں سے ایک کم ہو جاتا ہے میں اس کو تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا۔ جب فرزندوں نے اپنا سامان کھولا دیکھا کہ ان کے مال غلہ میں موجود ہیں اور ان کو واپس دیدیئے گئے ہیں جس کی ان کو خبر نہ تھی۔ خوش خوش اپنے باپ کے پاس آئے اور کہا کوئی اس بادشاہ کے مثل نہیں دیکھا گیا۔ وہ گناہ سے تمام لوگوں سے زیادہ پرہیز کرتا ہے۔ ہمارے مال جو قیمت طعام کے لئے اس کے واسطے ہم لوگ لے گئے تھے گناہ کے خوف سے ہم کو واپس کر دیا ہے۔ اسی مال کو ہم لے جائیں گے اور اپنے گھر والوں کے واسطے غلہ لائیں گے، اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے۔ اور اس کے واسطے ایک شتر بار اور حاصل کریں گے یعقوبؑ نے کہا تم جانتے ہو کہ بنیامین تم میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے یوسفؑ کے بعد مجھے اس کے ساتھ اُنس ہے اور وہ تمہارے درمیان میری راحت کا باعث ہے میں اس کو تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا۔ جب تک کہ تم خدا کے لئے مجھ سے عہد نہ کرو گے کہ اس کو میرے پاس واپس لاؤ گے۔ مگر یہ کہ تم کو ایسا امر درپیش ہو جس سے تمہارا اختیار نہ چلے، یہ سُن کر یہودا نے ضمانت کی اور وہ لوگ بنیامین کو اپنے ساتھ لے کر مصر کی جانب متوجہ ہوئے جب یوسفؑ کی خدمت میں پہنچے حضرت نے دریافت کیا آیا میرا پیغام اپنے پدر کو پہنچا دیا ان لوگوں نے کہا ہاں، اور جواب میں اپنے بھائی کو لائے ہیں جو چاہے اس سے پوچھ لیجئے یوسفؑ نے پوچھا صاحبزادے تمہارے پدر نے کیا پیغام بھیجا ہے بنیامین نے کہا مجھ کو آپ کے پاس بھیجا ہے اور سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ نے میرے پاس پیغام بھیجکر میرے حزن اور قبل از وقت پیر ہونے، رونے اور نابینا ہونے کا سبب دریافت کیا ہے۔ تو جو



شخص آخرت کو زیادہ یاد کرتا ہے اس کا حزن و اندوہ زیادہ ہوتا ہے اور میرا بڑھاپا وقت سے پہلے روز قیامت کی یاد کے سبب سے ہے اور مجھ کو میرے حبیب یوسفؑ کے غم نے رولایا اور میری آنکھوں کو بے نور کر دیا ہے۔ اور مجھے اطلاع ہوئی ہے کہ میرے غم کے سبب سے آپ بھی محزون ہوئے۔ اور میرے معاملہ میں اہتمام کیا ہے تو خدا آپ کو جزائے خیر اور ثواب عظیم کرامت فرمائے اور آپ کا مجھ پر اس سے زیادہ کوئی احسان نہ ہوگا کہ میرے فرزند بنیامین کو جلد میرے پاس واپس بھیج کر مجھے شاد کیجئے کیونکہ یوسفؑ کے بعد اس کو تمام فرزندوں سے بہت زیادہ دوست رکھتا ہوں میں اپنی وحشت میں اس سے اُنس حاصل کروں گا۔ اور اپنی تنہائی کو اس سے دُور کروں گا۔ اور میرے لئے آزوقہ بھی جلد بھیجئے جس سے اپنے عیال کے امر میں مدد حاصل کروں گا۔ جب یوسفؑ نے اپنے پدر کا پیغام سُنا گریہ گلوگیر ہوا۔ اور صبر نہ کر سکے اُٹھے اور مکان میں داخل ہو کر بہت روئے پھر باہر آئے اور حکم دیا تو ان لوگوں کے لئے کھانا لایا گیا۔ فرمایا کہ دو دو آدمی جو ایک ماں کے بطن سے ہوں ایک ایک خوان پر بیٹھیں یہ سُن کر سب کے سب بیٹھ گئے مگر بنیامین کھڑے رہے یوسفؑ نے کہا تم کیوں نہیں بیٹھتے کہا میرا کوئی بھائی موجود نہیں ہے جو میری ماں سے پیدا ہوا ہو۔ یوسفؑ نے کہا کیا تمہارا کوئی حقیقی بھائی نہ تھا۔ کہا تھا۔ پوچھا کیا ہوا جواب دیا۔ کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کو بھیڑیا کھا گیا۔ پوچھا تم کو اس کا غم کس قدر ہے کہا میرے بارہ فرزند ہوئے ہیں میں نے سب کے نام اپنے بھائی کے نام سے اشتقاق کیا ہے کہا ایسے بھائی کے بعد ہاتھ عورتوں کے گلے میں تم نے ڈالا۔ اور فرزند پیدا کئے بنیامین نے کہا میرے باپ مرد صالح ہیں انہوں نے مجھے حکم دیا کہ خواستگاری کرو شاید تم سے ایسی اولادیں پیدا ہوں جو زمین کو تسبیح خدا سے سنگین کریں اور دوسری روایت کے مطابق لاالٰہ الا اللہ کہنے سے (زمین کو قائم رکھیں) یوسفؑ نے کہا اچھا آؤ میرے خوان پر بیٹھو، برادرانِ یوسفؑ نے کہا کہ خدا یوسفؑ اور اس کے بھائی کو ہمیشہ ہم پر فوقیت دیتا ہے یہاں تک کہ بادشاہ نے اس کو اپنے ساتھ خوان پر بٹھایا۔ اس کے بعد یوسفؑ نے فرمایا تو پیمانہ کو بنیامین کے بار میں پوشیدہ کر دیا۔ جب لوگوں نے تلاش کیا تو ان کے بار میں نکلا اس لئے روک لیا۔ جب ان کے بھائی یعقوبؑ کے پاس آئے اور قصہ بیان کیا۔ یعقوبؑ نے کہا میرا پسر چوری نہیں کرتا۔ تم نے اس بارے میں بھی فریب کیا پھر فرزندوں کو حکم دیا کہ بار دیگر مصر جائیں اور عزیز مصر کو نامہ لکھا اور ان سے لطف و مہربانی کے طالب ہوئے اور سوال کیا کہ ان کے فرزند کو ان کے پاس واپس بھیجدے، جب فرزندان یعقوبؑ یوسفؑ کی خدمت میں پہنچے اور باپ کا خط ان کو دیا۔ انہوں نے پڑھا اور ضبط نہ کر سکے گریہ غالب ہوا۔ اور اُٹھ کر مکان میں داخل ہوئے اور کچھ دیر روئے۔ جب

باہر آئے بھائیوں نے کہا اے عزیز مصر ہم کو تمہاری مہربانی اور مروّت معلوم ہو چکی ہے اور ہم قحط و گرسنگی میں گرفتار ہیں اور ہمارے پاس سرمایہ کم ہے لہٰذا ہمارے سرمایہ کا خیال نہ کیجئے اور ہم کو پُورا پیمانہ دیجئے اور کافی غلہ دینے سے قبل ہمیں ہمارے بھائی کو بھیک میں دیجئے یقیناً خدا تصدق کرنے والوں کو اچھی جزا دیتا ہے یوسفؑ نے کہا آیا جانتے ہو کہ تم نے یوسفؑ اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا جس وقت کہ تم لوگ نادان تھے۔ ان لوگوں نے کہا شاید تم یوسفؑ ہو کہا ہاں میں یوسفؑ ہوں اور یہ میرا بھائی ہے خدا نے مجھ پر احسان کیا ہے اور جو بلاؤں پر صبر و پرہیزگاری اختیار کرتا ہے تو خدا نیک کام کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ پھر یوسفؑ نے کہا کہ وہ لوگ یعقوبؑ کے پاس واپس جائیں اور فرمایا کہ میرا پیراہن لے جاؤ اور میرے پدر کے چہرے پر رکھ دو تاکہ وہ بینا ہو جائیں اور سب لوگ مع اہل و عیال کے میرے پاس آؤ۔ اس وقت جبرئیلؑ یعقوبؑ پر نازل ہوئے اور کہا چاہتے ہو کہ تم کو کوئی دُعا تعلیم کروں کہ اسے جس وقت پڑھوگے تمہاری دونوں آنکھیں تم کو واپس مل جائیں گی کہا ہاں جبرئیلؑ نے کہا وہی پڑھو جو تمہارے باپ آدمؑ نے پڑھا تھا اور (جس کے ذریعہ سے) خدا نے ان کی توبہ قبول کی تھی۔ اور جو کچھ نوحؑ نے کہا تھا جس کے سبب سے ان کی کشتی جُودی پر ٹھہری تھی اور انہوں نے غرق ہونے سے نجات پائی اور جو کچھ تمہارے پدر ابراہیمؑ نے کہا تھا جس وقت کہ ان کو آگ میں ڈالا گیا اور ان کلمات کے ذریعہ سے خدا نے آگ کو ان پر سرد اور سلامت کیا یعقوبؑ نے کہا اے جبرئیلؑ بتاؤ وہ کلمات کیا ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ کہو پروردگارا میں تجھ سے بحق محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سوال کرتا ہوں کہ یوسفؑ و بنیامین دونوں کو مجھ سے ملا دے اور میری آنکھیں مجھے عطا فرما۔ یعقوبؑ نے ابھی یہ دُعا تمام نہیں کی تھی کہ خوشخبری دینے والا آیا اور پیراہن یوسفؑ کو ان کے چہرہ پر رکھا اور وُہ بینا ہو گئے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب یوسفؑ داخل زندان ہوئے ان کی عمر بارہ سال کی تھی اور اٹھارہ سال تک زندان میں رہے اور رہا ہونے کے بعد اسّی سال تک زندہ رہے تو آنحضرت کی عمر ایک سو دس سال ہوئی۔

دُوسری معتبر حدیث میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ یعقوبؑ نے یوسفؑ کے لئے اس ندر گریہ کیا کہ ان کی آنکھیں ضائع ہو گئیں۔ یہاں تک کہ ان سے (ان کے فرزندوں نے) کہا کہ ہمیشہ ؤسفؑ کو آپ یاد کرتے ہیں نتیجہ یہ ہوگا کہ بیمار ہو جائیں گے یا ہلاکت کے قریب پہنچیں گے۔ ہلاک ہو جائیں گے۔ اور یُوسف علیہ السلام نے یعقوبؑ کی مفارقت پر اس قدر گریہ کیا اہل زندان کو اذیت ہونے لگی اور ان لوگوں نے کہا یا تو آپ رات کو گریہ کیجئے اور دن میں



خاموش رہئیے اور یا دن کو رویا کیجئے اور رات کو چُپ رہئیے اور اس سے قبل معتبر حدیث میں ذکر ہو چکا کہ یُوسفؑ اُن پیغمبروں میں تھے جو پیغمبری کے ساتھ بادشاہی رکھتے تھے، اور ان حضرت کی سلطنت میں مصر اور اُس کے صحرا تھے اور سلطنت اس سے آگے نہ بڑھی۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یعقوبؑ اور عیص جوڑواں پیدا ہوئے تھے لیکن پہلے عیص پیدا ہوئے تھے۔ اور بعد میں یعقوبؑ اسی سبب سے ان کا نام یعقوبؑ رکھا گیا کیونکہ عیص کے عقب میں پیدا ہوئے۔ اور یعقوبؑ کو اسرائیل کہتے تھے یعنی خدا کا بندہ اس لئے کہ اسرا کے معنی بندہ کے ہیں اور ایل خدا کا نام ہے اور دُوسری روایت کی بنا پر اسرا کے معنی قوّت یعنی قوّتِ خدا۔

کعب الاحبار سے روایت کی گئی ہے کہ یعقوبؑ بیت المقدس کی خدمت کرتے تھے، اور بیت المقدس میں جو سب سے پہلے داخل ہوتا تھا۔ اور سب کے بعد نکلتا تھا آنحضرت ہی تھے وُہ بیت المقدس کی قندیلیں روشن کر دیتے تھے اور جب صبح کو جا کر دیکھتے تھے تو قندیلوں کو بجھی ہُوئی پاتے اس لئے ایک رات تاک میں بیٹھے ناگاہ دیکھا کہ ایک جن قندیلوں کو خاموش کر رہا ہے، حضرت نے اس کو پکڑا اور بیت المقدس کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ یعقوبؑ نے اس جن کو قید کر رکھا ہے وُہ مسجد کے ستون سے بندھا ہُوا ہے۔ اس کا نام ایل تھا۔ اسی سبب سے اُن کو اسرائیل کہنے لگے۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب بنیامین کو یوسفؑ نے قید کر لیا یعقوبؑ نے خدا کی بارگاہ میں دُعا کی اور کہا خداوندا کیا مجھ پر تو رحم نہ کرے گا میری دونوں آنکھیں اور دونوں فرزند کو تو نے لے لیا۔ خدا نے اُن پر وحی کی کہ اگر ان کو میں نے مار ڈالا ہوتا تو یقیناً زندہ کر دوں گا۔ اور ان کو تم سے ملا دُوں گا۔ لیکن کیا تم کو وُہ گوسفند یاد نہیں آتا ہے جس کو تم نے ذبح کر کے بریاں کیا اور کھایا اور فلاں شخص تمہارے مکان کے پہلو میں روزہ دار تھا تم نے اس کو کچھ نہ دیا۔ اس کے بعد یعقوبؑ ہر روز صبح کو حکم دیتے تھے کہ ایک فرسخ تک ندا کریں کہ جو شخص ناشتہ کرنا چاہے آلِ یعقوبؑ کے پاس آئے۔ اور ہر شام کو پکارتے تھے کہ جو شخص طعام چاہتا ہو آلِ یعقوبؑ کے پاس آئے۔

بسند معتبر حضرت امام محمّد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ یعقوبؑ نے یوسفؑ سے کہا کہ اے فرزند زنا نہ کرنا کیونکہ اگر کوئی پرندہ زنا کرتا ہے تو اس کے پر گر جاتے ہیں؛

حدیث صحیح میں حضرت صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک شخص رسولِ خدا

کے پاس آیا اور کہا کہ اے پیغمبرِ خدا میرے چچا کی لڑکی ہے جس کا حُسن و جمال اور بدن مجھے پسند ہے لیکن اس سے اولاد نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ اس کی خواستگاری نہ کر بدرستیکہ یوسفؑ نے جب اپنے بھائی بنیامین سے ملاقات کی پوچھا کہ کیونکر تم کو پسند آیا کہ میرے بعد عورتوں سے تزویج کرو کہا بابا جان نے مجھ کو حکم دیا۔ اور کہا کہ اگر تم سے ممکن ہو کہ اولاد حاصل کرسکو تاکہ وُہ زمین کو تسبیح و تنزیہ خدا سے قائم رکھیں تو کرو۔

بسند معتبر امام زین العابدین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ لوگوں نے تین خصلتوں کو تین شخصوں سے اخذ کیا ہے صبر کو ایوبؑ سے شکر کو نوحؑ سے اور حسد کو فرزندان یعقوبؑ سے!

بسند معتبر منقول ہے کہ ایک جماعت نے حضرت امام رضاؑ سے اعتراض کیا کہ آپ نے کیوں عہد مامون کی ولایت کو قبول کیا فرمایا کہ یوسفؑ پیغمبر خدا تھے اور عزیز مصر سے جو کافر تھا سوال کیا کہ ان کو اپنی جانب سے ولی بنا دے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ۔ فرمایا کہ مجھ کو زمین کے خزانوں پر والی قرار دو کیونکہ میں جو کچھ میرے ہاتھ میں ہوگا اس کی حفاظت کروں گا اور زمانہ کے لئے میں عالم ہوں۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ صبر جمیل جو یعقوبؑ نے کہا وہ صبر ہے کہ مطلق اس کی شکایت نہ ہو۔

دُوسری حدیث میں فرمایا کہ یوسفؑ نے اپنے پروردگار سے زندان میں بغیر سالن کے روٹی کھانے کی شکایت کی اور روٹیاں بہت سی ان کے پاس جمع ہوگئی تھیں تو خدا نے ان کو وحی کی کہ خشک روٹیوں کو ایک برتن میں رکھ کر نمک کا پانی اس پر ڈال دو جب ایسا کیا تو آبِ کامہؔ تیار ہُوا اور اسے اپنا سالن بنایا۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب زلیخا پریشان اور محتاج ہوگئیں بعض لوگوں نے کہا کہ یوسفؑ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اب عزیز مصر ہیں وہ تمہاری مدد کریں گے، بعض لوگوں نے کہا کہ اگر ان کے پاس جاؤ گی تو خوف ہے کہ وُہ تم کو تکلیف پہنچائیں ان تکلیفوں کے عوض میں جو تم نے اُن کو پہنچائی ہیں زلیخا نے کہا میں اس شخص سے نہیں ڈرتی جو خدا سے ڈرتا ہے۔ پھر جب یوسفؑ کی خدمت میں گئیں اور ان کو تختِ شاہی پر رونق افروز دیکھا کہا کہ تعریف اس خدا کے لئے سزاوار ہے جس نے غلاموں کو اپنی اطاعت کے سبب سے بادشاہ بنایا اور بادشاہوں کو اپنی معصیت کی وجہ سے

ع؎ سالن کی ایک قسم جس کا مزہ ترش ہوتا ہے۔ (مترجم)



غلام بنا دیا۔ پھر یوسفؑ نے اُن سے عقد کیا اور اُن کو باکرہ پایا تو یوسفؑ نے ان سے کہا کہ کیا یہ اُس سے بہتر اور مستحسن نہیں ہے جو تم حرام کے طور پر چاہتی تھیں۔ زلیخا نے کہا میں آپ کے بارے میں چار باتوں میں مبتلا تھی میں؎ اپنے ہمعصروں میں سب سے زیادہ حسین تھی۔ اور؎ آپ اپنے زمانہ کے لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے میں؎ باکرہ تھی اور میرا؎ شوہر نامرد تھا۔ جب یوسفؑ نے بنیامین کو اپنے پاس روک لیا۔ یعقوبؑ نے اُن حضرت کو خط لکھا اور وہ نہیں جانتے تھے کہ وُہ یوسف ہیں۔ اس خط کا ترجمہ یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ نامہ یعقوبؑ بن اسحٰق بن ابراہیمؑ خلیل الرحمٰن کا آلِ عزیز فرعون کی طرف ہے تم پر سلام ہو بہ تحقیق کہ میں اُس خدا کی حمد کرتا ہوں کہ جس کے سوا خدائی کا کوئی سزاوار نہیں ہے اما بعد بہ تحقیق کہ ہم اُس خاندان کے ہیں جس کی طرف اسباب بلا پہنچا ہیں۔ میرے جدّ ابراہیمؑ کو خدا کی اطاعت کے سبب سے آگ میں ڈالا گیا خدا نے اُن پر آگ کو سرد اور باعث سلامتی قرار دیا اور خدا نے میرے جدّ کو حکم دیا کہ میرے پدر کو اپنے ہاتھ سے ذبح کریں۔ پھر خدا نے اُن کو بخشا جو کچھ بخشا اور میرا ایک پسر تھا جو میرے نزدیک تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عزیز تھا وہ میری نگاہوں سے گم ہوگیا اُس کے غم میں میری آنکھوں کی روشنی جاتی رہی اُس کا ایک بھائی تھا جو اُسی کی ماں کے بطن سے تھا۔ جب وہ فرزند گم ہوگیا میں اس کو یاد کرتا تھا اور اُس کے بھائی کو اپنے سینہ سے لگاتا تھا جس سے میرے اندوہ میں تسکین ہوتی تھی وہ بھی تمہارے پاس چوری کے الزام میں قید ہو گیا۔ میں تم کو ہی گواہ کرتا ہوں کہ میں نے کبھی چوری نہیں کی اور نہ سارق فرزند مجھ سے پیدا ہوسکتا ہے جب یوسفؑ نے خط کو پڑھا روئے اور فریاد کی پھر کہا یہ میرا پیراہن لے جاؤ اور اُن کے چہرہ پر ڈال دو تاکہ وہ بینا ہو جائیں اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ سب لوگ میرے پاس چلے آؤ۔

دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب یعقوب علیہ السّلام مصر کے پاس پہنچے یُوسفؑ اپنے لشکر کے ساتھ سوار ہو کر اُن حضرت کے استقبال کو چلے۔ اثنائے راہ میں زلیخا کی طرف سے گذرے اور وُہ اپنے بالا خانہ پر عبادت میں مشغول تھیں، جب یوسفؑ کو دیکھا پہچانا اور مغموم آواز سے پکارا کہ اے جانے والے تیرے عشق میں میں نے بہت غم اُٹھایا۔ کیا خوب ہے تقویٰ و پرہیزگاری جو کس طرح بندوں کو آزاد کر دیتی ہے اور گناہ کس قدر بُری چیز ہے جو آزاد کو غلام بنا دیتا ہے۔

دوسری حدیث میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جب غلہ فروخت کرنے کے لئے متوجہ ہوتے اپنے بعض وکیلوں کو حکم دیتے کہ کل کی بہ نسبت گراں فروخت کریں اور جس روز جانتے تھے کہ نرخ زیادہ ہوگیا ہے اور زیادہ گراں فروخت کرنا چاہئے کہتے تھے کہ فلاں قیمت پر فروخت کرو اور نہیں چاہتے تھے کہ لفظ گرانی اُن کی زبان پر جاری ہو۔ وکیل سے ایک بار کہا کہ فروخت کرو اور نرخ اُس کے لئے مقرر نہ کیا وکیل کچھ دور گیا اور واپس آیا اور پوچھا کہ کس نرخ سے فروخت کروں فرمایا کہ جاؤ اور فروخت کرو اور نہیں چاہا کہ نرخ کی گرانی اُن کی زبان پر جاری ہو وکیل جب انبار کے پاس آیا۔ ایک شخص آیا اور قیمت اُس کو دی وکیل نے غلہ ناپنا شروع کیا ابھی گذشتہ روز کے نرخ کے مطابق ایک پیمانہ باقی تھا کہ خریدار نے کہا بس میں نے اسی قدر قیمت دی تھی وکیل نے سمجھا کہ نرخ ایک پیمانہ گراں ہوا ہے پھر دوسرا خریدار آیا اور اُس کے غلہ میں ابھی ایک پیمانہ باقی تھا کہ پہلے شخص کے غلہ کے برابر ہو خریدار نے کہا بس اتنی ہی قیمت میں نے دی ہے وکیل نے سمجھا کہ ایک پیمانہ اور زیادہ گراں ہوا ہے۔ یہاں تک کہ اُس روز نرخ میں نصف کا فرق ہوگیا۔

بسند ہائے معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو پیراہن کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے بہشت سے لایا گیا اُس کو قصبہ نقرہ میں رکھا تھا جب کوئی شخص اُس کو پہنتا تھا بہت کشادہ ہوتا تھا۔ جب قافلہ مصر سے روانہ ہُوا یعقوبؑ رملہ میں یا فلسطین شام میں تھے اور یُوسفؑ مصر میں تھے یعقوبؑ نے کہا میں یوسفؑ کی بو سونگھ رہا ہوں اُن کی مراد بہشت کی خوشبو تھی جو پیراہن سے اُن کے مشام میں پہنچی۔

بسند معتبر منقول ہے کہ اسمٰعیل بن تفضل ہاشمی نے حضرت صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جب فرزندانِ یعقوبؑ نے اُن سے التجا کی کہ اُن کے لئے استغفار کریں۔ تو یعقوبؑ نے کس سبب سے کہا کہ اس کے بعد اپنے خدا سے تمہارے لئے آمرزش طلب کروں گا اور اُس وقت اُن کے لئے طلب آمرزش نہ کی اور جب ان لوگوں نے یوسفؑ سے کہا کہ خدا نے تم کو ہم لوگوں پر اختیار کیا اور ہم خطا کار ہیں یوسفؑ نے کہا کہ آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے خدا تم کو بخش دے۔ امام نے فرمایا اس لئے کہ بہ نسبت ضعیفوں کے دل کے نوجوانوں کا دل زیادہ نرم ہوتا ہے۔ پھر فرزندانِ یعقوبؑ کا گناہ یُوسفؑ کے حق میں تھا اور یعقوبؑ کے حق میں یوسفؑ کے سبب سے تھا اس لئے



یوسفؑ نے اپنے حق کو معاف کر دینے میں سبقت کی اور یعقوبؑ نے عفو میں تاخیر کی اس لئے اُن کی معافی دُوسرے کے حق سے تھی لہذا اُن کے لئے شب جمعہ کی سحر تک ملتوی کی۔

متعدد معتبر سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت یُوسفؑ علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے استقبال کو آئے اور باہم ملاقات ہوئی یعقوبؑ پیادہ ہو گئے لیکن یوسفؑ کو شوکت شاہی مانع ہوئی اور وہ پیادہ نہ ہوئے۔ ابھی گلے مل کر فارغ نہ ہوئے تھے کہ جبرئیلؑ حضرت یوسفؑ پر نازل ہوئے اور رب الارباب کی جانب سے عتاب آمیز خطاب لائے کہ اے یوسفؑ تمام جہان کا مالک فرماتا ہے کہ ملک و بادشاہی تم کو میرے شائستہ صدیق بندہ کے لئے پیادہ ہونے سے مانع ہوئی اپنا ہاتھ کھولو جب ہاتھ بڑھایا اُن کے ہاتھ کی ہتھیلی سے اور ایک روایت کی بنا پر اُن کی انگلیوں کے درمیان سے ایک نُور نکلا یوسفؑ نے کہا یہ کیسا نور تھا جبرئیلؑ نے کہا پیغمبری کا نور تھا اب تمہارے صلب سے پیغمبر نہ ہوگا اس کی پاداش میں جو یعقوبؑ کی بابت تم نے کیا کہ اُن کے لئے پیادہ نہ ہوئے۔ [1]

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب زلیخا حضرت یوسفؑ کے دروازہ پر اُن کی بادشاہی کے زمانہ میں آئیں اور اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی لوگوں نے جواب دیا کہ ہم کو خوف ہے کہ حضرت یوسفؑ تم پر عتاب نہ کریں۔ اُس سبب سے جو تم سے اُن کی نسبت واقع ہوا۔ زلیخا نے کہا کہ اُس سے کوئی خوف مجھ کو نہیں ہوتا جو خدا سے ڈرتا ہے پھر وُہ مکان میں داخل ہوگئیں۔ یوسفؑ نے کہا اے زلیخا کیوں تمہارا رنگ متغیر ہوگیا ہے زلیخا نے کہا میں حمد کرتی ہوں اُس خدا کی جو بادشاہوں کو اپنی معصیّت کے سبب سے غلام بنا دیتا ہے اور غلاموں کو اپنی بندگی و اطاعت کی برکت سے شاہی کے مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے۔ یوسفؑ نے کہا جو کچھ تم نے میرے ساتھ کیا اُس کا کیا سبب تھا کہا تمہارا بے نظیر حسن و جمال۔ یوسفؑ نے کہا تمہارا کیا حال ہوتا اگر اُس پیغمبر کو دیکھتیں جو آخر زمانہ میں مبعوث ہوگا۔ جن کا اسم مبارک محمدؐ ہے اور وہ مجھ سے بہت زیادہ خوبصورت

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ بعضوں نے ان احادیث کو تقیہ پر محمول کیا ہے چونکہ یہ عامہ کے طریقہ سے منقول ہیں اور ممکن ہے کہ آنحضرت کا پیادہ نہ ہونا نخوت اور تکبر کی راہ سے نہ رہا ہو بلکہ تدبیر و مصلحت ملک کے لیے ہو اور چونکہ یعقوبؑ کے حق کی رعایت کرنا مصلحت ملک و بادشاہی کی رعایت سے اولیٰ تھا پس ترکِ اولیٰ اور مکروہ فعل آنحضرت سے صادر ہُوا اس سبب سے عتاب کے سزاوار ہوئے۔

بہت زیادہ خوشخوا اور بہت زیادہ سخی ہوں گے زلیخا نے کہا تم سچ کہتے ہو۔ یوسفؑ نے کہا کیونکر معلوم ہوا کہ میں سچ کہتا ہوں کہا اس لئے کہ جب تم نے اُن کا نام لیا اُن کی محبت میرے دل میں قائم ہو گئی اُس وقت خدا نے یوسفؑ کو وحی کی کہ زلیخا سچ کہتی ہے میں بھی اب اُس کو دوست رکھتا ہوں اس سبب سے کہ اُس نے میرے حبیب محمدؐ کو دوست رکھا اور یوسفؑ کو حکم دیا کہ اُن سے عقد کریں۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ اس امت کے مخالفین جو خنازیر سے مشابہ ہیں قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیبت کے بارے میں لوگوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ یقیناً برادرانِ یوسفؑ پیغمبروں کی اولاد میں سے تھے اور یوسفؑ کے ساتھ سودا اور معاملہ کیا اُن کے بھائی تھے اور اُن کو نہ پہچانا یہاں تک کہ یوسفؑ نے اظہار کیا کہ میں یوسفؑ ہوں تو یہ امت ملعونہ کیوں انکار کرتی ہے کہ خدا اپنی حجت کو جس وقت چاہے لوگوں سے پوشیدہ کر دے۔ بے شبہ یوسفؑ بادشاہ مصر تھے اور اُن کے اور اُن کے باپ کے درمیان اٹھارہ روز کی راہ تھی اگر خدا چاہتا کہ یوسفؑ اپنا مکان یعقوبؑ کو پہچنوا دیں تو قادر تھا۔ خدا کی قسم یعقوبؑ اور اُن کے فرزندان خوشخبری کے بعد قریہ کی راہ سے نو روز میں مصر پہنچے تو یہ امت کیوں انکار کرتی ہے کہ حق تعالیٰ وہ کرے گا۔ اپنی حجت کے بارے میں جو کچھ یوسفؑ کے بارے میں اُس نے کیا کہ وُہ لوگوں کے پاس سے بازاروں میں گذرتے اور فرش پر اُن کے ساتھ بیٹھتے اور وہ لوگ اُن کو نہ پہچانیں جب تک خدا اجازت نہ دے کہ وہ اپنے کو پہچنوائیں جس طرح کہ یوسفؑ کو اجازت دی جس وقت کہ انہوں نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ تم نے یوسفؑ کے ساتھ کیا کیا۔

دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جب فرزندانِ یعقوبؑ نے یوسفؑ کے لئے اجازت طلب [کی تو] یعقوبؑ نے اُن سے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں بھیڑیا اُس کو نہ کھا جائے۔ گویا اُن [کو] ایک عذر خود تعلیم کر دیا تو اُسی عذر سے وُہ لوگ کامیاب ہُوئے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ایک اعرابی یوسفؑ کی خدمت میں آیا حضرت نے اس [کو] کھانا کھلایا وہ جب فارغ ہوا یوسفؑ نے اس سے پوچھا کہ تیری منزل کہاں ہے۔ کہا [فلا]ں موضع میں فرمایا جب فلاں وادی میں پہنچنا یعقوبؑ کو پکارنا تو تیرے پاس ایک مرد عظیم [ص]احب جمال آئے گا۔ تو اُن سے کہنا کہ ایک شخص کو میں نے مصر میں دیکھا ہے جس نے تم [کو] سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ تمہاری امانت خدا کے نزدیک ضائع نہ ہوگی جب اعرابی اُس [مق]ام پر پہنچا اپنے غلاموں سے کہا کہ میرے اونٹوں کو دیکھتے رہنا۔ اور یعقوبؑ کو آواز دی



تو ایک بلند قامت فربہ اندام خوبصورت نابینا باہر آیا اور ہاتھ سے دیواروں کو پکڑتا ہُوا اُس کے پاس پہنچا۔ اعرابی نے پوچھا کیا تم ہی یعقوبؑ ہو کہا ہاں۔ پھر جب یعقوبؑ کو اعرابی نے یوسفؑ کا پیغام سُنایا یعقوبؑ گر پڑے اور بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے کہا اے اعرابی خدا کی درگاہ میں تیری کوئی حاجت ہے کہا ہاں میں بہت مال رکھتا ہوں اور میرے چچا کی لڑکی میرے عقد میں ہے اور اس سے اولاد نہیں ہوتی چاہتا ہوں کہ خدا سے دُعا کیجئے کہ ایک فرزند مجھے کرامت فرمائے۔ یعقوب علیہ السلام نے وضو کیا۔ اور دو رکعت نماز ادا کی اور اُس کے لئے دُعا کی تو خدا نے اُس کو چار مرتبہ جوڑواں فرزند عطا کئے۔ اس کے بعد سے یعقوبؑ سمجھتے تھے کہ یوسفؑ زندہ ہیں اور حق تعالیٰ اُن کو اس غیبت کے بعد ظاہر کرے گا اور اپنے فرزندوں سے کہا کرتے تھے کہ میں خدا کے لطف کو جس قدر جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور اُن کے فرزند اُن کو دروغ اور ضعف عقل سے نسبت دیتے تھے۔ لہٰذا جس وقت کہ بُوئے پیراہن اُن کے مشام میں پہنچی فرمایا میں یوسفؑ کی بُو سُونگھ رہا ہوں اور مجھ کو جھوٹ اور ضعف عقل سے نسبت نہ دو۔ یہودا نے کہا خدا کی قسم آپ اپنی قدیم غلطی میں مبتلا ہیں۔ جب بشارت دینے والا آیا اور پیراہن کو یعقوبؑ کی آنکھوں پر رکھا اور وہ بینا ہو گئے فرمایا کہ میں تم سے نہ کہتا تھا کہ خدا کی رحمت جس قدر میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

شیخ ابن بابویہ علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کو وارد کرنے کے بعد کہا ہے اس کی دلیل کہ یعقوبؑ کو یوسفؑ کی حیات معلوم تھی اور ابتلا و امتحان کے لئے خدا نے یوسفؑ کو اُن کی نظر سے پوشیدہ کر دیا تھا۔ یہ ہے کہ جب فرزندانِ یعقوبؑ اُن کے پاس روتے ہُوئے آئے فرمایا کہ میرے فرزندو تم کو کیا ہُوا کہ تم روتے اور واویلا کرتے ہو اور میں اپنے حبیب یوسفؑ کو تمہارے درمیان کیوں نہیں دیکھتا ہوں اُن لوگوں نے کہا کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا اور یہ اُس کا پیراہن ہم لوگ آپ کے لئے لائے ہیں۔ فرمایا میرے سامنے رکھو۔ پھر پیراہن کو اپنے مُنہ پر رکھا اور بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے کہا اے فرزندو تم کہتے ہو کہ میرے حبیب یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا کہا ہاں فرمایا کیوں اُس کے گوشت کی بُو نہیں معلوم ہوتی اور کیوں اُس کا پیراہن درست ہے بھیڑیئے پر جھوٹی تہمت رکھتے ہو میرا فرزند مظلوم ہو گیا اور تم نے فریب کیا ہے اُسی رات کو اُن سے مُنہ پھیر لیا اور یوسف علیہ السلام پر نوحہ کرنے لگے اور کہتے تھے کہ میرے حبیب یوسفؑ کو جس کو میں تمام فرزندوں سے زیادہ دوست رکھتا تھا

مجھ سے جدا کر دیا میرے حبیب یوسفؑ کو جس سے میں اپنے فرزندوں میں اُمید رکھتا تھا مجھ سے چھین لے گئے میرے حبیب یوسفؑ کو جس کے سر پر میں اپنا داہنا ہاتھ رکھتا تھا اور جس کے چہرہ پر بایاں ہاتھ رکھتا تھا مجھ سے چھین لیا میرے حبیب یوسفؑ کو جو تنہائی میں میرا مددگار اور وحشت میں میرا مونس تھا مجھ سے جدا کر دیا۔ میرے حبیب یوسفؑ کاش میں جانتا کہ تجھ کو کس پہاڑ پر پھینک دیا یا کس دریا میں غرق کر دیا میرے حبیب یوسفؑ کاش میں تیرے ساتھ ہوتا کہ مجھ پر وہی گذرتا جو تجھ پر گذرا۔

بسند معتبر ابوبصیر سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یعقوبؑ کا حزن یوسفؑ کی مفارقت پر بہت شدید ہُوا اور وُہ اس قدر روئے کہ اُن کی آنکھیں سفید ہو گئیں اور پریشانی اور احتیاج بھی اُن کو لاحق ہوئی۔ وہ ہر سال میں دو مرتبہ اپنے عیال کے لئے مصر سے گرمی اور جاڑے کے واسطے غلّہ منگاتے تھے انہوں نے اپنے فرزندوں کی ایک جماعت کو ایک قلیل سرمایہ دے کر اپنے چند رفیقوں کے ساتھ جو مصر جا رہے تھے روانہ کیا۔ جب وُہ لوگ یوسفؑ کی خدمت میں پہنچے اور وُہ وقت وُہ تھا جبکہ عزیز نے مصر کی حکومت یوسفؑ کے سپرد کر دی تھی یُوسفؑ نے اُن لوگوں کو پہچانا اور اُن لوگوں نے یوسفؑ کو بادشاہی کی ہیبت و وقار کے سبب نہ پہچانا۔ حضرت نے اُن لوگوں سے فرمایا کہ اپنے ساتھیوں سے پہلے اپنا سرمایہ لاؤ۔ اور اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ ان کو جلد ناپ کر غلّہ دے دو اور پورا پورا دینا اور جب فارغ ہونا اُن کے مال کو اُن کے بار میں بغیر اُن کی اطلاع کے رکھ دینا۔ پھر یوسفؑ نے بھائیوں سے کہا کہ میں نے سُنا ہے کہ تمہارے دو بھائی اور تھے وہ کیا ہو گئے کہا بڑے کو بھیڑیا کھا گیا اور چھوٹے کو اپنے باپ کے پاس چھوڑ آئے ہیں وُہ اس کو جُدا نہیں کرتے کیوں کہ وُہ اُس کے بارے میں بہت ڈرتے ہیں یوسفؑ نے کہا میں چاہتا ہوں۔ دُوسری مرتبہ جب غلہ خریدنے آؤ تو اُس کو اپنے ساتھ لیتے آنا اگر نہ لاؤ گے تو تم کو غلّہ نہ دُوں گا اور نہ اپنے پاس آنے دوں گا۔ جب وُہ لوگ باپ کی خدمت میں آئے اور اپنے مال کو کھولا دیکھا کہ اُن کا سرمایہ بھی اُن کے غلّہ میں موجود ہے کہنے لگے ہمارا سرمایہ بھی واپس کر دیا ہے اور ایک شتر بار دوسروں سے زیادہ غلہ دیا ہے لہذا باباجان ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ دُوسرا غلہ لائیں اور ہم اُس کی محافظت کریں گے۔ پھر جب چھ مہینہ کے بعد غلہ کی ضرورت ہُوئی یعقوب علیہ السلام نے اُن کو بھیجا اور بنیامین کو ہمراہ کر دیا اور خدا کا عہد اُن سے لیا کہ جب تک اُن کے اختیار میں ہو بنیامین



کو واپس لاویں۔ جب یوسفؑ کی مجلس میں وُہ لوگ داخل ہُوئے پُوچھا کہ بنیامین تمہارے ساتھ ہے کہا ہاں ہمارے سامان کے پاس ہے فرمایا کہ اُس کو لاؤ جب وُہ لوگ اُن کو لے آئے یوسفؑ مسندِ شاہی پر بیٹھے تھے فرمایا کہ بنیامین تنہا آئیں۔ اُن کے ساتھ دُوسرے بھائی نہ آویں۔ جب وہ یوسفؑ کے قریب پہنچے یوسفؑ نے اُن کو گود میں لے لیا اور روئے اور کہا میں تمہارا بھائی یوسفؑ ہوں۔ رنجیدہ نہ ہونا جو کچھ مصلحتاً تمہارے لئے انتظام کروں اور جو کچھ میں نے تم سے کہا اپنے بھائیوں سے نہ کہنا خوف نہ کرو اور غم نہ کرو۔ پھر اُن کو بھائیوں کے پاس بھیجدیا اور اپنے ملازموں سے فرمایا کہ آلِ یعقوب جو کچھ لائے ہیں لے لو اور جلد اُن کو غلہ دے دو اور جب فارغ ہو تو اپنے پیمانہ کو بنیامین کے بار میں رکھ دو جب ملازموں نے یوسفؑ کے حکم کے موافق عمل کیا اور ان لوگوں کو رخصت کیا اور وُہ سامان لاد کر اپنے رفیقوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یوسفؑ بھی اپنے ملازموں کے ساتھ اُن کے پیچھے چلے اور ندا کی کہ اے اہلِ قافلہ تم سارق ہو۔ پوچھا آپ کی کون چیز گم ہوئی ہے۔ ملازموں نے کہا کہ بادشاہ کا صاع نہیں ملتا اور جو شخص اُس کو لائے گا اُس کو ایک اونٹ بار گندم دیا جائے گا۔ جب اُن کے بار کی تلاشی لی گئی۔ بنیامین کے بار میں صاع دستیاب ہوا۔ یُوسفؑ کے حکم سے اُن کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور بھائیوں نے ہر چند رہائی کی کوشش کی فائدہ نہ ہوا آخر مایوس ہو کر واپس ہوئے اور یعقوبؑ سے واقعہ بیان کیا۔ حضرت نے انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون فرمایا اور روئے اور اُن کو اس قدر صدمہ ہُوا کہ اُن کی پشت خم ہو گئی اور دُنیا نے بھی یعقوبؑ اور ان کے فرزندوں کی جانب پیٹھ کر لی۔ یہاں تک کہ وہ لوگ بالکل محتاج ہو گئے اور اُن کا غلہ بھی ختم ہو گیا اُس وقت یعقوبؑ نے اپنے فرزندوں سے کہا کہ جاؤ یوسفؑ اور اُس کے بھائی کو تلاش کرو اور رحمتِ خدا سے مایوس نہ ہو پھر اُن میں سے کچھ لوگ قلیل سرمایہ کے ساتھ مصر روانہ ہُوئے اور یعقوبؑ نے عزیز کو نامہ لکھا تاکہ اُس کو اپنے اور اپنے فرزندوں کے لئے مہربانی پر آمادہ کریں۔ اور فرمایا قبل اس کے کہ اپنے سرمایہ کو ظاہر کرو نامہ عزیز کو دینا۔ اور خط میں لکھا۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط عزیز مصر اور عدالت کے ظاہر کرنے والے اور پیمانہ کو پُورا کر کے دینے والے کے نام ہے یعقوبؑ فرزندِ اسحٰق فرزند ابراہیمؑ خلیل کی جانب سے جن کے لئے نمرود نے آگ اور لکڑیاں جمع کیں تاکہ اُن کو جلائے لیکن خدا نے اُس کو اُن پر سرد باعثِ سلامتی قرار دیا اور

اُن کو اُس سے نجات دی۔ اے عزیز مَیں تم کو خبر دیتا ہوں کہ ہم ایسے قدیم خاندان کے لوگ ہیں کہ ہمیشہ ہم پر خدا کی جانب سے بلاؤں کا نزول رہتا ہے اس لئے کہ وہ نعمت وبلا کے ذریعہ سے ہمارا امتحان کرے اور بیسؔ سال سے متواتر ہم مصیبت میں گرفتار ہیں۔ اوّل یہ کہ میرا ایک فرزند تھا جس کا نام میں نے یوسفؑ رکھا تھا وہ میرے تمام فرزندوں میں میرے لئے راحت کا باعث تھا۔ وُہ میری آنکھ کی روشنی اور میوۂ دل تھا اس کے سوتیلے بھائیوں نے مجھ سے اصرار کیا کہ اُس کو اُن کے ساتھ بھیجدوں "تاکہ وُہ کھیلے اور خوش ہو۔ میں نے ایک روز صبح کو اُن کے ساتھ اُس کو بھیجدیا وُہ لوگ رات کے وقت روتے ہوئے واپس آئے اور کسی کے خون سے آلودہ کرکے میرے پاس ایک پیراہن لائے اور کہا کہ بھیڑیئے نے اُس کو کھا لیا لہٰذا اُس کے گم ہو جانے سے مجھے بہت صدمہ ہُوا اور اس کی جدائی میں مَیں اس قدر رویا کہ میری آنکھیں سفید ہوگئیں۔ یوسفؑ کا ایک بھائی اُس کی خالہ کے بطن سے تھا میں اُس کو بہت دوست رکھتا تھا۔ وُہ میرا مونس تھا جب یوسفؑ مجھے یاد آتا تھا اُسی کو میں اپنے سینہ سے لگا لیتا تھا۔ اُس سے میرے صدمہ میں کچھ کمی ہو جاتی تھی۔ اُس کو بھی اُس کے بھائی میرے پاس سے لے گئے۔ اس لئے کہ تم نے اُس کے حالات ان لوگوں سے دریافت کئے تھے اور حکم دیا تھا کہ اُس کو تمہارے پاس لے جائیں اگر نہ لے جائیں گے تو اُن کو غلہ نہ ملے گا۔ بنابریں مَیں نے اُس کو اُن کے ساتھ بھیج دیا۔ تاکہ ہمارے لئے گندم مِل سکے۔ وُہ لوگ واپس آئے اور اُس کو نہیں لائے اور کہا کہ اُس نے بادشاہ کا پیمانہ چُرا لیا تھا۔ حالانکہ ہم لوگ اُس خاندان کے ہیں جو چوری نہیں کرتے۔ تم نے اُس کو قید کر لیا اور میرے دل کو رنجیدہ کیا اور میرا غم اُس کی مفارقت میں شدید ہوگیا ہے۔ یہاں تک کہ میری کمر خم ہو گئی ہے اور میری مُصیبت اُن مصیبتوں کے ساتھ اور زیادہ ہوگئی ہے جو متواتر مجھ پر وارد ہوئی ہیں لہٰذا اُس کی راہ کھول کر اور اس کو قید سے رہا کرکے مجھ پر احسان کرو اور کافی گندم ہمارے لئے بھیج دو۔ اور اُس کے نرخ میں کشادہ دِلی سے کام لو۔ اور ارزاں دو اور آلِ یعقوبؑ کو جلد روانہ کرنا۔ جب خط لیکر فرزندانِ یعقوبؑ روانہ ہُوئے جبرئیلؑ یعقوبؑ پر نازل ہوئے اور کہا تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ تم کو کس نے مصیبتوں میں مبتلا کیا جو عزیز کو لکھا ہے۔ یعقوبؑ نے کہا خداوندا تونے از روئے عقوبت و تادیب مبتلا کیا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ آیا میرے سوا کوئی اور قادر ہے کہ ان بلاؤں کو تم سے دفع کرے



عرض کی نہیں اے پالنے والے خدا نے فرمایا کہ پھر تم نے میرے غیر سے شکایت کرنے میں شرم نہیں کی اور مجھ سے فریاد نہ کی اور اپنے بلاؤں کی مجھ سے شکایت نہ کی یعقوبؑ نے کہا پالنے والے تجھ سے آمرزش طلب کرتا ہوں اور تجھ سے توبہ کرتا ہوں اور اپنے رنج واندوہ کی شکایت تجھ سے کرتا ہوں اُس وقت حق تعالیٰ نے فرمایا تمہاری اور تمہارے خطا کار فرزندوں کی تادیب میں نے انتہا کو پہنچا دی اور اگر اے یعقوبؑ اُسی وقت اپنے مصائب کی مجھ سے شکایت کرتے جس وقت کہ تم پر نازل ہوئے اور اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کرتے بیشک اُن بلاؤں کو تم سے دفع کر دیتا اُس کے بعد جبکہ تمہارے لئے مقدر کر چکا تھا۔ لیکن شیطان نے میری یاد تمہارے دل سے بھلادی تھی اور تم میری رحمت سے ناامید ہوگئے تھے لیکن میں تو بخشنے والا اور مہربان خدا ہوں۔ میں استغفار اور توبہ کرنے والے بندوں کو دوست رکھتا ہوں جو میری جانب میری رحمت اور آمرزش کی امید پر رغبت کرتے ہیں۔ اے یعقوبؑ میں یوسفؑ اور اس کے بھائی کو واپس کرتا ہوں اور جو کچھ تمہارے مال خون اور گوشت سے ضائع ہوا ہے سب تم کو عطا کرتا ہوں۔ تمہاری آنکھوں کو بینا اور تمہاری خمیدہ کمر کو مثل تیر کے سیدھی کئے دیتا ہوں پس تمہارا دل شاد اور آنکھیں روشن ہوں۔ میں نے تمہارے ساتھ جو کچھ کیا ایک قسم کی تادیب تھی جو تم کو کی لہٰذا میرا ادب قبول کرو۔ اُدھر جب فرزندانِ یعقوبؑ یوسفؑ کے پاس پہنچے وہ شاہی تخت پر رونق افروز تھے۔ کہا اے عزیز ہماری پریشانی وبدحالی معلوم ہے ہم لوگ قلیل سرمایہ لائے ہیں لیکن ہم کو کافی غلّہ دیجئے اور بنیامین کو ہمیں بھیک میں دے دیجئے۔ یہ ہے خط ہمارے باپ یعقوبؑ کا جو اُنہوں نے ہمارے بھائی کے بارے میں لکھا ہے اور سوال کیا ہے کہ اُن کے پاس اُن کے فرزند کو واپس کرکے احسان کیجئے۔ یوسفؑ نے یعقوبؑ کے خط کو لیکر بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا اور روئے کہ اُن کی آواز گریہ بُلند ہوئی یہاں تک کہ جو پیراہن پہنے ہوئے تھے اُن کے آنسوؤں سے تر ہوگیا پھر اپنے بھائیوں کو اپنے کو پہچنوایا۔ اُن لوگوں نے کہا خدا کی قسم خدا نے تم کو ہم پر اختیار کیا ہے لہٰذا ہم کو سزا نہ دو اور رسوا نہ کرو آج ہمارے گناہ سے درگذر کرو یوسفؑ نے کہا آج تمہارے لئے کوئی سرزنش نہیں ہے خدا تم کو بخش دے یہ میرا پیراہن لے جاؤ جس کو میرے آنسوؤں نے تر کر دیا ہے اور میرے باپ کے چہرہ پر رکھ دو کہ جب وُہ میری بُو سونگھیں گے۔ بینا ہو جائیں گے اور اپنے تمام متعلقین کو میرے پاس لاؤ اور اُن

کی ہر طرح مدد کی جو کچھ اُن کو ضرورت تھی اُن کو عطا کیا اور یعقوبؑ کی خدمت میں واپس کیا۔ جب قافلہ مصر سے باہر نکلا یعقوبؑ کو یوسفؑ کی بو معلوم ہوئی اپنے کسی فرزند سے کہا جو اُن کے پاس موجود تھا کہ میں یوسفؑ کی بو سونگھتا ہوں۔ اُس جگہ اُن کے دُوسرے فرزند بھی یوسفؑ کی بادشاہی، عزت، حشم خدم وغیرہ کی خوشخبری لے کر نہایت تیزی کے ساتھ نو روز میں یعقوبؑ کے پاس پہنچے۔ اور پیراہن کو یعقوبؑ کے چہرہ پر رکھا کہ اُن کی آنکھیں روشن ہوگئیں پوچھا کہ بنیامین کہاں ہے جواب دیا کہ نہایت اچھی حالت میں ہم یوسفؑ کے پاس اس کو چھوڑ آئے ہیں۔ یہ سُن کر یعقوبؑ خدا کی حمد اور سجدۂ شکر بجا لائے اُن کی آنکھیں بینا ہوگئیں اور کمر سیدھی ہوگئی اور فرزندوں سے کہا کہ آج ہی انتظام کرو اور روانہ ہوجاؤ غرض بسرعت تمام یعقوبؑ اور یامیل یوسفؑ کی خالہ مصر کی جانب روانہ ہوئے اور نو روز میں منازل طے کر کے مصر میں داخل ہوئے جب یوسفؑ کے دربار میں پہنچے وُہ باپ کے گلے میں باہیں ڈالکر روئے اور چہرہ کو بوسہ دیا اور یعقوبؑ کو مع اپنی خالہ کے تخت بادشاہی پر بٹھایا۔ پھر اپنے مکان میں داخل ہوئے اور اپنے جسم پر خوشبو دار تیل مَلا۔ اور سُرمہ لگایا اور شاہانہ لباس پہنا پھر اُن کے پاس آئے جب اُن لوگوں نے دیکھا سب اُن کی تعظیم اور شکر خداوند عالم کے لئے سجدے میں گر پڑے۔ اُس وقت یوسفؑ نے کہا یہ ہے میرے خواب کی تعبیر جو میں نے پہلے دیکھا تھا جسے میرے پروردگار نے سچ کر دکھایا جبکہ مجھ کو قید خانہ سے رہا کیا اور آپ لوگوں کو قریہ سے میرے پاس پہنچایا بعد اُس کے کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈال دیا تھا۔ یوسفؑ نے اس بیسؔ سال کے عرصہ میں نہ روغن ملا تھا نہ سُرمہ لگایا تھا اور نہ کبھی اپنے جسم کو معطر کیا تھا اور نہ ہنسے تھے نہ عورتوں کے قریب گئے تھے۔ [۱]

[۱] مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اور بہت سی حدیثوں کا ظاہر یہ ہے کہ یوسفؑ سے یعقوبؑ کی مفارقت کی مدت بیس سال تھی۔ لیکن مورخین و مفسرین میں اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ یوسفؑ کے خواب دیکھنے اور اُن کے پدر سے ملاقات کے درمیان اسّی سال گذرے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ستّر سال گذرے۔ بعض لوگوں نے چالیس۴۰ اور بعض نے اٹھارہ سال کہا ہے اور حسن بصری سے روایت ہے کہ جس وقت یوسفؑ کو کنوئیں میں ڈالا اُن کی عمر سات سال یا دس سال تھی اور غلامی اور قید اور بادشاہی میں اسّی سال گذرے اور باپ اور عزیزوں سے ملنے کے بعد تیئیس۲۳ سال زندگانی کی اس طرح آنحضرت کی عمر ایک سو۱۲۰ بیس سال ہوئی۔ اور بعض شیعہ روایتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مفارقت کی مدت بیس۲۰ سال سے زیادہ تھی۔ (باقی صفحہ ۳۴۹ پر)



بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب عزیز کے حکم سے یُوسفؑ زندان میں ڈالے گئے حق تعالیٰ نے تعبیر خواب کا علم اُن حضرت کو تعلیم کیا۔ وُہ اہلِ زندان کے خوابوں کی تعبیر بیان کرتے تھے جب اُن دو جوانوں کے خوابوں کی تعبیر بیان کی یہ خیال کر کے کہ قید سے رہائی ہوجائے گی۔ ایک سے کہا تھا کہ مجھ کو عزیز کے سامنے یاد کرنا حق تعالیٰ نے عتاب فرمایا کہ جب میرے غیر سے تم نے توسل کیا تو اتنے سال اور قید میں رہو لہٰذا بیس سال زندان میں رہے اور اکثر روایتوں میں وارد ہُوا ہے کہ سات سال زندان میں رہے۔

بسند موثق منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا کہ آیا فرزندانِ یعقوبؑ پیغمبران خدا تھے فرمایا نہیں۔ لیکن اسباط اور پیغمبروں کی اولاد سے تھے اور دُنیا سے سعادت مند گئے اپنے اعمال کی بدی کا اقرار کیا اور توبہ کی۔

بسند صحیح منقول ہے کہ ہشام بن سالم نے حضرت صادق علیہ السلام سے پُوچھا کہ یوسفؑ کے بارے میں یعقوبؑ کا غم کس پایہ تک تھا فرمایا کہ ستّر پسر مردہ عورتوں کے حزن کے برابر۔ پھر فرمایا کہ جبرئیلؑ یوسفؑ پر زندان میں نازل ہوئے اور کہا کہ حق تعالیٰ نے تمہارا اور تمہارے پدر کا امتحان لیا ہے۔ تم کو زندان سے نجات دے گا۔ اُس سے بحق محمدؐ و آلِ محمدؐ سوال کرو تاکہ تم کو رہائی بخشے۔ یوسفؑ نے کہا خداوندا میں تجھ سے بحق محمدؐ و آلِ محمدؐ سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو جلد نجات بخش۔ اور راحت دے اس محنت و بلا سے جس میں گرفتار ہوں جبرئیلؑ نے کہا کہ اے صدیق خوش ہو کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴۸) بعض حدیثوں سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بنیامین یوسفؑ کی ماں کے بطن سے نہ تھے بلکہ اُن کی خالہ کے بطن سے تھے اور مفسروں کی کثیر جماعت بھی اسی کی قائل ہے وُہ کہتے ہیں کہ جو کچھ آیت میں واقع ہوا ہے کہ یُوسفؑ اپنے باپ ماں کو تخت پر لے گئے مجاز کے طریقہ سے ہے اور اس سے مراد باپ اور خالہ ہیں کیونکہ خالہ کو بھی ماں کہتے ہیں جس طرح چچا کو باپ کہتے ہیں اور یُوسفؑ کی ماں راحیل کا انتقال ہو چکا تھا اور بعض نے کہا ہے کہ راحیل کو خدا نے زندہ کر دیا تھا تاکہ اُن کا خواب درست ہو اور بعض نے کہا ہے کہ اُن کی ماں اُس وقت تک زندہ تھیں لیکن قول اوّل زیادہ قوی ہے چنانچہ دُوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ جب یعقوبؑ یوسفؑ کے پاس آئے کتنے لڑکے اُن کے ساتھ تھے فرمایا کہ گیارہ پسر۔ دریافت کیا کہ بنیامین یوسفؑ کی ماں کے بطن سے تھے یا خالہ کے، فرمایا کہ اُن کی خالہ کے لڑکے تھے۔

تمہاری خوشخبری کے لئے بھیجا ہے۔ تین روز میں تم کو زندان سے رہائی ہو جائے گی۔ وُہ تم کو مصر کا بادشاہ بنائے گا۔ اشراف اہلِ مصر سب کے سب تمہاری خدمت کریں گے۔ اور تمہارے بھائی اور پدر کو تمہارے پاس جمع کرے گا۔ اے صدیق تم خدا کے برگزیدہ اور اس کے برگزیدہ بندہ کے فرزند ہو تم کو بشارت ہو۔ اُسی شب کو عزیز نے خواب دیکھا جس سے وہ خائف ہُوئے اور اپنے اعوان سے بیان کیا۔ وُہ لوگ اُس کی تعبیر سے عاجز رہے۔ اُس وقت اُس شخص کو یوسفؑ یاد آئے جنہیں قید سے رہا کیا گیا تھا۔ اُس نے کہا اے بادشاہ مجھ کو زندان میں بھیجئے وہاں ایک شخص ہے جس کا نظیر میں نے علم و بردباری اور تعبیر میں دُنیا میں نہیں دیکھا۔ آپ نے جب مجھ پر اور فلاں شخص پر غضب فرمایا تھا اور زندان میں بھیجدیا تھا۔ ہم دونوں نے خواب دیکھا اُس نے تعبیر بیان کی۔ جیسا کہ اُس نے کہا تھا آپ نے میرے ساتھی کو دار پر کھینچا اور مجھ کو نجات بخشی عزیز نے کہا جا کر اُس سے خواب کی تعبیر دریافت کرو۔ وہ شخص قید خانہ میں گیا اور یُوسفؑ سے تعبیر دریافت کر کے جب عزیز کے پاس واپس آیا اور اُن کا پیغام بھی پہنچایا۔ عزیز نے کہا۔ یوسفؑ کو زندان سے لاؤ۔ میں ان کو اپنا مقرب اور برگزیدہ بناؤں گا۔ یوسفؑ نے جواب میں کہا کیونکر میں اُن سے بھلائی کی امید رکھوں حالانکہ ان کو گناہ سے میری بیزاری کا علم ہو چکا تھا۔ پھر بھی اتنے سال مجھے قید رکھا۔ یہ معلوم کر کے عزیز نے عورتوں کو بُلا بھیجا اور اُن سے یوسفؑ کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا حاش للّٰہ ہم نے کوئی برائی اُن میں نہیں دیکھی۔ پھر اُس نے قید خانہ میں ملازم کو بھیج کر یوسفؑ کو اپنے پاس بُلایا اور اُن سے گفتگو کی تو اُن کی عقل و دانش اور کمال کو پسند کیا اور کہا میں چاہتا ہوں کہ میرا خواب اور اُس کی تعبیر بیان کیجئے یُوسفؑ نے پہلے خواب کو نقل کیا۔ پھر تعبیر بیان کی۔ عزیز مصر نے کہا آپ نے سچ فرمایا اب تبلائیے کہ کون میرے ہفت سالہ ذخیرہ کو جمع کرے گا اور اُس کی حفاظت کرے گا یوسفؑ نے کہا کہ حق تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی ہے کہ میں اس امر کی تدبیر کروں۔ اور اس قحط سالی میں اس امر کا انتظام کروں۔ بادشاہ نے کہا بہتر ہے۔ یہ بادشاہی مُہر اور شاہی تخت و تاج اَب آپ کے حوالے ہے۔ جو چاہیئے انتظام کیجئے۔ یوسفؑ متوجہ ہُوئے اور فراوانی کے ہر سات سال میں غلہ جمع کیا اور مصر کی زراعتوں کا حاصل خوشہ سمیت خزانہ میں رکھا جب قحط کے ایام آئے غلہ فروخت کرنے پر متوجہ ہُوئے پہلے سال طلا و نقرہ کے عوض فروخت کیا یہاں تک کہ مصر اور اُس کے قرب و جوار میں ایک درہم و دینار کسی کے پاس نہ بچا اور سب یوسفؑ



کے خزانہ میں داخل ہو گیا اور دُوسرے سال زیور اور جواہرات کے عوض فروخت کیا یہاں تک کہ جس قدر زیور اور جواہر اُس سلطنت میں تھا اُن کے خزانہ میں پہنچ گیا۔ تیسرے سال حیوانات اور مویشیوں کے عوض فروخت کیا اور اُن کے تمام حیوانوں کے مالک ہو گئے چوتھے سال غلاموں اور کنیزوں کے عوض فروخت کیا۔ یہاں تک کہ ہر مملوک جو اُس ملک میں تھا۔ سب کے مالک ہُوئے۔ پانچویں سال مکانات عمارات وغیرہ کے عوض فروخت کیا اور ہر چیز پر متصرف ہُوئے۔ چھٹے سال زمینوں اور نہروں کے عوض میں بیچا اور مصر اور اُس کے اطراف کی تمام مزروعہ اور نہریں اُن کے تصرف میں آگئیں۔ ساتویں سال جبکہ لوگوں کے پاس کچھ نہیں رہ گیا تھا لوگوں کی خود ذاتوں کے عوض میں غلہ دیا یہاں تک کہ مصر اور اُس کے قرب و جوار میں جس قدر انسان تھے یوسفؑ کے غلام ہو گئے اُس وقت یوسفؑ نے بادشاہ سے کہا کہ ان امور میں جو خدا نے مجھے عطا فرمایا ہے تم کیا مصلحت دیکھتے ہو بادشاہ نے کہا کہ رائے تو تمہاری رائے ہے جو چاہو کرو مختار ہو۔ یوسفؑ نے کہا تم کو اور خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے تمام اہلِ مصر کو آزاد کیا اور اُن کے اموال اور غلاموں کو اُنہیں واپس دیا۔ اور تمہاری انگشتری (مہر) اور تاج و تخت تم کو واپس دیا اس شرط پر کہ جس طرح میں نے ان کے ساتھ سلوک کیا تم بھی کرو اور ان کے درمیان جس طرح میں نے حکم کیا تم بھی کرنا کیونکہ خدا نے ان کو میرے سبب سے نجات دی۔ بادشاہ نے کہا میرا دین اور میرے لئے فخر کا سبب یہی ہے۔ میں خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں۔ اُس کا کوئی شریک نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اُس کے بھیجے ہُوئے پیغمبر ہیں اس کے بعد اُن حضرت سے یعقوبؑ اور اُن کے بھائیوں کی ملاقات واقع ہُوئی۔

بسند صحیح منقول ہے کہ محمد بن مسلم نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ یعقوبؑ مصر پہنچنے کے بعد یوسفؑ کے پاس کتنے دنوں زندہ رہے فرمایا کہ دو سال۔ پُوچھا کہ اُس وقت زمین میں حجت خدا یعقوبؑ تھے یا یوسفؑ فرمایا کہ یعقوبؑ حجت خدا تھے اور یوسفؑ سے بادشاہی متعلق تھی۔ جب یعقوبؑ عالم قدس کی جانب رحلت کر گئے یوسفؑ اُن کے جسد مبارک کو ایک تابوت میں رکھ کر شام لے گئے اور بیت المقدس میں دفن کیا۔ پھر یعقوبؑ کے بعد یوسفؑ حجت خدا ہوئے۔ پُوچھا کہ یوسفؑ رسول اور پیغمبر تھے فرمایا ہاں شاید تو نے نہیں سُنا کہ خدا نے قرآن میں فرمایا ہے کہ مومن آلِ فرعون نے کہا یوسفؑ تمہارے پاس روشن دلیلوں اور معجزات کے ساتھ آئے اور تم برابر اُن کی پیغمبری میں شک کرتے رہے یہاں تک کہ جب اُن کی وفات ہوئی تم لوگوں نے

کہا کہ اُن کے بعد خدا کوئی رسول نہ بھیجے گا۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب یوسفؑ داخل زندان ہُوئے اُن کی عمر بارہ سال کی تھی اور اٹھارہ سال وُہ زندان میں رہے اور رہا ہونے کے بعد اسیؔ سال زندہ رہے۔ آپ کی کل عمر ایک سو دس سال ہوئی اور دُوسری معتبر حدیث میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یعقوبؑ اور یوسفؑ ہر ایک کی عمر ایک۱۲۰ سوبیس سال ہُوئی۔

معتبر حدیث میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص قوم عاد سے فرعون کے زمانہ تک زندہ رہا۔ یوسفؑ کے زمانہ میں لوگ اُس کو بہت تکلیف پہنچاتے تھے اور اس کو پتھر مارتے تھے وہ فرعون کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ کو لوگوں کے شر سے امان دے تو میں تعجب خیز خبریں جو دُنیا میں مَیں نے مشاہدہ کی ہیں تجھ سے بیان کروں اور سچ کہوں گا تو فرعون نے اُس کو امان دی اور اپنا مقرب بنایا۔ وہ اُس کے دربار میں گذشتہ واقعات بیان کیا کرتا تھا۔ فرعون کو اُس کی صداقت پہ بہت کافی اطمینان ہوگیا۔ اُس نے یوسفؑ سے بھی کوئی جھوٹ نہیں سُنا اور نہ اُس عادی مرد کی کوئی جھوٹی بات معلوم ہُوئی۔ ایک روز فرعون نے یوسفؑ سے کہا کہ آیا کسی شخص کو جانتے ہو جو تم سے بہتر ہو فرمایا ہاں میرے پدر یعقوبؑ مجھ سے بہتر ہیں پھر جب یعقوبؑ فرعون کے دربار میں داخل ہوئے اور اس کو شاہی آداب کے ساتھ سلام کیا تو فرعون نے اُن کی بڑی عزّت کی اور اپنے پاس طلب کیا اُن کو یوسفؑ سے بھی زیادہ معزز کیا۔ پھر یعقوبؑ سے دریافت کیا کہ آپ کی کیا عمر ہوئی۔ فرمایا ایک سوبیس سال۔ عادی نے کہا غلط کہتے ہیں۔ یعقوبؑ خاموش رہے لیکن فرعون کو اُس کی یہ بات سخت ناگوار گذری پھر اُس نے یعقوبؑ سے پُوچھا اے شیخ آپ کی کتنی عمر ہُوئی فرمایا کہ ایک سوبیس سال عادی نے کہا جھوٹ کہتے ہیں۔ یعقوبؑ نے فرمایا خدا وندا اگر یہ شخص جھوٹ کہتا ہے تو اس کی داڑھی اُس کے سینہ پہ گر جائے اُسی وقت عادی کی تمام ریش اُس کے سینہ پر گر گئی۔ فرعون کو سخت خوف ہوا اُس نے یعقوبؑ سے کہا کہ میں نے جس شخص کو امان دی ہے اُس پر آپ نے نفرین کی۔ چاہتا ہوں کہ دُعا کیجیے کہ آپ کا خدا اُس کی ریش اُسے پھر عطا فرمائے۔ یعقوبؑ نے دُعا کی اور اُس کی ڈاڑھی پھر بدستور ہوگئی۔ عادی نے کہا کہ میں نے اس مرد کو ابراہیم خلیل الرّحمٰن کے ساتھ فلاں زمانہ میں دیکھا تھا جسے ایک سوبیس سال سے زیادہ عرصہ ہُوا۔ یعقوبؑ نے فرمایا کہ جس کو تو نے



دیکھا تھا۔ وُہ مَیں نہ تھا بلکہ اسحٰقؑ تھے اُس نے کہا تم کون ہو فرمایا میں یعقوبؑ پسر اسحٰقؑ پسر ابراہیمؑ ہوں عادی نے کہا سچ کہتے ہو۔ میں نے اسحٰقؑ کو دیکھا تھا۔ فرعون نے کہا تم دونوں سچ کہتے ہو۔

بسند معتبر ابو ہاشم جعفر سے منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے دریافت کیا کہ برادران یوسفؑ نے جو یہ کہا کہ اگر بنیامین نے چوری کی تو (کوئی تعجب نہیں) اُس کے بھائی نے بھی اس سے پہلے چوری کی تھی اس کے کیا معنی تھے فرمایا کہ یوسفؑ نے چوری نہیں کی تھی۔ لیکن یعقوبؑ کا ایک کمربند تھا جو ابراہیمؑ سے میراث میں ملا تھا۔ جب وُہ گُم ہو جاتا تھا جبرئیلؑ آکر بتلاتے تھے کہ کہاں اور کس کے پاس ہے پھر اُس سے لے لیا جاتا تھا اور اُس کو غلامی میں گرفتار کرلیتے تھے۔ وُہ کمربند دختر اسحٰق سارہ کے پاس تھا جو مادر اسحٰقؑ کی ہمنام تھیں۔ سارہ یوسفؑ سے بہت محبّت کرتی تھیں اور چاہتی تھیں کہ اُن کو اپنی فرزندی میں لے لیں۔ انہوں نے اُس کمربند کو یوسفؑ کی کمر میں اُن کے کپڑوں کے نیچے باندھ دیا اور یعقوبؑ سے کہا کہ میرا کمربند چوری ہوگیا۔ اُسوقت جبرئیلؑ نازل ہُوئے اور کہا کہ اے یعقوبؑ کمربند یوسفؑ کے پاس ہے اور بنا بر مصلحت الٰہی اُن پہ یہ نہیں ظاہر کیا کہ سارہ نے کیا تدبیر کی ہے۔ یعقوبؑ نے جب تلاش کیا کمربند یوسفؑ کی کمر سے ملا اور اُس وقت یوسفؑ بڑے ہوچکے تھے۔ سارہ نے کہا چونکہ یوسفؑ نے اس کو چُرایا ہے۔ لہٰذا میں زیادہ حق دار ہوں کہ یوسفؑ کو لیجاؤں۔ یعقوبؑ نے فرمایا کہ وُہ تمہارا غلام ہے۔ بشرطیکہ اُس کو فروخت نہ کرو اور نہ کسی کو بخش دو۔ کہا میں قبول کرتی ہوں بشرطیکہ مجھ سے آپ نہ لے لیں۔ اور میں اسی وقت اُس کو آزاد کرتی ہوں۔ پھر یوسفؑ کو آزاد کیا اور لے لیا۔ ابو ہاشم نے کہا کہ میرے دل میں گذرا اور مَیں یعقوبؑ اور یوسفؑ کے معاملہ میں تعجّب سے غور کر رہا تھا کہ باوجود آپس میں اس قدر قریب ہونے کے کیونکر یعقوبؑ سے یوسفؑ کا معاملہ پوشیدہ رہا یہاں تک کہ غم میں حضرت کی آنکھیں بے نور ہوگئیں حضرت نے باعجاز سمجھ لیا اور فرمایا کہ اے ابو ہاشم میں خدا سے اُس امر کے بارے میں پناہ مانگتا ہوں جو تیرے دل میں گذرا ہے اگر خدا چاہتا کہ جو چیز بھی یوسفؑ اور یعقوبؑ کے درمیان میں حائل ہوتی ہٹا دیتا تاکہ ایک دُوسرے کو دیکھتے۔ لیکن خدا کی مصلحت تھی اور اُن کی مُلاقات کی ایک مدّت متعین فرمائی تھی اور خدا اپنے دوستوں کے لیئے جو کچھ کرتا ہے اُسی میں اُن کے لیئے بہتری ہوتی ہے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام سے لوگوں نے حق تعالیٰ کے قول

کی تفسیر کہ تمام کھانے فرزندان یعقوبؑ کے لئے حلال تھے سوائے اُس کے جو کچھ یعقوبؑ نے اپنے اوپر حرام کرلیا تھا دریافت کی فرمایا کہ جس وقت یعقوبؑ اونٹ کا گوشت کھاتے تھے اُن کے جسم کے نیچے کے حصّہ میں زیادہ درد ہونے لگتا تھا اس وجہ سے اونٹ کا گوشت اپنے اوپر حضرت نے حرام کرلیا تھا اور یہ اُس وقت تھا کہ توراۃ نازل نہیں ہوئی تھی اور موسیٰ علیہ السلام نے اُس کو نہ حرام کیا اور نہ کھایا۔

دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ یوسفؑ نے اپنے زمانہ کی ایک بہت حسین عورت کی خواستگاری کی اُس نے انکار کیا اور کہا میرے بادشاہ کا غلام (مجھ سے عقد کرنا) چاہتا ہے حضرت نے اُس کے باپ سے خواستگاری کی اُس نے کہا کہ اُسی کو اختیار ہے۔ پس حضرت نے درگاہ باری میں دُعا کی اور گریہ فرمایا اور اُس کو طلب کیا۔ خدا نے وحی فرمائی کہ میں نے اُس کو تم سے تجویز کیا پھر یوسفؑ نے اُن لوگوں کے پاس قاصد بھیجا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہاری ملاقات کو آؤں اُن لوگوں نے کہا کہ آؤ۔ جب یوسفؑ اُس عورت کے مکان میں داخل ہوئے آپ کے آفتاب جمال کے نور سے وُہ مکان روشن ہوگیا اُس عورت نے کہا یہ انسان نہیں بلکہ فرشتہ گرامی ہے۔ یُوسفؑ نے پانی طلب کیا اُس عورت نے سبقت کی اور پانی کا گلاس لائی جب حضرت نے پانی پی لیا اُس نے گلاس لے کر انتہائی شوق کے ساتھ اپنے مُنہ سے لگا لیا۔ یوسفؑ نے کہا صبر کر اور بیتاب نہ ہو کہ تیرا مطلب حاصل ہوتا ہے۔ پھر اُس کے ساتھ عقد کیا۔

دُوسری معتبر حدیث میں اُن ہی حضرت سے منقول ہے کہ جب یوسفؑ نے اُس شخص سے کہا کہ مجھ کو عزیز کے سامنے یاد کرنا جبرئیلؑ اُن حضرت کے پاس آئے اور زمین پر ایک ٹھوکر ماری جس سے زمین کے ساتویں طبقہ تک شگاف ہوگیا کہا اے یوسفؑ زمین کے طبقۂ ہفتم پر نگاہ کرو کیا دیکھتے ہو۔ ایک چھوٹا سا پتھر پھر اُس پتھر میں شگاف کیا اور پوچھا پتھر کے اندر کیا ہے فرمایا ایک چھوٹا سا کیڑا جبرئیلؑ نے کہا کون اس کا روزی دینے والا ہے۔ کہا خداوند عالمین۔ جبرئیلؑ نے کہا تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ میں نے اس کیڑے کو زمین کے ساتویں طبقہ میں اس پتھر کے اندر فراموش نہیں کیا اور تم نے گمان کیا کہ میں تم کو بھول جاؤں گا کیونکہ تم نے اُس شخص سے کہا کہ بادشاہ سے میرا تذکرہ کرنا۔ لہٰذا اپنی اس نامناسب گفتگو کے سبب سے برسوں اب زندان میں رہو۔ یوسفؑ نے خدا کے اس عتاب پر اس قدر گریہ کیا کہ درو دیوار روئے اور قیدیوں کو اذیت ہوئی اور انہوں نے فریاد کی حضرت نے



اُن سے طے کیا کہ ایک روز روئیں گے اور ایک روز خاموش رہیں گے لیکن جس روز وُہ خاموش رہتے اُن کی حالت اُس روز سے بدتر ہو جاتی جس روز کہ روتے تھے۔

بسند ہائے معتبر حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہما السّلام سے منقول ہے کہ صبر جمیل یہ ہے کہ لوگوں سے کسی طرح کوئی شکایت نہ کی جائے۔ بہ تحقیق کہ حق تعالےٰ نے یعقوبؑ کو ایک رسالت کے ساتھ ایک راہب و عابد کے پاس بھیجا۔ جب راہب کی نظر اُن حضرت پر پڑی سمجھا کہ حضرت ابراہیمؑ ہیں جلدی سے کھڑا ہوگیا اور ہاتھ حضرت کی گردن میں ڈال کر کہا کہ خلیل خدا مرحبا۔ یعقوبؑ نے کہا میں ابراہیمؑ نہیں ہُوں بلکہ اسحٰقؑ کا فرزند ابراہیمؑ کا پوتا یعقوبؑ ہوں۔ راہب نے کہا کیوں اس قدر بڈھے ہوگئے ہو کہا غم و اندوہ نے مجھ کو ضعیف کر دیا۔ جب واپس ہوئے اور راہب کے دروازہ سے ابھی باہر نہ ہوئے تھے کہ وحی خدا اُن کو پہنچی کہ اے یعقوبؑ میرے بندوں سے میری شکایت کرتے ہو۔ حضرت اُسی چوکھٹ کے قریب سجدہ میں گر پڑے اور عرض کی پروردگارا پھر ایسے فعل کا ارتکاب نہ کرونگا۔ خدا نے وحی فرمائی کہ میں نے تم کو معاف کیا لیکن آئندہ ایسا عمل نہ کرنا پھر حضرت نے کسی سے شکایت نہ کی اس کے بعد جو کچھ حضرت پر دُنیا کی مُصیبتیں گذریں سوائے اس کے کہ ایک روز کہا کہ میں اپنے حزن و اندوہ کی شکایت کرتا ہوں مگر خدا سے اور خدا کا کرم جس قدر میں جانتا ہوں اے فرزندو تم نہیں جانتے۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے یوسفؑ کو وحی کی جس وقت وہ زندان میں تھے کہ کس چیز نے تم کو مجرموں کے ساتھ ساکن کیا کہا میرے جرم اور گناہ نے چونکہ اپنے گناہ کا اعتراف کیا حق تعالیٰ نے وحی کی کہ اس دُعا کو پڑھو۔ يَا كَبِيْرُ كُلِّ كَبِيْرٍ يَا مَنْ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ يَا خَالِقَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ الْمُنِيْرِ يَا عِصْمَةَ الْمُضْطَرِّ الضَّرِيْرِ يَا قَاصِمَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ يَا مُغْنِيَ الْبَائِسِ الْفَقِيْرِ يَا جَابِرَ الْعَظْمِ الْكَسِيْرِ يَا مُطْلِقَ الْمُكَبَّلِ الْأَسِيْرِ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ أَنْ تَجْعَلَ لِيْ مِنْ أَمْرِيْ فَرَجًا وَمَخْرَجًا وَتَرْزُقَنِيْ مِنْ حَيْثُ أَحْتَسِبُ وَمِنْ حَيْثُ لَا أَحْتَسِبُ۔ جب صبح ہُوئی عزیز نے اُن کو طلب کیا اور اُنہوں نے قید سے نجات پائی۔

دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جب عزیز مصر نے اپنے کو معزول کیا اور یوسفؑ کو تختِ سلطنت پر متمکن کیا۔ یوسفؑ نے دو پاکیزہ لباس پہنے اور تنہا بیابان کی

طرف گئے اور دو رکعت نماز ادا کی جب فارغ ہوئے ہاتھ آسمان کی طرف بُلند کیا اور کہا۔ یَا رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۔ پس جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا کیا حاجت رکھتے ہو کہا۔ رَبِّ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ۔ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس لئے دعا کی کہ مجھ کو دُنیا سے مسلمان اٹھانا اور صالحین سے ملحق کرنا کیونکہ فتنہ و فساد سے ڈرتے تھے جو آدمی کو دین سے برگشتہ کر دیتا ہے یعنی جبکہ آنحضرت فتنوں سے ڈرتے تھے پھر کون اُن سے بے خوف ہو سکتا ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ چہار شنبہ کے دن یوسفؑ زندان میں داخل ہوئے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کی کہ لوگوں کو کیونکر وہ شخص اچھا معلوم ہوتا ہے جو ناگوار غذائیں کھاتا ہے اور موٹے کپڑے پہنتا ہے اور خشوع کا اظہار کرتا ہے فرمایا کہ یوسفؑ پیغمبر تھے اور پیغمبر زادے تھے ریشمی قبائیں جن میں سونے کے تکمے لگے رہتے تھے پہنتے تھے اور آل فرعون کی مجلسوں میں بیٹھتے تھے اور حکم کرتے تھے۔ لوگوں کو اُن کے لباس سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اور ثعلبی نے کتاب عرائس میں ذکر کیا ہے کہ جب بادشاہ پر یوسفؑ کا عذر ظاہر ہُوا اور اُس نے اُن حضرت کی امانت کفایت علم اور عقل کو سمجھا اور اُن کو زندان سے طلب کیا تو یوسفؑ جب باہر نکلے اہل زندان کے لئے دُعا کی کہ خداوندا نیکوں کا دل ان پر مہربان کردے اور نیکیوں کو اُن سے پوشیدہ نہ رکھ پس آنحضرت کی دُعا کا یہ اثر ہوا کہ ہر شہر میں جو قیدی ہیں تمام لوگوں سے کچھ چیزوں میں زیادہ عقلمند ہیں۔ پھر زندان کے دروازہ پر لکھا کہ یہ جگہ زندہ لوگوں کی قبر ہے اور غموں کا گھر ہے اور دوستوں کی دوستی اور دشمنوں کی ملامت کے تجربہ کا ذریعہ ہے پھر غسل کیا اور زندان کی کثافت سے جسم کو پاک کیا اور پاکیزہ لباس پہنا اور بادشاہ کے دربار کی جانب روانہ ہوئے جب دروازہ پر پہنچے کہا۔ حَسْبِیْ رَبِّیْ مِنْ دُنْیَایَ وَحَسْبِیْ رَبِّیْ مِنْ خَلْقِهٖ عَزَّ جَلَالُهٗ وَجَلَّ ثَنَاءُهٗ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُهٗ۔ جب مجلس میں داخل ہوئے کہا۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ غَیْرِهٖ۔ جب بادشاہ کی نظر ان پر پڑی حضرت نے عبرانی زبان میں اُس پر سلام کیا بادشاہ نے پوچھا کہ یہ کون سی زبان ہے کہا میرے چچا اسمٰعیلؑ کی زبان ہے پھر بادشاہ کے لئے زبان عربی میں دُعا کی۔ اُس نے پوچھا یہ کونسی زبان ہے۔ کہا یہ میرے آباؤ اجداد کی



زبان ہے۔ وہ بادشاہ بھی سات زبانیں جانتا تھا۔ یوسفؑ سے جس زبان میں گفتگو کی اُسی میں حضرت نے جواب دیا۔ بادشاہ بہت خوش ہُوا اور اُس کو یُوسفؑ کی کمسنی اور اُن کے علم و کمال کی زیادتی پر تعجب ہوا۔ اُس وقت اُن کی عمر تیس سال تھی۔ بادشاہ نے کہا اے یوسفؑ میں چاہتا ہوں کہ اپنا خواب تم سے سُنوں یوسفؑ نے کہا تم نے خواب میں دیکھا کہ سات فربہ اشہب چشم نہایت سفید گائیں دریائے نیل سے نکلیں جن کے پستانوں سے دُودھ بہہ رہے تھے جس وقت تم نے اُن کو دیکھا اُن کے حُسن پر تعجّب کیا۔ ناگاہ نیل کا پانی خشک ہوگیا اور اُس کی تہہ ظاہر ہوگئی اور کیچڑ اور مٹی کے درمیان سے سات لاغر پریشان گرد آلود گائیں نکلیں جن کے شکم پشت سے لپٹے ہوئے تھے اُن کے پستان نہ تھے اُن کے دانت ناخن اور پنجے مثل درندوں کے تھے اُن کے سونڈ بھی درندوں کے سے تھے۔ اُن لاغر گایوں نے اُن فربہ گایوں کو پھاڑ ڈالا اور گوشت و پوست اور ہڈیوں کو توڑ کر اُن کا مغز تک کھا لیا۔ اور تم تعجّب کرتے تھے ناگاہ تم نے دیکھا کہ گیہوں کی سات بالیاں سبز اور سات بالیاں سیاہ ایک جگہ سے اُگیں اُن کی جڑیں پانی میں چلی گئیں پھر ایک ہَوا چلی اُس نے خشک بالیوں کو سبز بالیوں پر چسپاں کر دیا اور سبز بالیوں میں آگ لگ گئی۔ وُہ سب سیاہ ہوگئیں۔ عزیز نے کہا آپ نے سچ فرمایا میرا یہی خواب تھا۔ پھر اُس کی تعبیر بیان کی تو بادشاہ نے سلطنت کا انتظام اور زراعت کی حفاظت اُن کے سپرد فرمائی۔

شیخ طبرسی علیہ الرحمہ وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ عزیز مصر جس نے یوسفؑ کو قید کیا تھا اُس کا نام قطفیر تھا۔ وُہ بادشاہ کا وزیر تھا۔ بادشاہ کا نام ریان ابن ولید تھا۔ خواب بادشاہ نے دیکھا تھا۔ جب یوسفؑ کو زندان سے رہا کیا عزیز نے وزیر کو معزول کر کے منصب وزارت یوسفؑ کے سپرد کیا پھر بادشاہی ترک کر کے خانہ نشین ہوگیا۔ اور تاج و تخت بھی یوسفؑ کے حوالہ کر دیا اُسی زمانہ میں قطفیر کی وفات ہوگئی۔ بادشاہ نے اُس کی زوجہ راحیل کے ساتھ یوسفؑ کا عقد کر دیا اور اُس سے افرائیم اور میشائیم پیدا ہُوئے۔

عرائس میں نقل کیا ہے کہ جب یوسفؑ نے ابن یامین کو اپنے پاس طلب کیا اور تنہائی میں اُن سے گفتگو کی پوچھا تمہارا کیا نام ہے کہا ابن یامین پوچھا۔ یہ نام کیوں رکھا گیا کہا اس لئے کہ جب میں پیدا ہوا میری ماں کا انتقال ہوگیا۔ یعنی میں صاحب عزا فرزند ہوں۔ پوچھا تمہاری ماں کا کیا نام تھا کہا راحیل دختر لیان۔ پوچھا کیا تمہارے اولاد بھی ہوئی

کہا ہاں دس پسر پیدا ہوئے پُوچھا اُن کے نام کیا ہیں۔ کہا اُن کے نام اپنے بھائی کے نام سے مشتق کئے ہیں جو میری ماں کے بطن سے تھا اور وُہ ہلاک ہوگیا۔ یوسفؑ نے کہا کہ اس کا صدمہ تم کو اس قدر ہُوا کہ تم نے ایسا کیا۔ بتاؤ لڑکوں کے نام کیا ہیں کہا بالعاؔ۔ خیرؔ۔ اشکلؔ۔ اجیاؔ۔ خیبرؔ۔ نعماؔن۔ اورؔ۔ ارسؔ۔ جیمؔ۔ اور بیتمؔ۔ پُوچھا ان کے معنی کیا ہیں۔ کہا بالعاؔ اس لئے نام رکھا کہ زمین نے میرے بھائی کو چھپا لیا۔ اخیرؔ۔ اس لئے کہ وُہ میری ماں کے پہلے بیٹے تھے۔ اشکلؔ اس لئے کہ وُہ میرا حقیقی بھائی تھا۔ خیرؔ۔ اس لئے کہ وہ جس جگہ رہا بخیر رہا۔ نعماؔن اس لئے کہ وُہ ماں باپ کو پیارا تھا۔ اورؔ۔ اس وجہ سے کہ وہ حسن وجمال میں مثل پھُول کے تھا۔ ارسؔ۔ اس لئے کہ وہ بدن کے مقابلہ میں سر کے مانند تھا۔ جیمؔ اس واسطے کہ میرے باپ نے فرمایا کہ وُہ زندہ ہے۔ بیتمؔ۔ اس سبب سے کہ اگر میں اُس کو دیکھتا تھا میری آنکھیں روشن ہوتی تھیں اور بے انتہا مُسرّت ہوتی تھی۔ یوسفؑ نے کہا چاہتا ہوں کہ میں اُس بھائی کے عوض جو ہلاک ہوگیا تمہارا بھائی بنوں ابن یامین نے کہا کہ آپ کے مانند کون شخص بھائی پاسکتا ہے لیکن آپ یعقوبؑ راحیل سے نہیں پیدا ہوئے ہیں۔ یوسفؑ یہ سُن کر روئے اور اُن کو گلے سے لگا لیا اور کہا میں تمہارا بھائی یوسف ہُوں۔ غمگین نہ ہو اور اپنے بھائیوں کو اطلاع نہ دینا۔[1]

[1] مولف فرماتے ہیں چونکہ اس عجیب قصّہ میں علمانے اشکالات وارد کئے ہیں اور اکثر لوگوں کے دل میں بہت شکوک پیدا ہوتے ہیں لہٰذا اگر اُن کے جواب میں مجمل اشارہ کر دیا جائے تو مناسب ہوگا۔ اوّل یہ کہ حضرت یعقوبؑ نے محبّت و مہربانی میں یوسفؑ کو کیوں فضیلت دی جو ان مفاسد کا باعث ہوا حالانکہ فرزندوں میں بعض سے بعض کو فضیلت جائز نہیں ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ان فسادوں کا سبب ہو۔ جواب یہ ہے کہ وُہ تفضیل جو صرف بشری محبت کے سبب سے ہو اور کوئی دینی مقصد اُس میں نہ ہو وُہ بہتر نہیں ہے لیکن یوسفؑ سے یعقوبؑ کی محبت یوسفؑ کے حقیقی کمالات علم اور فضل اور قابلیت اور رتبۂ نبوت کی وجہ سے تھی۔ یا یہ کہ قلبی محبت اختیاری نہیں ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اختیاری امور میں اُن کے درمیان فرق نہیں رہتا۔ اور ممکن ہے کہ اُن فسادات کے ہونے کا یہ سبب ہو کہ یعقوبؑ نے نہ سمجھا ہو گا کہ اس کا باعث یہ ہوگا۔ دوّم یہ کہ یعقوبؑ نے جلالت نبوت کے ساتھ کیونکر اس قدر اضطراب و بے چینی اور گریہ یوسفؑ کی مفارقت میں کیا کہ اُن کی آنکھیں بے نور ہوگئیں حالانکہ پیغمبروں کو مصیبتوں پر تمام مخلوق سے زیادہ صبر کرنا چاہیئے۔ جواب یہ ہے کہ محبت اور حزن کی زیادتی اور رونا اختیاری نہیں ہے جو کچھ مذموم ہے وہ جزع کرنا اور چند چیزوں کا زبان سے نکالنا ہے جو حق تعالیٰ کے غضب کا باعث ہوتا ہے یعقوبؑ سے ایسے مذموم افعال صادر نہیں ہوئے اور حسب طلب قضائے الٰہی (باقی صفحہ ۳۵۹ پر)



# باب گیارھواں حضرت ایوبؑ کے عجیب قصّے

ارباب تفسیر وتاریخ کے درمیان یہ مشہور ہے کہ ایوبؑ اموص کے بیٹے وہ عیص کے بیٹے وہ اسحٰقؑ ابن ابراہیم علیہ السلام کے فرزند تھے اور آپ کی مادرِ گرامی لوط علیہ السلام کی اولاد سے تھیں بعض نے کہا ہے کہ ایوبؑ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵۸) پر راضی تھے اور قضا پر راضی رہنا ان سب کے منافی نہیں ہے جیسا کہ اگر کسی شخص کو مرض اکلہ کی تکلیف دفع کرنے کے لئے ضرورت ہو کہ خود اس کا ہاتھ قطع کیا جائے تو وہ خود جلاد کو طلب کرتا ہے اور اس کو اپنے ہاتھ کے کاٹ ڈالنے کا حکم دیتا ہے اور اُس سے راضی ہوتا ہے بلکہ اُس کا ایک حد تک احسان مند ہوتا ہے لیکن گریہ وفریاد کرتا ہے غمگین بھی ہوتا ہے اور یہ سب تکلیفوں کے دفع کرنے کا باعث نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابراہیمؑ کی وفات کے موقع پر فرمایا کہ دل بے چین ہے آنکھیں گریاں ہیں لیکن میں کوئی بات ایسی نہیں کہتا جو غضب پروردگار کا سبب ہو کیونکہ خدا کے دوستوں کی محبت خدا کے سوا کسی سے نہیں ہوتی اور جس سے ہوتی بھی ہے تو خدا کی خوشنودی و رضامندی کے لئے اور جو شخص خدا کا محبوب ہوتا ہے وہ لوگ اُسی کو دوست رکھتے ہیں کیونکہ ان کے محبوب کا محب ہوتا ہے۔ اسی طرح اپنے قریب سے قریب تر شخص سے اگر وُہ خدا کا دشمن ہے تو دشمنی کرتے ہیں اور اُس کے گلے پر تلوار پھیر دیتے ہیں اور سب سے زیادہ دُور رہنے والے انسان کے ساتھ اگر وہ خدا کا دوست ہے تو لطف ومحبت کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ حضرت یعقوبؑ یوسفؑ کو ظاہری حسن وجمال اور دنیوی اغراض کے لئے نہیں چاہتے تھے بلکہ انوار خیر وصلاح کے سبب سے جو اُن میں مشاہدہ کرتے تھے اُن کو دوست رکھتے تھے اسی لئے برادران یوسفؑ جو ان مراتب عالیہ سے غافل اور ان دقیق معنوں سے ناواقف تھے محبّت میں اُن کے امتیاز کے سبب سے تعجب کرتے تھے اور اُن کو گمراہی اور ضلالت سے نسبت دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم محبت اور رعایت کے زیادہ حق دار ہیں کیونکہ ہم تنومند اور قوت والے ہیں اور یوسفؑ سے زیادہ اُن کی خدمت کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یوسفؑ کی محبت اور اُن کی مفارقت میں یعقوبؑ کی بیقراری جناب مقدس الٰہی کی محبت کے خلاف اور اُن حضرت کے کمال کے منافی نہیں ہے بلکہ عین کمال ہے سوّم یہ کہ حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ کے خواب اور ملائکہ کے خبر دینے کے باوجود جانتے تھے کہ یوسفؑ زندہ ہیں تو کیوں اس قدر مضطرب ہوئے۔ جواب یہ ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اضطراب مفارقت پر ہوتا ہے یا کبھی بدا اور محو واثبات کے احتمال پر ہوتا ہے اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ کیونکر یعقوبؑ یوسفؑ پر محزون ہوئے حالانکہ جبرئیلؑ نے اُن کو خبر دی تھی کہ یوسفؑ زندہ ہیں اور اُن کے پاس واپس آئیں گے فرمایا کہ فراموش ہوگیا تھا۔ اور وہ حدیث بھی شہرت کے موافق تاویل کی محتاج ہے۔ چہارم یہ کہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ یعقوبؑ نابینا ہوئے حالانکہ پیغمبروں کی خلقت میں کوئی نقص نہ ہونا چاہیئے۔ جواب یہ ہے کہ بعض نے کہا ہے (باقی صفحہ ۳۶۰ پر)

عیص کے بیٹے تھے اور آپ کی زوجۂ مطہرہ رحمت افرائیم بن یوسفؑ کی دختر تھیں۔ یا ماجیر دختر میشا پسر یوسفؑ تھیں یا لیا دختر یعقوبؑ علیہ السلام علی الخلاف لیکن پہلی یعنی (رحمت) سب سے زیادہ مشہور ہیں۔

بسند ہائے معتبر منقول ہے کہ ابو بصیر نے حضرت صادق علیہ السّلام سے سوال کیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵۹) کہ آنحضرت نابینا نہیں ہوئے تھے بلکہ آپ کی بصارت میں ضعف پیدا ہوگیا تھا اور آنکھوں کے سفید ہو جانے کو گریہ کی کثرت پر محمول کیا ہے کیونکہ جب آنکھیں پُر از آب ہوتی ہیں سفید معلوم ہوتی ہیں۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ ہم پیغمبروں کو ہر مرض اور نقص سے بری نہیں سمجھتے۔ لیکن انہیں کوئی نقص نہ ہونا چاہیئے جو لوگوں کی نفرت کا سبب ہو اور کور ہونا ایسا نہیں ہے کہ لوگوں کی نفرت کا باعث ہو لیکن اس طرح ہو کہ بظاہر ان کی خلقت میں اُس کے سبب سے کوئی عیب نہ پیدا ہو۔ اور پیغمبرانِ خدا دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ اس سبب سے کوئی عیب اور خلل آنحضرت میں پیدا نہ ہوا تھا اور آخری قول زیادہ قوی ہے۔ پنجم یہ کہ حق تعالیٰ نے یوسفؑ کے قصہ میں فرمایا ہے وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ۔ یعنی زلیخا نے یوسف کا قصد کیا اور یوسف بھی زلیخا کا قصد کرتے اگر اپنے پروردگار کی دلیل نہ دیکھ چکے ہوتے۔ عامہ میں سے بعض لوگوں نے اس آیت کی تفسیر میں رکیک باتیں بیان کیں ہیں کہ یوسف نے بھی زلیخا سے لپٹ کر چاہا کہ اُس فعل قبیح کی طرف متوجہ ہوں ناگاہ مکان کے گوشہ میں یعقوبؑ کی صورت دیکھی کہ اپنی انگلی دانتوں سے کاٹتے ہیں تو متنبہ ہوئے اور وہ ارادہ ترک کیا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ زلیخا نے بُت پر کپڑا ڈالا تب حضرت متنبہ ہوئے۔ اور وُہ ارادہ ترک کیا اور اسی طرح کی دوسری باطل وجہیں لکھی ہیں۔ جواب یہ ہے کہ آیت کے دو مقامات صحیح ہیں جو روایتوں میں وارد ہوئے۔ اوّل یہ کہ مراد یہ ہے کہ اگر وہ پیغمبر نہ ہوتے اور اپنے پروردگار کی دلیل یعنی جبرئیلؑ کو نہ دیکھنے ہوتے تو بیشک وہ بھی قصد کرتے لیکن چونکہ پیغمبر تھے اور پیغمبرِ خدا کی معصیت سے معصوم ہوتا ہے لہذا حضرت نے قصد نہیں کیا۔ دوّم یہ کہ مراد یہ ہے کہ زلیخا کو مار ڈالنے کا قصد کیا کیونکہ اُس کا ارادہ حرام کی غرض سے تھا اور غرض کا دفع کرنا جائز ہے ہر چند قتل سے ہو یا یہ کہ ممکن ہے کہ اُس امّت میں اُس شخص پر ایسے شخص کا قتل کرنا جائز ہوگا جو اس کو گناہ پر مجبور کرے اور حق تعالیٰ نے یوسفؑ کو چند مصلحتوں کی بنا پر اُس کے قتل سے منع کیا اور اس لیے کہ اُس کے عوض میں یوسفؑ کو قتل نہ کردیں چنانچہ بسند معتبر منقول ہے کہ مامون نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اس آیت کی تفسیر کیا ہے فرمایا اگر ایسا نہ ہوتا کہ یوسفؑ اپنے پروردگار کی دلیل دیکھ چکے ہوں تو یقیناً وہ بھی قصد کرتے جس طرح کہ زلیخا نے قصد کیا لیکن وہ معصوم تھے اور معصوم گناہ کا قصد نہیں کرتا بہ تحقیق کہ میرے پدر نے اپنے پدر سے سُن کر مجھے خبر دی ہے کہ حضرت صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ زلیخا نے ارادہ کیا۔ ارتکاب فعل کا اور یوسفؑ نے قصد کیا۔ (بقیہ صفحہ ۳۶۱ پر)



کہ ایوبؑ جن بلاؤں میں مبتلا ہوئے اُس کا کیا سبب تھا۔ فرمایا کہ نعمتوں کی زیادتی کے سبب سے تھا جو حق تعالیٰ نے اُن کو عطا فرمائی تھیں اور آنحضرت اُن نعمتوں کا شکر جیسا کہ چاہیئے ادا کرتے تھے اُس وقت شیطان علیہ اللعنۃ کی آسمانوں پر جانے سے ممانعت نہ تھی۔ وُہ عرش تک جایا کرتا تھا۔ ایک روز شیطان آسمان پر گیا اور نعمتوں پر ایوبؑ کا شکر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۰) ترک کا اور دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ علی بن الجہم نے اسی آیت کی تفسیر اُن حضرت سے دریافت کی فرمایا کہ زلیخا نے معصیت کا قصد کیا اور یوسف نے اُس کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا اس لیے کہ اُن پر اُس کا ارادہ بہت گراں گذرا لیکن خدا نے اُن کو زلیخا کے قتل سے اور زنا سے روک دیا۔ چنانچہ فرماتا ہے كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ یعنی ہم نے اُن سے زلیخا کا قتل اور برائی یعنی زنا کو دفع کر دیا لیکن وہ دونوں حدیثیں جو پہلے گذریں اور جو یعقوب کے دیکھنے اور زلیخا کے بُت پر پردہ ڈالنے پر مشتمل تھیں وجہ اوّل کے منافی نہیں ہیں کیونکہ اُن میں تصریح نہیں ہے کہ یوسفؑ نے زنا کا ارادہ کیا بلکہ ممکن ہے کہ وہ عصمت کی اظہار کرنے والی ہوں کہ حق تعالیٰ نے اُس وقت اُن پر ظاہر کر دیا ہو کہ وُہ ارادہ اُن کے دل میں پیدا نہ ہو اور بعض حدیثیں جن میں ان مطالب کی تصریح ہے تقیہ پر محمول ہیں۔ ششم یہ کہ یوسفؑ نے بھائیوں سے کہا کہ کوشش کرکے بنیامین کو پدر سے حاصل کریں اور لے آویں پھر اُن کو قید کر دیا باوجود اس کے کہ جانتے تھے کہ یعقوبؑ کے حزن و اندوہ کی زیادتی کا سبب ہوگا اور یہ تکلیف تھی جو یوسفؑ نے اپنے پدر کو پہنچائی۔ اسی طرح اپنی بادشاہی کی مدت میں کیوں یعقوبؑ کو اپنی حیات کی اطلاع نہ دی باوجود اس کے کہ اُن کے حزن و اندوہ کو جانتے تھے۔ جواب یہ ہے وہ جو کچھ کرتے تھے، وحی الٰہی کے مطابق کرتے تھے اور حق تعالیٰ اپنے دوستوں کا دنیا میں بلاؤں اور مصیبتوں کے ذریعہ سے امتحان لیتا ہے تاکہ وُہ صبر کریں اور آخرت کے عالی مرتبوں اور عظیم سعادتوں پر فائز ہوں لہٰذا جو کچھ بنیامین کے قید کر لینے اور اُس وقت معین تک باپ کو آگاہ نہ کرنے میں یوسفؑ نے کیا وہ سب خدا کے حکم سے تھا تاکہ یعقوبؑ کی تکلیف شدید تر ہو اور اُس کا ثواب بہت زیادہ ہو۔ ہفتم یہ کہ کس وجہ سے یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اہلِ قافلہ تم لوگ سارق ہو حالانکہ وہ جانتے تھے کہ اُن لوگوں نے چوری نہیں کی ہے۔ اور جھوٹ پیغمبروں کے لئے جائز نہیں ہے۔ جواب یہ ہے بہت سی معتبر حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ تعبیر کے موقع پر اور جس جگہ شرعی مصلحت درپیش ہو جائز ہے مثلاً کوئی شخص ایسی بات کہے جس سے خلافِ واقع معنی اور مفہوم ہوں اور اُس کی غرض حقیقی معنی ہو تو یہ قسم کلام دروغ کی نہیں ہے بلکہ بعض وقت واجب ہو جاتی ہے اور اس موقع پر چونکہ بنیامین کو روک لینے میں مصلحت تھی اور بغیر اس حیلہ کے ممکن نہ تھا اس لئے فرمایا کہ تم لوگ چور ہو اور یوسفؑ کی مراد یہ تھی کہ تم لوگوں نے اپنے پدر سے یوسفؑ کو چُرا لیا (باقی صفحہ ۳۶۲ پر)

جوالواح سماویہ پر بہت کثرت سے ثبت کیا گیا تھا دیکھا یا یہ دیکھا کہ اُن کے شکر کو نہایت عظمت کے ساتھ اوپر لے جاتے ہیں تو اُس ملعون کے دل میں حسد کی آگ مشتعل ہوئی کہا پروردگارا ایوبؑ تیرا شکر اس لئے کرتے ہیں کہ بہت کافی نعمت تونے اُن کو عطا کی ہے جو کچھ تونے دنیا میں اُن کو بخشا ہے اگر اُن کو لے لے تو ہرگز تیری کسی نعمت کا شکر نہ ادا کریں لہٰذا مجھ کو اُن کی دنیا پر مسلّط کر دے تب تجھ کو معلوم ہوگا کہ تیری کسی نعمت کا ہرگز شکر نہ کریں گے۔ اُس وقت شیطان کو رب الارباب کا خطاب پہنچا کہ تجھ کو اُن کے مال اور فرزندوں پر مسلط کیا یہ سنتے ہی شیطان بہت خوش ہوا اور تیزی سے زمین پر آیا اور جو کچھ اموال و فرزندانِ ایوبؑ تھے سب کو ضائع اور ہلاک کر دیا۔ جیسے جیسے وہ ہر ایک کو ہلاک کرتا تھا ایوبؑ کا شکر و حمد زیادہ ہوتا تھا پھر شیطان نے التجا کی کہ مجھ کو اُن کی زراعتوں پر مسلط کر حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جا اختیار دیا۔ یہ سُن کر وہ اپنے فرمانبرداروں کو لے کر آیا اور ایوبؑ کی زراعتوں میں (سم آلود ہوا) پھونک دی جس سے تمام زراعت جل گئی حضرت کا حمد و شکر اور زیادہ ہوا پھر اُس نے کہا خداوندا مجھ کو اُن کے گوسفندوں پر مسلّط فرما۔ جب اجازت ملی تمام گوسفندوں کو ہلاک کر دیا۔ حضرت نے حمد و شکر اور زیادہ کیا۔ اُس نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۱) بعض لوگوں نے کہا کہ اس بات کا کہنے والا یوسفؑ کے علاوہ کوئی اور شخص تھا جس نے اُن حضرت کے حکم سے نہیں کہا تھا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ اُن کی غرض استفہام اور سوال سے تھی یعنی کیا تم لوگ چور ہو۔ خبر دینا مقصود نہ تھا کہ تم لوگ چور ہو۔ اور معتبر حدیثیں وجہ اوّل پر وارد ہوئی ہیں۔ ہشتم یہ کہ یعقوبؑ اور برادرانِ یوسفؑ پر کیونکر جائز تھا کہ یوسفؑ کو سجدہ کریں حالانکہ غیر خدا کے لئے سجدہ جائز نہیں اور یوسفؑ کیونکر راضی ہو گئے کہ باپ اُن کو سجدہ کریں۔ جواب وہی ہے جو حضرت آدمؑ کے لئے ملائکہ کے سجدہ کے بارے میں اس شبہ کے رفع کرنے میں چند وجہوں کے ساتھ میں نے لکھا ہے وجہ اوّل یہ کہ خدا کا سجدۂ شکرِ نعمت اور یوسفؑ کی ملاقات کی وجہ سے کیا۔ چنانچہ اس مضمون پر حدیثیں گذریں اور دوسری حدیث میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اُن کا سجدہ خدا کی عبادت تھا۔ دوّم یہ کہ سجدۂ پرستش نہ تھا بلکہ سجدۂ تعظیم تھا اور اُس شریعت میں سجدۂ تعظیم غیر خدا کے لئے جائز تھا۔ سوّم یہ کہ حقیقی سجدہ نہ تھا بلکہ ایک قسم کی تواضع تھی جو اُس زمانہ میں مجاز کے طریقہ پر سجدہ کہی جاتی تھی۔ بہر حال وہ سجدہ خدا کے حکم سے تھا اور بھائیوں پر اور دوسروں پر یوسفؑ کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے تھا۔ مختصر بات یہ ہے کہ نبوت امامت اور انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے ثابت ہونے کے بعد جو کچھ بھی اُن سے صادر ہوتا ہے اُس کو تسلیم کرنا چاہئے اور سمجھنا چاہیئے کہ جو کچھ وہ کرتے ہیں خدا کے حکم کے موافق کرتے ہیں ہر چند اُس فعل کی حکمت معلوم نہ ہو اور شکوک، شبہے اور وسوسے شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اور ضلالت و گمراہی کا باعث ہیں ۱۲



کہا۔ خداوندا ایوبؑ جانتے ہیں کہ جو کچھ تونے اُن کی نعمتیں لے لی ہیں عنقریب پھر عطا فرمائے گا لہٰذا مجھ کو اُن کے جسم پر اختیار دے پھر خطاب الٰہی اُس کو پہنچا کہ تجھ کو اُن کے تمام جسم پر سوائے عقل اور آنکھ کے اور دوسری روایت کے موافق سوائے دل آنکھ زبان اور کان کے تمام اعضا پر اختیار دیا جب اُس ملعون کو یہ اجازت مل گئی بہت تیزی سے نیچے آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رحمتِ الٰہی اُن کو گھیر لے اور اس ملعون کے ارادہ میں حائل ہو جائے پھر اُس مسموم آگ کو جس سے وہ پیدا ہوا تھا۔ اُن کے ناک میں پھونکا جس کی وجہ سے حضرت کے سر سے پیر تک تمام جسم میں زخموں اور دنبلوں کی زیادتی سے ایک زخم ہو گیا۔ حضرت کافی مدت تک اسی تکلیف اور مصیبت میں مبتلا رہے اور حمد و شکر الٰہی میں کمی نہ فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت کے بدن مبارک میں کیڑے پیدا ہو گئے اور حضرت صبر کے اس درجہ میں تھے کہ کوئی کیڑا جب آپ کے جسم متعفن سے گر پڑتا تھا اُسے پکڑ کر اپنے جسم میں رکھ لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اُسی جگہ واپس جا جہاں خدا نے تجھ کو خلق کیا ہے اور حضرت کے جسم اقدس سے اس قدر تعفن ظاہر ہونے لگی کہ شہر والوں نے اُن کو شہر سے باہر ایک کثیف مقام پر ڈال دیا اور رحمت اُن کی زوجہ دختر یوسف علیہ السلام جاتی تھیں اور اُن کے لئے گھوم پھر کر بھیک مانگ لاتی تھیں۔ جب آنحضرت پر بلاؤں کو ایک مدت گذر گئی اور شیطان نے دیکھا کہ جس قدر بلا زیادہ ہوتی ہے اُن کا شکر اُس سے زیادہ ہوتا ہے تو اصحاب ایوبؑ کی ایک جماعت کے پاس گیا جن لوگوں نے رہبانیت اختیار کر لی تھی اور پہاڑوں میں رہتے تھے کہا آؤ اُس بندۂ مبتلا شدہ کے پاس چلیں اور اُس سے دریافت کریں کہ کس سبب سے اس بلائے عظیم میں مبتلا ہوئے۔ وہ لوگ اشہب گھوڑوں پر سوار ہو کر آنحضرت کی جانب چلے جب اُن کے قریب پہنچے حضرت کے جسم کی بدبو سے اُن کے گھوڑے دُور بھاگنے لگے۔ وہ لوگ اُترے اور گھوڑوں کو الگ باندھ کر پیدل حضرت کے پاس آئے اُن کے درمیان ایک کم عمر جوان بھی تھا جب وہ لوگ بیٹھے تو کہا کاش اپنے گناہ سے آپ ہم کو بھی مطلع کرتے ہم کو جرأت نہیں کہ آپ کے گناہوں کی معافی کے لئے خدا سے التجا کریں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم بھی ہلاک ہو جائیں۔ ہم کو گمان بھی نہ تھا کہ آپ ایسی بلا میں مبتلا ہوں گے جس میں کوئی شخص نہیں ہوا۔ لیکن کسی ایسے گناہ کے سبب سے جس کو آپ نے ہم سے پوشیدہ رکھا ہے۔ ایوبؑ نے کہا اپنے پروردگار کی عزت کی قسم کھاتا ہوں اور وہی گواہ ہے کہ کبھی میں نے کوئی طعام نہیں کھایا مگر یہ کہ غریبوں اور یتیموں کو اپنے ساتھ شریک کر لیا اور کبھی مجھ کو دو عبادتیں درپیش

نہیں ہوئیں۔ لیکن میں نے اُس کو اختیار کیا جو ان میں زیادہ دشوار تھی۔ یہ سُن کر اُس جوان نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تمہارا حال خراب ہو پیغمبر خدا کے پاس تم لوگوں نے آ کر اُس کو سرزنش کی یہاں تک کہ اُس نے اپنے معبود کی جو اُس نے پوشیدہ عبادت کی تھی ظاہر کی جب وہ لوگ واپس چلے گئے ایوبؑ نے اپنے پروردگار سے مناجات کی اور کہا کہ پروردگارا اگر مجھ کو بات کرنے اور عرض حال کی اجازت ہو تو کچھ عرض کروں۔ خدا نے اُن کے سر کے قریب ایک ابر بھیجا۔ جس سے آواز آئی کہ تم کو اجازت دی گئی جو حجت تمہاری ہو بیان کرو کیونکہ میں تم سے ہر وقت قریب ہوں۔ ایوبؑ نے کمر باندھی اور دو زانو ہو کر بیٹھے اور عرض کی پروردگارا تیری عزت کی قسم کھاتا ہوں مجھ کو تو نے کسی بلا میں مبتلا نہیں کیا لیکن مجھ کو جب کبھی عبادت سے متعلق دو امور در پیش ہوئے ہیں نے اُن میں سے اُس امر کو اختیار کیا جو میرے جسم پر زیادہ دشوار تھا اور میں نے کبھی کھانا نہیں کھایا مگر یہ کہ اپنے ساتھ کسی یتیم کو شریک کیا۔ کیا میں نے تیری حمد نہیں کی تیرا شکر ادا نہیں کیا تیری تسبیح و تنزیہ نہیں کی۔ پس ابر کی دس ہزار زبانوں سے آواز آئی کہ اے ایوبؑ کس نے تم کو ایسا بنایا کہ تم نے اُس وقت عبادت کی جبکہ دُنیا بے خبر تھی اور کس نے عبادت کو تمہارے لئے محبوب کیا کیا تم خدا پر احسان رکھتے ہو اس مُعاملہ میں جس میں خدا کا احسان تم پر ہے یہ سُن کر ایوبؑ نے ایک مٹھی خاک لے کر اپنے مُنہ میں ڈالی اور کہا میں نے غلط کہا اور توبہ کرتا ہوں اور تمام نعمتیں اور عبادتیں تیری ہی طرف سے ہیں اس وقت حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو بھیجا جس نے زمین پر ٹھوکر ماری اسی وقت ایک چشمہ جاری ہُوا اُس میں آپ نے غسل کیا اور تمام زخم و درد اور تکلیفیں زائل ہو گئیں اور اُس سے بہتر تازگی اور حسن و جمال پیدا ہو گیا جو پہلے تھا پھر اُن کے چاروں طرف خدا نے سبز باغ پیدا کر دیا اور اُن کے اموال، اہل و عیال اور زراعتیں سب عطا فرمائیں۔ وُہ فرشتہ حضرت کے پاس بیٹھا ہوا گفتگو کر رہا تھا کہ آپ کی زوجہ آئیں اُن کے ہاتھ میں روٹی کا ایک خشک ٹکڑا تھا جب وہاں پہنچیں کھنڈر کے بجائے باغ و دبستان دیکھا اور ایوبؑ کی جگہ دو جوان نظر آئے جو بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ وُہ رونے اور چلانے اور فریاد و واویلا کرنے لگیں کہ اے ایوبؑ تم پر کیا گذری۔ ایوبؑ نے اُن کو آواز دی جب وُہ قریب آئیں تو ایوبؑ کو پہچانا اور الٰہی نعمتوں کی واپسی مشاہدہ کر کے سجدۂ شکر بجا لائیں۔ جس وقت وُہ ایوبؑ کے لئے روٹیاں مانگنے روانہ ہوئی تھیں اُن کے خوبصورت گیسو موجود تھے چونکہ ایک گروہ کے پاس جا کر ایوبؑ کے لئے طعام طلب کیا تھا اُن لوگوں نے کہا کہ اگر



اپنے گیسو ہمارے ہاتھ فروخت کرو تو کھانا دیں اُن معظمہ نے اپنے گیسو کاٹ کر دے دیئے اور ایوبؑ کے لئے کھانا لائی تھیں۔ جب ایوبؑ نے اُن کے گیسو کٹے ہُوئے دیکھے غضبناک ہُوئے اور قسم کھائی کہ سو بید اُن کو ماریں گے جب ایوبؑ سے گیسوؤں کے کاٹے جانے کا سبب بیان کیا تو ایوبؑ غمگین اور اپنی قسم پر پشیمان ہُوئے خداوند عالم نے اُن کو وحی فرمائی کہ خرما کے خوشوں کا ایک دستہ لو جن میں سو خوشے ہوں اور ایک بار اُن کے جسم پر مارو جس سے تمہاری قسم پوری ہو جائے۔ پھر خداوند عالم نے آپ کے اُن فرزندوں کو بھی زندہ کر دیا جو ان بلاؤں سے پہلے فوت ہوئے تھے اور اُن فرزندوں کو بھی جو اس بلا میں مرے تھے تاکہ اُن حضرت کے ساتھ زندگانی بسر کریں پھر اُن سے لوگوں نے پوچھا کہ ان بلاؤں میں جو آپ پر نازل ہوئیں کون سی بلا زیادہ سخت تھی۔ فرمایا کہ دشمنوں کی شماتت۔ پھر خداوند عالم نے اُن کے مکان پر سونے کے ٹکڑوں کی بارش کی حضرت جمع کرتے تھے اور ہَوا سے جو ٹکڑا کسی اور طرف چلا جاتا تھا حضرت اُس کے پیچھے دوڑتے تھے اور اُس کو واپس لاتے تھے جبرئیلؑ نے کہا اے ایوبؑ آپ سیر نہیں ہوتے۔ فرمایا پروردگار کے فضل سے کون سیر ہو سکتا ہے[1]۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یاد کرو ایوبؑ کو جس وقت کہ اُس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ میرا حال ظاہر ہے اور میری تکلیف انتہا کو پہنچی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے تو ہم نے اُس کی دُعا کو مستجاب کیا اور اُس کی تمام تکلیفوں کو دُور کر دیا اور اُس کے اہل و عیال کو اپنی رحمت سے اُس کو پھر عطا فرمایا تاکہ عبادت کرنیوالوں کے لئے باعث نصیحت ہو اور دوسرے مقام پر فرمایا کہ ہمارے بندہ ایوبؑ کو یاد کرو جس وقت کہ اُس نے اپنے پروردگار سے فریاد کی کہ مجھ کو شیطان نے مس کیا اور سخت اذیت و تکلیف میں گرفتار کیا ہے پس ہم نے اُس سے کہا کہ اپنا پیر زمین پر مارو جس سے سرد پانی جاری ہو گا۔ جس میں غسل کرو اور اسے پی لو تاکہ تکلیف اور درد سے نجات پاؤ اور اپنی رحمت سے اُس کے اہل و عیال اور مثل اُن کے تمام چیزوں کو اُسے عطا کیا۔ اور اس قصہ کو صاحبان عقل کے لئے بیان کرو۔ پھر ہم نے ایوبؑ سے کہا کہ ایک لکڑی کے دستہ کو لیکر اُس سے

[1] مولف فرماتے ہیں کہ سونے کے ٹکڑوں کا جمع کرنا دنیا کے حرص کے سبب سے نہ تھا بلکہ حق تعالیٰ کی نعمت کی قدر و عزت کے سبب سے تھا (جیسا کہ حضرت نے فرمایا کہ) اس سبب سے اس کو پسند کرتا ہوں کہ اُس کی جانب سے عطا ہوتا ہے اور اُس کے لطف و احسان پر دلالت کرتا ہے۔ ۱۲

اپنی زوجہ کو مارو" تاکہ تمہاری قسم کی مخالفت نہ ہو۔ یقیناً ہم نے اُس کو نیک بندہ پایا اور وہ یقیناً ہماری طرف بہت رجوع کرنے والا تھا۔ یہ تھا آیتوں کا ترجمہ۔ اور اس قصہ میں چند دُوسری حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ "مثل اُن کے اہل کے" جو خدا نے فرمایا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ مثل ان فرزندوں کے جو اس بلا میں ہلاک ہُوئے ہیں دُوسرے فرزند جو پہلے فوت ہوئے تھے اُن کو زندہ کر دیا اور بعضوں نے کہا ہے کہ اُن کے مثل جو زندہ ہوئے۔ دُوسرے فرزند اُن کی زوجہ سے اُن کو عطا فرمایا۔ اور شیطان کو آنحضرت کے جسم اور مال پر مسلط کرنے کے بارے میں بعض متکلمین شیعہ نے مثل سید مرتضیٰ علیہ الرحمہ نے انکار کیا ہے اور بہت بعید سمجھا ہے کہ حق تعالیٰ شیطان کو پیغمبروں پر مسلط کرے۔ صرف ان کے انکار کی وجہ سے بہت احادیث معتبرہ سے کنارہ کرنا مشکل ہے۔ جبکہ حق تعالیٰ شقی انسانوں کو اُن کے اختیار پر چھوڑ دیتا ہے جو پیغمبروں اور اُن کے وصیوں کو شہید کرتے ہیں اور ان کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے ہیں اور یہ زیادہ تر شیطان کی تحریک اور ترغیب سے واقع ہوتا ہے تو اس میں کیا مشکل ہے کہ وہ شیطان کو اُس کے اختیار پر کسی مصلحت کی بنا پر چھوڑ دے تاکہ وہ اُن کے جسم کو تکلیف پہنچائے جو اُن کے اجر و ثواب میں زیادتی کا سبب ہو لیکن چاہیئے کہ شیطان کو اُن کے دین اور عقل پر اختیار نہ دے۔ اور ان روایتوں میں جو یہ وارد ہُوا ہے کہ آپ کے جسم مبتلا میں کیڑے پیدا ہو گئے تھے اور وُہ نقص ظاہر ہو گیا جو خلائق کی نفرت کا سبب ہوا تو اکثر متکلمین شیعہ نے اس سے انکار کیا ہے اُس اصل کی بناء پر جو ان لوگوں نے ثابت کیا ہے کہ پیغمبروں کو اُن امور سے پاک رہنا چاہیئے جو لوگوں کی نفرت کا سبب ہو کیونکہ یہ اُن کی بعثت کی غرض کے منافی ہے لہٰذا ممکن ہے کہ یہ حدیثیں عامہ کے اقوال و روایات کے موافق ہوں اور تقیہ کی بناء پر وارد ہوئی ہوں اگرچہ دلیل کے لحاظ سے امراض تنفرہ کے اس قسم کا استحالہ ثابت کرنا مشکل ہے جو ثبوت نبوّت اور تبلیغ رسالت سے فراغت کے بعد ہو خصوصاً اُس کے بعد اُس کے دفع کرنے میں ایسے معجزات ظاہر ہوں جو امر نبوّت کو زیادہ مستحکم کرنے کا سبب ہوں لیکن بعض روایت ان کے قول کے موافق بھی وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ ابن بابویہ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ایوبؑ سات سال تک مبتلا رہے بغیر کسی گناہ کے کہ اُن سے صادر ہُوا ہو کیونکہ پیغمبرانِ خدا معصوم و مطہر ہیں۔ گناہ نہیں کرتے اور نہ باطل کی جانب رغبت کرتے ہیں اور وہ صغیرہ اور کبیرہ کسی گناہ کے مرتکب نہیں ہوتے پھر فرمایا کہ ایوبؑ کو اُس بلائے عظیم میں جس میں کہ وہ مبتلا ہُوے بدبُو پیدا نہیں ہوئی تھی اور نہ اُن کی صورت میں کوئی عیب پیدا ہُوا تھا اور نہ



پیپ و خون اُن کے جسم سے ظاہر ہوا تھا اور ایسا بھی نہ تھا کہ کوئی اُن کی صورت دیکھ کر نفرت کرے یا کسی کو اُن کو دیکھنے سے وحشت ہو اور نہ اُن کے جسم میں کیڑے پڑے اور پیغمبروں اور اپنے دوستوں میں سے جس شخص کو خدا مبتلا کرتا ہے اُس کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے۔ اور ایوبؑ سے لوگ جو پرہیز کرتے تھے تو خود اُن کی بے خبری اور پریشانی کے سبب تھا اور اس لئے بھی کہ وُہ حضرت اُن کی نگاہوں میں بے قدر ہو گئے تھے اور یہ بھی سبب تھا کہ وہ لوگ جاہل تھے اُس قدر و منزلت سے جو حضرت کو پیش خدا حاصل تھی لیکن لوگ گمان کرتے تھے کہ اُن کی بلاؤں کا طول پکڑنا خدا کے نزدیک اُن کی بے قدری کے سبب سے ہے حالانکہ رسولِ خدا نے فرمایا کہ تمام لوگوں سے پیغمبروں کی بلائیں بہت زیادہ ہوتی ہیں اُن کے بعد جو زیادہ نیک ہوتا ہے اُس پر بلا زیادہ نازل ہوتی ہے۔ اور اُن کو خدا ایسی بلاؤں میں مبتلا کرتا ہے جو لوگوں کی نگاہوں میں سہل معلوم ہوتی ہیں تاکہ اُن کے لئے خدائی کا دعویٰ نہ کریں اور خدا اُن کو بزرگ نعمتیں کرامت فرماتا اس واسطے کہ اُس کے ساتھ اس پر استدلال کریں کہ خدا کا ثواب دو قسم کا ہوتا ہے۔ عمل کے ساتھ استحقاق کے رو سے اور بلا کے ساتھ اختصاص کے رو سے اور اس لئے کہ لوگ ضعیف کو اُس کے ضعف کے سبب سے اور فقیر کو اُس کی فقیری کے سبب سے اور بیمار کو اُس کی بیماری کے سبب سے حقیر نہ سمجھیں اور سمجھیں کہ خدا جس کو چاہتا ہے بیمار کرتا ہے جس کو چاہتا ہے شفا دیتا ہے ہر وقت جبکہ چاہتا ہے اور جس طرح کہ ارادہ کرتا ہے اور ان امور کو جس کے لئے چاہتا ہے عبرت اور جس کے لئے چاہتا ہے شقاوت اور جس کے لئے چاہتا ہے سعادت قرار دیتا ہے اور تمام امور میں اپنے حکم کے ساتھ عادل ہے اور اپنے افعال میں حکیم ہے اور اپنے بندوں کے لئے وہی کرتا ہے جس میں اُن کے لئے مصلحت دیکھتا ہے اور بندوں کی قوت اُسی سے ہے۔

بسند معتبر حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایوبؑ مال اور فرزندوں کے تلف ہونے میں چہار شنبہ کے آخر دن میں مبتلا ہوئے۔

بسند ہائے معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایوبؑ سات سال تک بے گناہ مبتلا رہے اور دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے بغیر کسی گناہ کے ایوبؑ کو مبتلا کیا حضرت نے صبر کیا یہاں تک کہ لوگوں نے سرزنش اور ملامت شروع کی تو حضرت نے خدا سے شکایت کی کیونکہ پیغمبرانِ خدا سرزنش پر صبر نہیں کر سکتے اور دُوسری حدیث میں فرمایا کہ ایوبؑ زمانہ ابتلا میں خدا سے عافیت طلب

کیا کرتے تھے۔[1]

بسند صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے۔ جب حق تعالیٰ نے ایوبؑ کو عافیت کرامت فرمائی حضرت نے بنی اسرائیل کی زراعتوں کو دیکھا پھر آسمان کی جانب دیکھا اور کہا اے میرے خدا اور میرے مالک اپنے بندہ ایوب مبتلا کو تو نے عافیت بخشی اُس نے زراعت نہیں کی حالانکہ بنی اسرائیل نے زراعت کی ہے۔ حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ ایک مٹھی اپنے تھیلے سے لے کر زمین پر پھیلا دیں اس کے بعد مسور یا چنا پیدا ہوا۔ حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دانہ پہلے نہ تھا اُن حضرت کی برکت سے پیدا ہوا۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خداوند عالم مومن کو ہر بلا میں مبتلا کرتا اور ہر قسم کی موت سے مارتا ہے لیکن اُس کو عقل کے زائل ہونے میں مبتلا نہیں کرتا کیا ایوبؑ کو نہیں دیکھتے ہو کہ حق تعالیٰ نے کس طرح شیطان کو اُن کے مال۔ اولاد گھر والوں اور تمام چیزوں پر مسلط فرمایا مگر عقل پر مسلط نہیں کیا۔ عقل کو اُن کے لئے باقی رکھا تاکہ خدا کی وحدانیت کا اعتقاد رکھیں اور اُس کی یکتائی کے ساتھ عبادت کریں۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ایک حسین وجمیل عورت کو قیامت میں لائیں گے جو گناہگار ہوگی۔ وُہ کہے گی کہ پالنے والے تو نے میری خلقت بہتر اور حسین قرار دی۔ اُس سبب سے گناہ میں مبتلا ہوئی۔ حق تعالیٰ حکم دیگا کہ مریم کو لاویں پھر اُس سے فرمائے گا کہ تو زیادہ خوبصورت ہے یا مریمؑ، اُس کو ہم نے ایسا حسن عطا فرمایا تھا تاہم اس نے اپنے حسن سے فریب نہ کھایا پھر ایک حسین مرد کو لائیں گے جس نے اپنے حسن کے سبب سے گناہ کیا ہوگا وُہ کہے گا خداوندا تو نے مجھ کو حسین بنایا تھا عورتیں مجھ پر مائل ہوئیں اور مجھ کو زنا میں مبتلا کیا اُس وقت یوسفؑ بلائے جائیں گے اور اُس شخص سے کہا جائے گا کہ تو زیادہ خوبصورت تھا یا وہ، ہم نے اس کو سب سے زیادہ حسین بنایا لیکن اُس نے عورتوں سے فریب نہ کھایا پھر ایک صاحب مصیبت و بلا کو لائیں گے جس نے اپنی بلاؤں کے سبب سے گناہ کیا ہوگا۔ وُہ کہے گا خداوندا تو نے مجھ پر بلاؤں کو سخت کیا یہاں تک کہ میں نے گناہ کیا اُس وقت ایوبؑ کو طلب کریں گے اور کہیں گے کہ اے شخص تیری بلائیں زیادہ سخت تھیں یا ایوبؑ کی ہم نے اُس کو ایسی بلاؤں میں مبتلا کیا اور وُہ گناہ کا مرتکب نہ ہُوا۔

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ مفسرین نے آنحضرت کی ابتلا کی مدت میں اختلاف کیا ہے بعضوں نے اٹھارہ سال کہا ہے اور بعض نے سات برس۔ آخری قول صحیح ہے جیسا کہ حدیثوں میں گذرا۔ ۱۲



حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ لوگوں نے تین خصلتیں تین شخصوں سے سیکھی ہیں صبر ایوبؑ سے، شکر نوحؑ سے حسد فرزندان یعقوبؑ سے۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے ایک روز ایوبؑ کی ثنا کی کہ میں نے کوئی نعمت اُس کو نہیں عطا کی۔ مگر یہ کہ اُس کا شکر زیادہ ہوتا رہا۔ شیطان نے کہا اگر بلا کو اُس پر مسلّط کرتا تو دیکھتے کہ کیونکر صبر ہوتا ہے تو خدا نے اُس کو اُن کے اونٹوں اور غلاموں پر مسلّط کیا اُس نے ہر ایک کو ہلاک کیا سوائے ایک غلام کے جس نے آکر ایوب کو اطلاع دی کہ آپ کے غلام و اونٹ سب مر گئے فرمایا میں خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے اُن سب کو لے لیا۔ شیطان نے کہا خداوندا وُہ گھوڑوں کو زیادہ دوست رکھتے ہیں۔ خدا نے اُن پر بھی اختیار دے دیا اُس نے سب کو ہلاک کر دیا۔ ایوبؑ نے کہا حمد وثنا سزاوار ہے اُس خدا کے لئے جس نے اُن سب کو واپس لے لیا اسی طرح شیطان نے گائیں، گوسفندیں، زراعتیں اور آپ کے تمام اہل و عیال کو ہلاک کیا۔ وہ جس جس طرح ہر ایک کو ہلاک کرتا تھا ایوبؑ شکر کرتے جاتے تھے یہاں تک کہ شدید بیماری میں مبتلا کیا اور اُس نے بہت طول پکڑا لیکن ایوبؑ ہر حال میں شکر کرتے رہے یہاں تک کہ لوگوں نے آپ کو گناہ کے بارے میں سرزنش کی۔ اُس وقت حضرت نے فریاد کی اور حق تعالیٰ سے دُعا کی اُس نے شفا عطا فرمائی اور ہر چھوٹی اور بڑی چیز جو آپ کی تلف ہوئی تھی آپ کو واپس عطا کی۔

ابن بابویہ نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ ایوبؑ یعقوبؑ کے زمانہ میں تھے اور اُن کے داماد تھے . . . . . . . الیا یعقوبؑ کی بیٹی اُن کی بیوی تھیں۔ اُن کے باپ اُن لوگوں میں سے تھے جو ابراہیمؑ پر ایمان لائے تھے اور ان کی ماں لوطؑ کی بیٹی تھیں۔ جب ایوبؑ پر بلائیں ہر طرح سے مستحکم ہوگئیں آپ کی زوجہ نے صبر کیا اور آپ کی خدمت ترک نہ کی۔ شیطان نے زنِ ایوبؑ پر اُن کی ملازمت اور خدمت کی وجہ سے حسد کیا۔ اُن کے پاس آکر کہا کیا تم یوسفؑ صدیق کی بہن نہیں ہو کہا ہاں۔ اُس نے کہا یہ کیا تکلیف اور مصیبت ہے جس میں تم کو دیکھتا ہوں اُس صابرہ حالمہ نے جواب دیا کہ خدا نے ایسا انتظام فرمایا جس میں ہم کو اپنے فضل سے ثواب عطا فرمائے اور جب اُس نے عطا کیا اپنے فضل سے عطا کیا پھر اُس نے ہم کو مبتلا کیا تاکہ امتحان لے اور ثواب بخشے۔ کیا تو نے اُس سے بہتر انعام کرنے والا دیکھا ہے لہٰذا ہم اُس کی بخشش پر شکر کرتے ہیں اور اُس کی آزمائش پر اُس کی حمد کرتے ہیں۔ اُس نے

ہمارے لئے باہم دو فضیلت کو جمع کر دیا ہے تاکہ صبر کریں اور ہم کو صبر کی قوت نہیں ہے مگر
اُسی کی توفیق اور مدد سے لہذا اُسی کے لئے ہماری نعمتوں اور بلاؤں پر حمد سزاوار ہے۔
شیطان نے کہا تم نے سخت غلطی کی ہے تمہاری بلائیں اس لئے نہیں ہیں پھر چند شکوک
پیدا کئے۔ زوجۂ ایوبؑ نے ہر ایک کو دفع کیا اور فوراً ایوبؑ کے پاس آئیں اور تمام قصہ
اُن سے بیان کیا۔ ایوبؑ نے کہا وہ شیطان ہے وہ ہماری ہلاکت چاہتا ہے۔ خدا کی
قسم اگر خدا نے مجھ کو شفا بخشی تو تجھ کو سو بید ماروں گا۔ اس لئے کہ تو نے اُس کی باتوں کی جانب
توجہ کی جب شفا پائی اُس درخت کی باریک ٹہنیوں کا ایک دستہ لیا جس کو اثام کہتے
تھے۔ ایک مرتبہ اُن سب سے زوجہ کو مارا تاکہ قسم کی مخالفت نہ ہو۔ اور ایوبؑ کی عمر
جس وقت کہ وہ بلاؤں میں مبتلا ہوئے تھے تہتر سال تھی۔ پھر حق تعالیٰ نے تہتر
سال اُن کی عمر اور بڑھا دی۔ [1]

---

# باب بارھواں حضرت شعیب علیہ السلام کے حالات

آنحضرت کے نسب کے بارے میں اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ آپ نویہ کے
بیٹے وہ مدین بن ابراہیمؑ کے فرزند تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ آپ کے پدر کا نام بویب
تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ آپ میکیل کے فرزند تھے وہ یسحب بن ابراہیم کے فرزند تھے
اور میکیل کی ماں لوط علیہ السّلام کی دختر تھیں۔ بعض نے کہا ہے کہ آنحضرت کا نام
شیرون تھا اور وہ صیفون کے بیٹے تھے وہ عنقا کے بیٹے اور وہ ثابت کے فرزند اور
وہ مدین پسر ابراہیمؑ کے بیٹے تھے۔ بعض نے کہا ہے وہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے
نہ تھے بلکہ کسی اور کی اولاد میں سے تھے جو ابراہیمؑ پر ایمان لایا تھا حق تعالیٰ نے سورۂ
اعراف میں فرماتا ہے کہ ہم نے شہر مدین کے باشندوں کی جانب اُن کے بھائی شعیبؑ
کو مبعوث کیا۔ وہ کہتے تھے کہ لوگو خدا کی عبادت کرو۔ اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود
نہیں ہے۔ بہ تحقیق کہ واضح حجت تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی جانب سے آچکی
ہے۔ لہذا پیمانہ اور ترازو سے پورا پورا تولو اور لوگوں کی چیزیں کم نہ کرو اور زمین

[1] مولف فرماتے ہیں کہ ایوبؑ کی قسم کے بارے میں جو سبب پہلے ذکر ہوا وہ قابل اعتماد ہے اگرچہ
ممکن ہے دونوں باتیں ہوئی ہوں۔



میں اُس کے بعد فساد نہ پھیلاؤ جب کہ خدا نے اُس کی اصلاح فرمائی ہے یہ تمہارے لئے
بہتر ہے اگر ایمان و اعتقاد رکھتے ہو اور خدا کی راہ پر بیٹھ کر ایمان داروں کو اُس کے
راستہ سے نہ روکو اور راہ خدا کو لوگوں کی نگاہوں میں باطل نہ کرو اور اُس وقت کو
یاد کرو جب کہ تم تھوڑے سے تھے تو خدا نے تم کو کثرت عطا کی اور دیکھو کہ فساد
کرنے والوں کا انجام کیا ہوا۔ اور اگر ایسا ہو کہ ایک گروہ تم میں کا اُس پر ایمان لائے
جس کے ساتھ میں مبعوث کیا گیا ہوں اور ایک گروہ اس پر ایمان نہ لائے تو صبر
کرو تاکہ خدا ہمارے درمیان کوئی حکم کرے اور وہ بہترین حکم کرنے والا ہے۔ اُن
کی قوم کے سرداروں اور بزرگوں نے جو قبول حق سے انکار کرتے تھے کہا کہ اے
شعیبؑ یقیناً ہم تم کو اور ان لوگوں کو جو تم پر ایمان لائے ہیں اپنے قریہ سے نکال دیں
گے یا یہ کہ تم لوگ ہمارے دین میں واپس آجاؤ۔ شعیبؑ نے کہا اگرچہ ہم تمہارے
(مذہب سے) نفرت ہی رکھتے ہوں (تب بھی) تمہارے مذہب میں پلٹ آئیں۔ اگر ہم
تمہارے دین میں داخل ہو جائیں گے تو خدا پر غلط بہتان قائم کریں گے اُس کے بعد کہ
خدا نے ہم کو اُس سے نجات دے دی ہے اور ہم کو مناسب نہیں ہے کہ بغیر حکم خدا
کے ہم دین باطل کی طرف لوٹیں اور ہمارے پروردگار کا علم ہر شئے کا احاطہ کئے ہوئے
ہے۔ ہم نے خدا پر بھروسہ کیا۔ خداوندا ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے
ساتھ حکم فرما اور تو بہترین حکم کرنے والا ہے۔ اُس گروہ نے کہا جو کافر تھا کہ اگر تم
لوگ شعیبؑ کی متابعت کرو گے تو نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گے لہذا اُن
کو زلزلہ نے لے ڈالا اور اُن لوگوں نے صبح کی اپنے گھروں میں اس حال میں کہ مردہ تھے
جن لوگوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی گویا کبھی اُن مکانوں میں نہ تھے اور وہی لوگ نقصان
اٹھانے والے تھے۔ (غرضیکہ جباروں اور مغروروں کا یہ کلام سُن کر) شعیبؑ نے اُن
کی جانب سے مُنہ پھیر لیا اور کہا اے قوم میں نے تم کو اپنے پروردگار کی رسالت
پہنچا دی اور تم کو بخوبی نصیحت کی لہذا کیوں کافر گروہ کے لئے میں افسوس کروں اور
غمگین رہوں اور سورۂ ہود میں فرمایا ہے کہ مدین کی جانب اُن کے بھائی شعیبؑ کو ہم
نے بھیجا۔ اس نے قوم سے کہا کہ خدا سے ڈرو اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے اور
ترازو اور پیمانہ کو کم نہ کرو یقیناً میں نعمت و فراوانی میں تم کو دیکھتا ہوں اور بے شبہ
میں تمہارے لئے اُس روز کے عذاب سے ڈرتا ہوں جو تم کو گھیر لے گا اے میری
قوم والو پیمانہ اور تول میں انصاف اور سچائی کے ساتھ لوگوں کے حقوق ادا کرو ان کے

حقوق میں کمی نہ کرو اور زمین میں فساد کی کوشش نہ کرو۔ مال حلال کا بقیہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو اور میں تمہارا پاسبان نہیں ہوں میرا فرض تو صرف رسالت کا فقط پہنچا دینا ہے۔ اُن لوگوں نے جواب دیا کہ اے شعیبؑ کیا تمہاری نماز تم کو حکم دیتی ہے کہ ہم لوگوں سے اُن کی پرستش ترک کرا دو جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ باوجود اس کے کہ ہم اپنے مال میں جو چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں اور تم تو بردبار اور نیک ہو۔ شعیبؑ نے فرمایا مجھے بتلاؤ تو کہ اگر میں اپنے پروردگار کی روشن دلیل یعنی علم و پیغمبری و کمالات پر ہوں اور اُس نے مجھے اپنے فضل سے روزی دیا ہو تو کیا سزاوار ہے کہ میں اُس کی وحی میں خیانت کروں اور اُس کا پیغام تم لوگوں تک نہ پہنچاؤں اور میں جو تم کو ممانعت کرتا ہوں تو اس سے میری غرض تمہاری مخالفت کرنا نہیں ہے اور کوئی دوسری غرض بھی نہیں ہے سوائے اس کے کہ جس قدر مجھ سے ممکن ہو تمہارے حال کی اصلاح کروں اور توفیق خدا کی جانب سے ہے اُسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اُسی کی جانب میری بازگشت ہے اے میری قوم کے لوگو ایسا نہ ہو کہ جو معاندہ مجھ سے کرو اُس کے سبب سے تم کو وہ پہنچے جو قوم نوحؑ یا قوم ہودؑ یا قوم صالحؑ یا قوم لوطؑ کو پہنچا ہے اُن قوموں کے حالات سے تمہارے حالات دور نہیں ہیں نصیحت حاصل کرو اور خدا سے آمرزش طلب کرو اور اُس سے توبہ کرو یقیناً میرا پروردگار بڑا رحم کرنے والا اور مہربان ہے۔ اُن لوگوں نے کہا اے شعیبؑ ہم بالکل نہیں سمجھتے جو تم کہتے ہو اور ہم تم کو اپنے درمیان یقیناً کمزور دیکھتے ہیں اور تمہارے قبیلہ کی رعایت مدنظر نہ ہوتی تو ہم تم کو سنگسار کر دیتے حالانکہ تم ہم لوگوں پر غالب نہیں ہو سکتے۔ شعیبؑ نے فرمایا کیا میرا قبیلہ تمہارے نزدیک خدا سے زیادہ غلبہ والا ہے تم لوگوں نے خدا کو پس پشت ڈال دیا ہے اور اُس سے خوف و اندیشہ نہیں کرتے۔ جو کچھ تم کرتے ہو۔ یقیناً خدا کا علم اُن پر محیط ہے اے لوگو یہ حال جو تمہارا ہے اس پر جو کچھ چاہتے ہو ت کرو بدرستیکہ میں وہی کرتا ہوں جس پر خدا کی جانب سے مامور ہوا ہوں۔ بہت جلد تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کس کی جانب خواری اور ذلت ابدی میں ڈالنے والا عذاب آتا ہے اور کون جھوٹ کہنے والا ہے۔ تم بھی انتظار کرو میں بھی انتظار کرتا ہو۔ اور جب ہمارا حکم اُن کے عذاب کے بارے میں آ پہنچا تو ہم نے شعیبؑ کو اور اُن لوگوں کو جو اُن پر ایمان لائے تھے۔ اپنی رحمت سے نجات دی اور اُن ستمگاروں کو ایک صدائے مہیب نے لے ڈالا تو وہ اپنے مکانوں میں مُردہ ہو گئے۔



گویا کبھی اُس میں تھے ہی نہیں (آیت ۸۴ تا ۹۴ پ۱۲) اور سورۂ شعرا میں فرمایا ہے کہ جنگل کے رہنے والوں نے پیغمبروں کی تکذیب کی۔ جو بیشہ اور درختوں کے جھنڈ میں آباد تھے جس وقت کہ شعیبؑ نے اُن سے کہا کیا عذاب خدا سے نہیں ڈرتے ہو بہ تحقیق کہ میں تمہارے لئے امین رسول ہوں لہٰذا خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور تم سے میں اپنی رسالت کا اجر کچھ نہیں طلب کرتا۔ میرا اجر تو عالموں کے پروردگار کے ذمہ ہے پیمانہ پورا ناپ کر دو اور کم کرنے والوں میں سے نہ ہو اور درست ترازو سے وزن کرو اور لوگوں کی چیزوں کو کم نہ کرو اور زمین میں فساد کی کوشش نہ کرو اور اُس خدا سے ڈرو جس نے تم کو اور تمام خلائق کو پیدا کیا ہے۔ آپ کی قوم نے کہا کہ تم اُن لوگوں میں سے ہو جو جادو سے دیوانہ ہوئے ہیں اور تم ہماری طرح سوائے ایک انسان کے اور کچھ نہیں ہو اور ہم تم کو جھوٹ کہنے والوں میں سے شمار کرتے ہیں۔ اگر تم اپنے دعویٰ رسالت میں سچے ہو تو ہمارے لئے آسمان کے چند ٹکڑے لا دو۔ شعیبؑ نے کہا جو کچھ تم کہتے ہو میرا پروردگار خوب واقف ہے۔ غرض اُن لوگوں نے اُن حضرت کی تکذیب کی تو اُن کو ابر والے دن کے عذاب نے گرفتار کیا بہ تحقیق کہ وہ سخت دن کا عذاب تھا۔ (پ۱۹ آیت ۱۷۶ تا ۱۸۹)

واضح ہو کہ مفسرین میں مشہور یہ ہے کہ جب شعیبؑ کی تکذیب اُن کی قوم نے انتہا کو پہنچا دی حق تعالیٰ نے اُن لوگوں پر ایک شدید گرمی نازل کی جس نے اُن کے نفسوں پر اثر کیا اور جب وہ اپنے مکانوں میں داخل ہوئے وُہ گرمی بھی داخل ہوئی نہ اُن کو سایہ میں چین ملتا تھا نہ پانی سے۔ گرمی سے بھُنے جاتے تھے۔ پھر حق تعالیٰ نے ایک ابر اُن کی جانب بھیجا تو سب نے گرمی کی شدّت سے اُس ابر کی جانب پناہ لی۔ جب وہ تمام لوگ اُس ابر کے نیچے پہنچ گئے تو اُس سے آگ کی بارش ہوئی اور زمین کو زلزلہ ہوا یہاں تک کہ وہ لوگ جل کر راکھ ہو گئے اور مفسرین کے ایک گروہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت شعیبؑ دو گروہ پر مبعوث ہوئے ایک بار اہل مدین پر جو صدائے مہیب سے ہلاک ہوئے جس سے زمین کو زلزلہ ہوا۔ اُس کے بعد حضرت اہل بیشہ پر مبعوث ہوئے اور وُہ لوگ بجلی گرانے والے ابر کے ذریعہ سے ہلاک ہو گئے۔

بسند معتبر حضرت علی بن الحسینؑ سے منقول ہے کہ سب سے پہلے شعیبؑ پیغمبر نے باٹ اور ترازو تیار کیا۔ آپ کی قوم تولتی تھی اور لوگوں کے حق کو پُورا پُورا دیتی تھی۔

اُس کے بعد لوگوں نے ناپ تول میں کم کرنا اور چورانا شروع کیا تو اُن کو زلزلہ نے لے ڈالا اور اُسی میں معذب اور ہلاک ہُوئے۔

ابن بابویہ اور قطب راوندی نے اپنی سند سے ابن عباس اور وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ شعیبؑ و ایوبؑ اور بلعم بن باعور اُس گروہ کی اولاد میں سے تھے جو ابراہیمؑ پر اس روز ایمان لائے جبکہ حضرت نے آتش نمرود سے نجات پائی وُہ لوگ بھی اُن حضرت کے ساتھ شام کی جانب ہجرت کرکے آئے تھے حضرت ابراہیمؑ نے ان لوگوں سے دختران لوطؑ کو تزویج کیا لہذا وہ تمام پیغمبر جو ابراہیمؑ کے بعد اور فرزندان یعقوبؑ کے پہلے گذرے۔ اسی جماعت کی اولاد سے تھے اور حق تعالےٰ نے شعیبؑ کو مدین کے باشندوں پر پیغمبر بنا کر بھیجا تھا۔ وہ لوگ شعیبؑ کے قبیلہ سے نہ تھے اُن پر ایک جبار بادشاہ حاکم تھا کہ اُس سے کسی ہمعصر بادشاہ کو مقابلہ کی تاب نہ تھی۔ وہ قوم خدا کے ساتھ کفر اور پیغمبروں کی تکذیب کرتی تھی اور دُوسروں کے لئے ناپ تول کم کرتی تھی۔ وہ لوگ جب اپنے واسطے ناپتے اور تولتے تو پورا پورا لیتے تھے اور بادشاہ اُن کو غلہ روک رکھنے اور کم تولنے ناپنے کا حکم کرتا تھا شعیبؑ نے اُن کو ہر چند نصیحت کی کوئی فائدہ نہ ہوا یہاں تک کہ بادشاہ نے شعیبؑ کو اور اُن لوگوں کو جو آپ پر ایمان لائے تھے اپنے شہر سے نکال دیا آخر خدا نے اُن پر گرمی اور جلانے والے ابر کو بھیجا جس نے اُن کو بھون ڈالا وُہ سب نو روز تک اسی عذاب میں گرفتار رہے اور پانی اُن کے لئے اس قدر گرم ہو گیا تھا کہ وہ پی نہ سکتے تھے پھر وُہ لوگ اُس بیشہ کی جانب چلے گئے جو اُن کے نزدیک تھا اُس وقت خدا نے ایک ابر سیاہ اُن پر بلند کیا جب سب کے سب اُس ابر کے سایہ میں جمع ہو گئے خدا نے اُس ابر سے آگ برسائی جس نے سب کو جلا دیا۔ اُن میں سے ایک بھی نہ بچا۔ جب حضرت رسولِ خدا کے سامنے شعیبؑ کا ذکر ہوتا فرماتے تھے کہ وُہ قیامت میں خطیب پیغمبراں ہونگے۔ جب شعیبؑ کی قوم ہلاک ہو گئی حضرت مع اُس جماعت کے جو آپ پر ایمان لائی تھی مکہ تشریف لے گئے اور اُسی جگہ مقیم رہے یہاں تک کہ رحمت الٰہی سے واصل ہوئے۔ اور دوسری روایت میں ہے جو زیادہ صحیح ہے کہ شعیبؑ مکہ سے مدین واپس گئے وہیں قیام کیا۔ یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام اُن کے پاس گئے اور ابن عباس نے روایت کی ہے کہ شعیبؑ کی عمر دو سو بیالیس ۲۴۲ سال ہوئی۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے پانچ پیغمبروں



ہود و صالح و اسمٰعیل و شعیب اور محمد علیہم السّلام کے سوا عرب سے کسی کو مبعوث نہ کیا۔

حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ شعیبؑ اپنی قوم کو خدا کی طرف بلاتے تھے۔ یہاں تک کہ پیر ہو گئے اور اُن کی ہڈیاں باریک ہو گئیں پھر ایک مدت تک اُن سے غائب رہے اور پھر خدا کی قدرت سے جوان ہو کر اُن کے پاس واپس آئے اور اُن کو خدا کی طرف دعوت دی۔ اُن لوگوں نے کہا جس وقت کہ تم بڈھے تھے تمہاری بات کا ہم نے اعتبار نہ کیا اب کیونکر باور کر سکتے ہیں جبکہ تم جوان ہو۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت شعیب کو وحی کی کہ میں تمہاری قوم میں سے چالیس ہزار افراد پر جو سرکش ہیں اور ساٹھ ہزار نیک لوگوں پر عذاب کروں گا۔ شعیبؑ نے کہا پروردگارا نیک لوگوں پر تو کیوں عذاب کریگا حق تعالیٰ نے وحی کی اس لئے کہ اُن لوگوں نے اہل معاصی کی رعایت کی اور اُن کو بدی کی ممانعت نہ کی اور میرے غضب کے لئے اُن پر غضبناک نہ ہُوئے۔

حضرت رسالت پناہؐ سے منقول ہے کہ شعیبؑ خدا کی محبت میں اس قدر روئے کہ نابینا ہو گئے۔ خدا نے اُن کو بصارت واپس عطا فرمائی پھر اس قدر روئے نابینا ہو گئے۔ پھر خدا نے اُن کو بینا کر دیا۔ تین بار اسی طرح ہوا۔ چوتھی مرتبہ حق تعالیٰ نے اُن کو وحی کی کہ اے شعیبؑ کب تک گریہ کرو گے اگر جہنم کے خوف سے گریہ کرتے ہو تو میں نے تم کو اُس سے امان دی اور اگر بہشت کے اشتیاق میں روتے ہو تو میں نے اُس کو تمہارے لئے مباح کیا شعیبؑ نے کہا اے میرے مولا اور میرے مالک تو جانتا ہے کہ میرا گریہ نہ جہنم کے خوف سے ہے اور نہ بہشت کے شوق میں بلکہ تیری محبت نے میرے دل میں جگہ کر لی ہے۔ تیرے شوقِ ملاقات میں گریہ کرتا ہوں۔ اُس وقت اُن کو وحی ہوئی کہ میں اس سبب سے اپنے کلیم موسیٰ بن عمران کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں تاکہ وہ تمہاری خدمت کرے۔

بسند معتبر سہل بن سعید سے منقول ہے کہ اُس نے کہا کہ مجھ کو ہشام بن عبدالملک نے رصافہ میں بھیجا کہ ایک کنواں کھودوں۔ جب دو سو قامت کھود چکا تو انسان کا ایک سر ظاہر ہوا۔ اُس کے اردگرد کی مٹی ہٹائی تو میں نے دیکھا کہ ایک مرد سفید کپڑے پہنے ہُوئے ایک پتھر پر کھڑا ہے اور اپنے داہنے ہاتھ کو اپنے سر پر رکھے ہُوئے ہے اُس ضربت کے سبب سے جو سر پر لگائی گئی تھی جب ہاتھ کو اُس جگہ سے ہٹا دیا جاتا تھا تو خون جاری ہو جاتا تھا۔ جب ہاتھ چھوڑ دیا جاتا تھا وُہ پھر زخم پر رکھ لیتا تھا اور خون بند